غم بہ دل
نیلم ریاست

جیسے ہی زکریا نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی، وہ کار کی اگلی پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر وہاں بیٹھے لڑکے سے بولی

"باہر نکلو۔"

لڑکے نے زکریا کی طرف دیکھا، اور اُس نے سر ہلا کر اجازت دے دی۔

اگر وہ خود کو اس اذیت میں ڈالنا چاہ رہی تھی، تو زکریا کیا کر سکتا تھا؟
ویسے بھی، اس کے پاس وقت کی شدید کمی تھی۔
ایک ایک لمحہ احمد صاحب کی زندگی کم کر رہا تھا۔

جیسے ہی بتول نے گاڑی میں سوار ہو کر دروازہ بند کیا۔ زکریا نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ بظاہر تو وہ راستے میں آتی ہر رکاوٹ کو پار کرتا، اشارے توڑتا، صرف اسی یقین کو قائم رکھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ احمد صاحب کا وجود اب بھی زندہ

NEELAM RIASAT NOVELS

ہے۔

وہ،اپنے برابر بیٹھی لڑکی کی ہچکیوں کو سن کر بھی کان بند کیے ہوئے تھا۔جو دو سال اس نے اپنے دوست مصطفیٰ کے باڈی گارڈ کے طور پہ کام کیا تھا۔۔وہ تجربہ زندگی میں اس کے بہت کام آیا ہے مگر زکریا کو لگا ان دو سالوں کی محنت اور اس سے پہلے جو اس نے چھ ماہ کی ٹریننگ حاصل کی تھی،آج وہ صلاحیتیں اس کے کام آگئی تھیں۔نہ تو اس کے دل کی دھڑکن شوٹ کی تھی،نہ وہ عام لوگوں کی طرح ایسی صورتحال میں ہوا س کھو یا تھا۔بلکہ اس کا دماغ ہر ہر پہلو کو سوچ رہا تھا۔

موڑ کاٹتے ہوئے،اس نے اچٹتی سی نظر اس پر ڈالی،جو پوچھ رہی تھی۔

"ابو یوں بے ہوش کیوں پڑے ہیں؟میری کسی پکار کا جواب کیوں نہیں دے رہے؟

زکریا کے پاس اس کے سوال کا جواب تو تھا،مگر جواب دینے کی ہمت نہیں تھی۔ وہ خطرے سے لڑ سکتا تھا۔مشکل وقت میں اپنے جذبات پہ قابو رکھ سکتا تھا،مگر خاتون کے آنسوؤں اس کا بلڈ پریشر بڑھا دیتے تھے۔اس چیز سے نمٹنے کی ٹریننگ

اس کے پاس نہیں تھی۔وہ مزید کہہ رہی تھی۔

تم ان کو آواز کیوں نہیں دے رہے ہو؟

"مجھے پچھلی سیٹ پر جانا ہے۔گاڑی روکو،زکریا!سن کیوں نہیں رہے ہو؟

کوئی اور وقت ہوتا تو شاید وہ چند سیکنڈ کے لیے ہی سہی، لیکن یہ غور ضرور کرتا کہ بتول نے اُسے اُس کے نام سے پکارا ہے۔

ہمیشہ کی طرح "غنڈا" نہیں کہا، نہ ہی "چیرٹی کیس" کہہ کر مخاطب کیا۔

اس نے زکریا کو کئی نام دیے تھے۔مگر جو دو تین نام زکریا نے اپنے کانوں سے سنے تھے، وہ "غنڈا" "چیرٹی کیس "اور لے پالک اولاد وغیرہ تھے۔

کئی بار وہ اس کی کال اُٹھا کر احمد صاحب کو بلاتے ہوئے کہتی۔

"ابو، آپ کے غنڈے کا فون آیا ہے، آکر سن لیں۔"

یا دروازہ کھولتی اور سامنے دیکھ کر وہیں سے آواز دیتی

"!ابو جی! آپ کا چیرٹی کیس آیا ہے"

اس کے علاوہ زکریا کی آج تک اس سے براہِ راست کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

اس گھر میں آتے جاتے اسے دس سال سے اوپر ہو چلے تھے۔

ہسپتال پہنچ کر، گیٹ پر لگی رکاوٹ دیکھ کر اس نے ہارن پر ہاتھ رکھ دیا۔

گارڈ نے پوچھا

"کیا ہوا ہے؟ گاڑی میں کون ہے؟"

"!گولی لگی ہے! جلدی راستہ دو، اور پولیس کو فون کر دو"

گارڈ نے اس کی سنجیدگی دیکھ کر فوراً رکاوٹ ہٹا دی۔

وہ گاڑی بھگا کر ایمرجنسی بلاک کے سامنے لے آیا۔

چند لمحوں میں احمد صاحب کے بے روح نظر آتے وجود کو اس نے ہسپتال کے عملے کے ساتھ مل کر اسٹریچر پر ڈالا۔

ان کو اندر لے جایا جا رہا تھا کہ انہوں نے چند لمحوں کے لیے آنکھیں کھول کر ادھر اُدھر دیکھا اور پوچھا

NEELAM RIASAT NOVELS

"زکریا؟"

اپنا نام سنتے ہی وہ ان کے قریب جھک گیا۔

مضبوط لہجہ، دوٹوک الفاظ

"جی سر جی! فکر نہ کریں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

احمد صاحب کا اگلا سوال

"بتول؟"

"وہ ادھر ہی ہیں، آپ کے پاس ہی ہیں۔"

بتول ان کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی، جب اسے احساس ہوا کہ ابو کے ہوش پوری طرح بحال نہیں۔

اس کی ہچکی اور بھی گہری ہو گئی۔

"زکریا؟"

"جی سر؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

میں نے کبھی تم سے یہ سوال نہیں کرنا تھا، اگر یہ وقت مجھ پر نہ آتا۔"

"مگر میرے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

"حکم کریں سر جی۔"

اگر میں نے تمہارے ساتھ کبھی کوئی بھلائی کی ہو، تو اس کا بدلہ چکا دینا۔"

میں کم ظرف نہیں ہوں، زکریا۔ مگر اس وقت میں ایک بہت ہی مجبور انسان

"ہوں۔

"سر جی، آپ کے لیے جان بھی حاضر ہے۔"

"میری بیٹی میرے بعد اکیلی ہو جائے گی۔ اسے بچا لینا۔"

ان کی آواز بہت مدھم تھی۔

وہ پوری طرح ان کے کان کے پاس جھکا ہوا تھا۔

"جی سر جی۔"

اسٹریچر کو آگے دھکیلنے لگے تو احمد صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے روک دیا۔

احمد صاحب نے بتول کو اپنے قریب بلایا۔

وہ زاروقطار روتے ہوئے کہنے لگی۔

"!ابو، پلیز ڈاکٹر کے پاس چلیں، آپ کا بہت خون نکل رہا ہے"

وہ بولے جارہی تھی، سننے سے انکاری۔ جیسے لاشعوری طور پر اس کو خبر تھی کہ وقت ریت کی طرح ہاتھوں سے نکل رہا ہے۔ مگر دماغ ابھی تک شدید صدمے میں ہونے کی وجہ سے حقیقت سے انکاری ہو رہا تھا۔

زکریا کو اسے ٹوکنا پڑا۔

"بی بی، یہ آخری موقع ہے۔ چُپ کر کے سن لیں۔"

بتول اُس کی بات پر ساکت ہو گئی۔ تمام الفاظ جیسے مر گئے۔ سارے خدشے سچ ہو گئے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

احمد صاحب کہنے لگے۔

میری بیٹی، میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں۔"

بتول کے آنسو آبشار بن گئے۔ منہ پہ پلو رکھے سسکیاں دبا کر ان کو سننے لگی۔

میری بیٹی بہت ہمت والی ہے، بہت بہادر ہے۔

زکریا کے علاوہ کسی پر یقین نہ کرنا۔ میرے بھائی نے اپنے بیٹے کو میرے خلاف اس قدر بھڑکایا کہ دیکھو اس نے اپنے ہی خون پہ گولی چلادی۔ تم ٹھیک کہتی تھیں مجھے ان لوگوں پہ اتنا یقین نہیں رکھنا چاہیے تھا۔ مجھے خدا کی قسم ایک فیصد بھی شک نہیں تھا کہ یہ دن بھی آئے گا۔

تم زکریا سے ہمیشہ سے چڑتی رہی ہو۔ اگر میں نہ رہوں تو زکریا تمہیں محفوظ رکھے گا... وعدہ کرو تم اس کی بات مانوں گی۔ "

وہ روتے ہوئے زور زور سے سر اثبات میں ہلا رہی تھی۔

"!آپ کو کچھ نہیں ہوگا ابو... پلیز ایسی باتیں نہ کریں، مجھے ڈر لگ رہا ہے ابو"

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا کی نظریں احمد صاحب کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

ان کا رنگ اس قدر سفید ہو گیا تھا، جیسے ان کے جسم کا سارا خون نچڑ چکا ہو۔

زکریا ان کا زخم گاڑی میں بٹھانے سے پہلے ہی دیکھ چکا تھا——

جہاں گولی لگی تھی، وہاں سے بچنے کا امکان شاید ایک فیصد بھی نہ تھا۔

اور اگر بچ بھی جاتے... تو زندگی بھر کے لیے معذور ہو جاتے۔

میری جان..." احمد صاحب نے بمشکل کہا، "

"یہ زندگی جس سے مانگ کر لی تھی... اب اسے واپس کرنے کا وقت ہے۔

مجھے مسکرا کر رخصت کرو... تاکہ میں تمہارا مسکراتا چہرہ اپنے ساتھ لے

"جاؤں۔

ڈاکٹر نے انہیں مزید کچھ کہنے کا موقع نہ دیا۔

"انھیں اندر لے جایا گیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ہسپتال کا اتنا بڑا ہال... جہاں لوگوں کا آنا جانا لگا ہوا تھا...

ایک جہاں آباد تھا—— مگر بتول کو یوں لگا جیسے دنیا ختم ہو گئی ہو۔

جیسے کچھ بچا ہی نہیں۔

اس کی آواز حلق میں ہی دب گئی۔

ابھی ابو اندر گئے تھے... امید باقی تھی۔

مگر احساسِ تنہائی نے دل و دماغ کو جکڑ لیا۔

لبوں پر دعا سسکنے لگی۔

اس نے مڑ کر زکریا کو دیکھا۔

وہ کسی بُت کی طرح ساکت کھڑا تھا۔

اور نظریں بیرونی دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔

پچھلے چند گھنٹوں میں جو کچھ ہوا ہے وہ کسی فلم کے سین کی طرح دونوں کے دماغ میں چل رہا تھا۔

****

NEELAM RIASAT NOVELS

تم آج کل کچھ زیادہ ہی مصروف نہیں ہو گئے ہو؟ اتنی بار تم سے رابطہ کرنے کی

"کوشش کی، مگر تم تو ملتے ہی نہیں ہو۔

بیرسٹر اکرم کی بات پر وہ مسکرایا۔

"میری کیا اوقات ہے جی، آپ حکم کریں۔"

"کسی دن گھر پر آؤ۔"

وہ دھیرے سے مسکرادیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وکیل صاحب اسے گھر کیوں بلانا

چاہتے ہیں۔ اسے علم تھا کہ وہ مر کر بھی ان کی دعوت قبول نہیں کرے گا۔

کیونکہ جس شہر جانا نہ ہو، اس کا پتہ نہیں پوچھا جاتا۔

وکیل صاحب نہ اس کے ماضی سے واقف تھے، نہ اسے قریب سے جانتے

تھے۔ اور دور کے ڈھول سب کو ہی سہانے لگتے ہیں۔ اس لئے وہ اپنی دختر کے

لئے اس کے بارے میں احمد صاحب سے گاہے بگاہے معلومات لیتے رہتے تھے۔

یہ بات احمد صاحب نے ہی زکریا سے کی تھی، مذاق کیا کہ یار تم نے شادی تو کرنی

ہی ہے تو اکرم کی بیٹی سے کر لو۔ وہ تمہیں بہت پسند کرتا ہے۔ زکریا ہر دفعہ ہنس کر ٹال جاتا تھا۔

وہ دونوں اس وقت اپنے مشترکہ دوست کے ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔ بیرسٹر احمد نے دونوں کو کھانے پر بلایا ہوا تھا۔ کھانے کے بعد احمد صاحب فون سننے کے لیے کمرے سے باہر چلے گئے تھے۔

"اس دفعہ چوزوں میں کتنا منافع ہوا ہے؟"

"الحمدللہ، کوئی تیس لاکھ نکل آیا ہے۔"

"کتنے عرصے میں بک گئے؟"

تین سے چار ماہ لگ ہی جاتے ہیں۔ مگر میں نے سسٹم ایسا رکھا ہوا ہے، جیسے ہی" چھوٹا چوزہ تھوڑا وزن پکڑتا ہے، میں اگلی سپلائی لے آتا ہوں۔ اس لیے یہ سرکل "چلتا رہتا ہے۔

"کیا آج کل صرف گوشت ہی بیچ رہے ہو؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

وہ سمجھ گیا کہ اکرم صاحب، احمد صاحب کی باتیں بہت غور سے سنتے ہیں۔ اسی لیے ان کو اس کے بارے میں اتنی معلومات تھیں۔

نہیں، ہماری کافی پروڈکٹس ہیں۔ انڈے، گوشت، اور اس کے علاوہ ہم لوگ "
"زندہ جانور بھی دیتے ہیں۔

وہ ان کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتے ہوئے بولا،

"کسی دن آپ میرے غریب خانے پہ تشریف لائیے، آپ کو سارا سسٹم "دکھاؤں گا۔

"چلو، میں احمد سے کہوں گا، ہم دونوں آئیں گے۔"

"جی ضرور۔"

ابھی اکرم صاحب کچھ اور پوچھنے ہی والے تھے کہ باہر سے اونچا اونچا بولنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

NEELAM RIASAT NOVELS

انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ایک آواز تواحمد صاحب کی تھی، مگر دوسری آواز بھی وہ فوراً پہچان گیا۔وہ عدیل تھا،احمد صاحب کے بھائی کے بڑی بھائی کا بیٹا۔

وہ کھڑکی کے پاس آیااور پوری چوکنی نظروں سے باہر کا جائزہ لیا۔

احمد صاحب لان میں کھڑے تھے۔عدیل اکیلا نہیں تھا،اس کا باپ بھی ساتھ تھا۔اس نے باہر جانا مناسب نہ سمجھا، کہ یہ فیملی کا معاملہ ہے،اسے بیچ میں نہیں آنا چاہیے۔مگر عدیل کی شہرت کے پیش نظر وہ آرام سے بھی نہ بیٹھ پایا۔دبے پاؤں کمرے سے نکل آیا۔

عدیل کے باپ کی آواز اندر تک آرہی تھی۔

"جب میں نے تم سے کہا تھا کہ بتول عدیل کی بیوی بنے گی، تو تم نے کیوں کر بتول کا رشتہ کہیں اور طے کیا؟"

احمد صاحب بہت دھیرے سے بولے۔

"بھائی صاحب آپ کیسی باتیں کرتے ہیں؟میری بیٹی کی خوشی نہ تھی تو میں

کیوں زبردستی اس کی شادی عدیل کے ساتھ کرواوں گا؟

میں تمہیں کئی بار یہ بات بتا چکا ہوں۔ میری ایک ہی بیٹی ہے، اور میں کسی طور بھی اسے اس آگ میں نہیں جھونکوں گا۔ میں بتول کا رشتہ عدیل سے کرنے کے لیے کبھی بھی رضامند نہ تھا، نہ ہوں۔ اب تو اس کی منگنی ہو چکی ہے۔ آپ لوگ بھی اس بات کو قبول کر لیں تو بہتر ہے۔ اللہ نے چاہا تو بہت جلد اس کی شادی بھی کر دوں گا۔"

عدیل غصے سے ابل رہا تھا۔ ایک قدم ان کی جانب بڑھا کر گھورتے ہوئے بولا:

"چاچا، لگتا ہے تم نے اپنے دن گن لیے ہیں۔ ساری عمر وکالت کر کے جو عربوں کی جائیداد بنائی ہے، وہ تم یونہی کتے بلوں کے ہاتھ دے کر ان کو ہم پہ حکمران بنانا چاہتے ہو؟"

احمد صاحب تحمل سے کہنے لگے:

"عدیل تم ایک اول درجے کے لالچی اور کام چور لڑکے ہو، جس نے آج تک اپنے زورِ بازو پہ ایک روپیہ نہیں کمایا۔ باپ دادا کے نام کا کھا رہے ہو۔ اور اوپر

سے انتہا کے بد تمیز بھی ہو، بڑے چھوٹے سے بات کرنے کی تمیز تک نہیں۔ تم یہ سمجھتے ہو کہ تم اس قابل ہو کہ میرے فیصلوں پہ سوال اٹھاؤ؟

"پہلے خود کو اس قابل بناو، پھر میرے گھر کی دہلیز پار کر کے میرے منہ لگنا۔

عدیل کے چہرے پر ایک مکروہ مسکراہٹ ابھری، جسے دیکھ کر زکریا کے جسم میں ایک سنسنی خیز لہر دوڑ گئی۔ مگر اگلے لمحے اس کی توجہ اندر سے آنے والی آہٹ پر مبذول ہو گئی۔ وہ تیزی سے مڑا۔

سامنے بتول کھڑی تھی، جو یقیناً اس کی طرح آوازیں سن کر ہی باہر آئی تھی۔

زکریا کو مکمل نظرانداز کرتے ہوئے وہ آگے بڑھنے لگی، جب وہ اس کے راستے میں آگیا۔

"آپ پلیز اندر چلی جائیں۔"

بتول نے ناک چڑھا کر اسے سرتاپا دیکھا،

جیسے کہہ رہی ہو۔ تم مجھے بتاوگے کہ مجھے کیا کرنا ہے؟

مگر بولی، تو آواز میں کچھ نرمی تھی:

"ابو باہر اکیلے ہیں، میں انہیں ایسے نہیں چھوڑ سکتی۔ تم سامنے سے ہٹو۔ وہ آوارہ عدیل پھر ان کا سر کھانے آگیا ہے۔ نہ جانے یہ لوگ کب ہماری جان چھوڑیں گے۔"

میں آپ کے جذبات سمجھ سکتا ہوں، مگر یقین مانیں، سر کا بھی یہی مشورہ ہوتا" "کہ آپ اندر ہی رہیں۔ اگر آپ باہر گئیں، تو وہ ناراض ہوں گے۔

ڈرائنگ روم سے اکرم صاحب بھی نکل کر زکریا کے حق میں بولے:

"بتول بیٹی، زکریا ٹھیک کہہ رہا ہے۔ آپ باہر نہ ہی جائیں تو بہتر ہے۔ بحث میں "بہت زیادہ گرما گرمی ہو گئی ہے۔ زکریا، تم جاؤ، میں بتول بیٹی کے پاس ہوں۔

اتنا سا اشارہ ملتے ہی وہ تیزی سے باہر لان کی جانب بڑھا۔ مگر وہ ابھی کار کے قریب ہی پہنچا تھا، جب بندوق چلنے کی آواز کے ساتھ ہی بتول کی دلخراش چیخ سنائی دی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس نے صرف ایک پل کے لیے پلٹ کر اکرم صاحب کو تاکید کی:

"بی بی باہر نہ آئیں!"

اسے اپنا خون رگوں میں جمتا محسوس ہوا۔ سیدھا ہاتھ ہولسٹر میں لٹکتے پسٹل پر گیا۔

تھوڑا آگے جانے پر لان کا منظر واضح ہونے لگا۔

احمد صاحب نیچے گھاس پر گرے ہوئے تھے۔ ان کا گارڈ گیٹ کے پاس ڈھیر تھا۔ اور عدیل ان کے اوپر بندوق تانے کھڑا تھا۔ اس کا باپ پھٹی آنکھوں سے اپنے بھائی کے بے جان نظر آتے جسم کو دیکھ کر بیٹے پر چلانے لگا۔

"عدیل، یہ تم نے کیوں کیا؟ میں کہہ رہا تھا نا کہ مجھے بات کرنے دو۔"

"کیا بات کرنے دو، ابو؟ اس کی سمجھ میں آج تک آپ کی کوئی بات آئی ہے؟ نہ جانے خود کو کیا سمجھ بیٹھا ہے۔ اب اسے کہو کہ رشتہ دینے سے انکار کرے۔ اس کی بیٹی سے میں ہی شادی کروں گا۔ اگر وہ بھی نہ مانی، تو اس کا حال بھی اس کے باپ جیسا ہوگا!"

زکریا نے دو سیکنڈ میں خطرے کا اندازہ لگا لیا۔ عدیل کے گارڈ بھی گیٹ کے باہر موجود تھے۔ احمد صاحب کے گارڈ کو یقیناً انہوں نے ہی گرایا تھا۔

زکریا نے پلر کی اوٹ سے ہی عدیل کو نشانہ بنایا۔ اور وہ اسی پل اپنی ٹانگ سے نکلتے خون کے فوارے اور درد کی ٹیس پہ چیختا زمین پر گرا۔

زکریا کو علم تھا کہ اس وقت سامنے والے لوگ زیادہ تھے، اس لیے سامنے آئے بغیر ہی اُن کو نشانہ بنانے لگا۔

اسے صرف یہ فکر تھی کہ کسی نہ کسی طرح ان لوگوں کو یہاں سے بھگا کر احمد صاحب تک پہنچے، جن کے جسم میں کوئی حرکت نہیں ہو رہی تھی۔

زکریا تیزی سے گھر کے دوسری جانب بھاگا، اور وہاں جا کر عدیل کے ایک گارڈ کا نشانہ لیا۔

وہ بہت محتاط تھا— گولی نہ سر پر لگے نہ سینے پر۔

اس نے گارڈ کو کندھے پر گولی ماری۔

اتنا سا شور ہی عدیل کے باپ کے لیے کافی تھا۔ وہ اپنے بندوں کے ساتھ مل کر عدیل اور زخمی گارڈ کو گاڑی میں پھینک کر نو دو گیارہ ہو گیا۔

زکریا بھاگتا ہوا احمد صاحب کے قریب پہنچا۔

ان کی آنکھیں بند تھیں۔

اس نے ان کی گردن کے قریب، کان کے نیچے، انگلی رکھ کر دھڑکن کا اندازہ لگانے کی کوشش کی۔

ہلکی ہلکی سی تھرتھراہٹ محسوس کرتے ہی وہ فوراً بھاگا۔

اپنی گاڑی، جو گیٹ سے باہر کھڑی تھی (کیونکہ احمد صاحب کے لاکھ کہنے کے باوجود وہ کبھی گاڑی اندر نہیں لاتا تھا)، گیٹ کھول کر اندر لایا، احمد صاحب کے قریب ترین روکی، اور دروازہ کھلا چھوڑ کر انہیں اٹھانے کے لیے جھک گیا۔

اسی وقت باہر کھڑے کچھ لڑکے بھی اندر آ گئے، ظاہر ہے، گولیوں کی آواز نے لوگوں کی توجہ حاصل کر لی تھی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ادھر جیسے ہی فائرنگ کی آواز گونجی، اکرم صاحب نے بتول کو ہال سے نکلنے نہیں دیا۔

انہیں زکریا پر پورا یقین تھا کہ اگر باہر جانا واقعی خطرناک ہوتا تو زکریا اُسے یہاں رکنے کے لیے نہ کہتا۔

اس وقت بتول کی جان پہ بنی ہوئی تھی، مگر اکرم صاحب ایک دیوار کی طرح اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔

"انکل، پلیز مجھے دیکھنے دیں، فائر کیوں ہوئے ہیں؟"

"میری بیٹی، دعا کرو سب خیر ہو۔ میں تمہیں باہر نہیں جانے دے سکتا، کم از کم زکریا کے آنے تک انتظار کرو۔"

"انکل، میرے ابو باہر ہیں! اور آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں یہاں رک کر کسی غیر آدمی کے اجازت دینے کا انتظار کروں کہ میں اپنے ابو کی خیریت جان سکتی ہوں یا نہیں؟"

اکرم صاحب نرمی سے سمجھانے لگے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

"تم زکریا غیر نہیں ہے۔ وہ احمد کے لیے اپنی جان کی بھی پروا نہیں کرے گا۔ بس تھوڑا حوصلہ..."

ان کی بات بیچ میں ہی رہ گئی، کیونکہ زکریا کی آواز باہر سے سنائی دی۔

"اکرم صاحب! ہمیں فوراً ہسپتال کے لیے نکلنا ہو گا۔ میں احمد صاحب کو لے جا رہا ہوں، آپ بی بی جی کو لے آئیں۔"

اس دفعہ بتول نے اکرم صاحب کو کچھ کہنے کا موقع دیے بغیر انہیں ایک طرف کیا اور تیزی سے زکریا کی جانب بھاگی۔

"میرے ابو کہاں ہیں؟"

زکریا نے بے بسی سے اکرم صاحب کو دیکھا، جبکہ بتول، اس کی قمیض پر لگے خون کو دیکھ کر لڑکھڑانے لگی۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اُسے سہارا دینا چاہا، مگر بتول نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا اور ڈانٹ کر بولی

NEELAM RIASAT NOVELS

بتاتے کیوں نہیں ہو؟ابو کہاں ہیں ؟اور یہ خون کس کا ہے ؟پلیز مجھے بتاؤ،ابو"

ٹھیک ہیں؟

"اور یہ تمہارا اپنا خون ہے نا؟ ...

آپ اکرم صاحب کے ساتھ آجائیں۔میرے پاس اس وقت آپ کے کسی"

"سوال کا جواب نہیں ہے۔یہاں رکنے کا وقت نہیں۔

یہ کہہ کر وہ پلٹا، مگر بتول نے اکرم انکل کی طرف رجوع کرنے کی بجائے اس کا

پیچھا کیا۔

جب وہ بیرونی حصے میں آئی، تو گیراج محلے کے لوگوں سے بھر رہا تھا۔

اتنے چہروں میں اسے کہیں اپنے ابو نظر نہیں آئے۔

اس کا دل جیسے کسی گہری کھائی میں گر گیا۔

****

عام طور پہ وقت یوں بھاگتا ہے جیسے پر لگے ہوئے ہوں۔جتنے مرضی جتن کرو۔

وقت نہیں رکتا تھا۔مگر جب آپ پہ مشکل آن پڑے پھر وہی وقت چیونٹی کے

جیسے رینگنا شروع کر دیتا ہے۔انسان یہ سوچتا ہے کہ کیسے یہ وقت گزرے اور وہ معمول کی زندگی واپس ملے۔ جیسے اس وقت زکریا اور بتول اسی انتظار میں تھے کہ کب ایمرجنسی وارڈ کا دروازہ کھول کر ڈاکٹر ان کو یہ خوشخبری دے۔ تم لوگوں کے تمام خدشات غلط ثابت کرتے ہوئے احمد صاحب زندگی کی جنگ جیت گئے ہیں۔اب تم لوگ اندر آکر ان سے مل سکتے ہوں۔وہ بالکل پہلے کی طرح چنگے بھلے ہو گئے ہیں۔

ایسا سب تو بس خیالاتی دنیا میں ہی ممکن ہے۔ حقیقت کی تلخی پوری طرح پنجے گاڑھے ان کو نگلنے کے لئے تیار کھڑی تھی۔زکریا نے ایک نظر بتول کو دیکھا۔

کاش اس پہ یہ وقت نہ آتا۔

پھر وہ بتول سے مخاطب ہوا، مگر نظریں اب پارکنگ لاٹ پہ جمی تھیں۔

"گیٹ کے باہر کھڑی وہ کالے شیشوں والی گاڑی دیکھ رہی ہیں؟"

بتول نے اُس سمت میں دیکھا۔

واقعی، گیٹ سے تھوڑے فاصلے پر ایک کالی گاڑی کھڑی تھی۔

ایک آدمی اُس کے پاس کھڑا تھا، فون کان سے لگائے، ارد گرد کا جائزہ لیتے

ہوئے۔

زکریا کی آواز پر وہ چونکی۔

اس گاڑی میں سے تین آدمی نکلے ہیں۔"

ایک تو وہ، جو فون پر ہے۔

باقی دو... آگے پیچھے ہو چکے ہیں۔

جانتی ہیں یہ یہاں کیوں ہیں؟

یہ ہمارے لیے آئے ہیں۔

"جو فون پر ہے... یہ عدیل کی گاڑی میں تھا، میں نے اسے پہچان لیا ہے۔

اب یہ لوگ اندر آئیں گے... آپ تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔"

اور آگے کیا ہو گا... میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

"کہ کس حد تک جا سکتے ہیں۔

فون پر بات کرتا ہوا آدمی جب گیٹ کی طرف بڑھا،

تو بتول کے دل کی دھڑکن جیسے کانوں میں سنائی دینے لگی۔

بتول کو علم نہیں ہوا کہ کب زکریا نے اُس کا ہاتھ تھاما،

اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا، کوریڈور عبور کرتا،

سامنے نظر آنے والی وارڈز کی طرف چل پڑا۔

پہلی وارڈ میں نظر ڈالی——

رش زیادہ تھا، آگے بڑھ گیا۔

نہ جانے وہ کیا تلاش کر رہا تھا...

جو اُسے تیسری وارڈ میں مل گیا۔

وہ وارڈ خالی تھی۔

صرف ایک کونے والے بیڈ پر ایک بزرگ خاتون سو رہی تھیں۔

اندر آتے ہی اُس نے وارڈ کا دروازہ بند کر دیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

سوئی ہوئی خاتون کے سامان میں سے ڈھونڈ کر ایک چادر اور ایک بیڈ کی چادر نکالی۔

چادر بتول کی طرف بڑھائی، مگر بولا کچھ نہیں۔

خود وہ بیڈ کی بڑی بڑی پھولوں والی چادر اوڑھ چکا تھا۔

کالی، بڑے پلو کی کڑھائی والی چادر بتول نے اپنے دوپٹے کے اوپر اوڑھ لی۔

اگلا حکم بہت دھیمی آواز میں ملا۔

"اپنا چہرہ چھپا لیں۔"

ساتھ ہی اُس نے اپنا فون بتول کی طرف بڑھایا

...اور سرگوشی میں بتانے لگا

میرا فون اپنے ساتھ لے جائیں۔ اس وارڈ سے نکل کر اُس سمت نہیں جانا، جس" سمت سے ہم اندر آئے تھے، بلکہ مخالف سمت میں چلنا ہے۔ جیسے ہی گیٹ سے باہر نکلیں، رکشہ لینا ہے اور اُسے کہنا ہے کہ 'چائے اینڈ گپ کیفے' پر اُتار دے۔ وہاں کافی آرڈر کر کے انتظار کرنا ہے۔ فون پر بلال کے نمبر سے کال آئے گی،

NEELAM RIASAT NOVELS

اس سے بات کر لینا، اور اُس کے ساتھ چلے جانا ہے۔ سفر کچھ گھنٹوں کا ہو گا، ڈرنا نہیں۔

میں یہاں سے اس لیے بھیج رہا ہوں کیونکہ اگر یہ لوگ یہاں یوں گھوم رہے ہیں تو یقیناً پولیس سے رابطے میں ہیں۔ ابھی پولیس بھی پہنچنے والی ہے۔ بہت گند مچنے والا ہے، اور اس دوران آپ کا یہاں ہونا مناسب نہیں۔"

زکریا نے فون اس کی طرف بڑھایا۔

بتول کے لب بری طرح کپکپا رہے تھے۔ چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

"میں ابو کو اکیلا چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی۔"

زکریا نے نرم مگر مضبوط لہجے میں کہا۔

"بی بی جی، اگر بحث کی گنجائش ہوتی تو میں ساری رات یہاں کھڑے ہو کر آپ کو دلائل دیتا۔ یا تو آپ میری بات مان لیں، یا پھر مجھے بھی آپ کے ساتھ جانا پڑے گا، اور یہ میں کرنا نہیں چاہتا۔ پلیز، آپ جائیں۔"

جانا ہی ہے تو میں اکرم انکل کے گھر چلی جاتی ہوں، اپنے کسی رشتے دار کے گھر "
"چلی جاتی ہوں۔

نہیں... جب تک وہ کتے کا بچہ ٹھکانے نہیں لگ جاتا، آپ کا کہیں بھی جانا "
"خطرے سے خالی نہیں۔

اس نے بتول کے ہاتھ میں فون دیا، اور جیب سے نکال کر کچھ رقم بھی اس کے ہاتھ پر رکھ دی۔

اب جائیں۔ واپس مڑ کر مت دیکھنا۔ بہتر ہو گا کہ اگر کوئی فیملی نکل رہی ہو تو "
"اُن کے ساتھ ہی نکل جائیں۔

بتول نے بڑی بڑی آنکھوں سے اس کو دیکھا، جو اس کے اتنے قریب کھڑا تھا کہ پہلی بار بتول کو لگا، اس کی قمیض پر لگا خون ابو کا نہیں، زکریا کا اپنا ہے۔
جب اُس نے زکریا کی دائیں جانب نظر آنے والے گہرے گیلے نشان پر انگلی رکھی، تو انگلی خون سے بھیگ گئی۔

اور زکریا ایسے تحمل سے بات کر رہا تھا، جیسے یہ ان کا روزمرہ کا معمول ہو۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول نے گھبرا کر کہا۔

"! تمہارا خون نکل رہا ہے"

زکریا نے بتول کی انگلی پر لگا اپنا تازہ خون اپنی اوڑھی ہوئی چادر سے صاف کیا اور نرم مگر مضبوط لہجے میں بولا۔

"اس وقت اپنی فکر کریں، میری نہیں۔"

بتول نے بے ساختہ زبان سے اپنے دل کی بات کہہ دی۔

"اگر مجھے کسی نے پہچان لیا، یا یہاں سے نکلنے سے پہلے ہی پکڑ لیا تو؟"

میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گا۔ میں آپ کے ساتھ ساتھ نہیں چلوں گا، مگر" آپ کو یہاں سے بھیجنے تک آپ کے ساتھ ہوں۔ ہر فالتو سوچ کو دماغ سے "نکالیں اور بس ایک کام پر فوکس کریں۔ اب جائیں، پلیز۔ دیر ہو رہی ہے۔

ڈری سہمی سی وہ لڑکی، زکریا کی بے تاثر نگاہوں میں دیکھ کر سر ہلا کر، اپنے چہرے پر پلو ڈال کر کمرے سے نکل گئی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا نے اپنا پسٹل نکال کر میگزین چیک کیا۔ صرف تین گولیاں بچی تھیں۔

اس نے گن کر چار منٹ کا وقفہ لیا، پھر بتول کے پیچھے چل پڑا، مگر وہ بہت آگے نکل چکی تھی۔

اگلی وارڈ سے نکلنے والی ایک بزرگ عورت کے ہاتھ میں بھاری سامان دیکھ کر زکریا فوراً آگے بڑھا اور ہنستے ہوئے کہا۔

"اماں جی، اتنا سامان کیوں اُٹھایا ہوا ہے؟ اپنے بیٹے کے ہوتے ہوئے آپ اتنی تکلیف کیوں کر رہی ہیں؟ بتائیں، کہاں چھوڑ کر آنا ہے؟"

پہلے تو اماں جی گھبرائیں، مگر پھر زکریا کے نرم لہجے اور مسکراہٹ سے مطمئن ہو کر خود بھی مسکرانے لگیں۔

"بیٹی کے لیے کھانا لے کر آئی تھی۔ اُس کا بیٹا یہاں داخل ہے۔ ہرنیا کی تکلیف ہے۔"

"اچھا اچھا، باجی کا بیٹا کیسا ہے؟"

ابھی تک تو تکلیف میں ہی ہے۔ڈاکٹر نے کہا ہے، پہلے پیسے جمع کرواؤ، پھر "
آپریشن ہوگا۔داماد نے موٹر سائیکل بیچ کر کچھ پیسے جوڑ لیے، مگر ابھی بھی بیس
ہزار کم ہیں۔میں نے کہا، اپنے باپ کی پنشن کا انتظار کرلو، دو دن بعد مل جائے
"گی۔پھر اللہ خیر کرے گا۔

"باجی کے میاں کیا کرتے ہیں؟"

فیکٹری میں کام کرتا ہے۔اچھا انسان ہے، میری بیٹی کو خوش رکھتا ہے۔بس "
حالات مالی طور پر تنگ ہیں۔اب دیکھو نا، بچے اسکول جاتے ہیں، گھر کا خرچ،
دودھ، سب کچھ مہنگا۔وہ تو میں اسے سیزن کے دو چار سوٹ دے دیتی ہوں،
"خود وہ کچھ خرچ نہیں کرتی۔

زکریا بہت دھیان سے سن رہا تھا۔رکشے تک سامان لے جانے میں اُس نے اماں
جی کا ہر ممکن ساتھ دیا۔

رکشے میں بیٹھنے سے پہلے وہ آہستگی سے بولا۔

اماں جی، میں آج ہی منڈی میں فصل بیچ کر آیا ہوں۔ یہ پیسے آپ رکھ لیں۔"

بھائی سے کہنا موٹر سائیکل نہ بیچے، اور میں ڈاکٹر سے بھی بات کر لوں گا۔ یہ

آدھی رقم آپ رکھ لیں، آدھی باجی کو دے دیں۔ فکر نہ کریں، بل کا بندوبست

"میں کر دوں گا۔ بس مجھے نواسے کا نام بتا دیں۔

"اماں جی ششدر ہو کر بولیں: "سفیان۔۔۔

زکریا نے اماں جی کا ہاتھ دبا کر تسلی دی اور اندھیرے کا حصہ بن گیا۔

"رکشے والے نے پوچھا: "اماں، آپ کے بیٹے نے آنا ہے یا چلیں؟

اماں جی آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں۔

نہیں پُتر، وہ تو کوئی خوش بخت فرشتہ تھا، نہ جانے کہاں سے آیا، کہاں چلا گیا۔"

"چلو۔

اماں جی کے رکشے سے پہلے ایک اور رکشہ ہسپتال کی حدود سے نکلا تھا۔

جس میں بیٹھی بتول نے اپنی آنکھوں سے اُس آدمی کو کسی عورت کا سامان

اُٹھائے، اُن سے مسکرا کر باتیں کرتے دیکھا، تو دل میں سوچا

"کیا یہ وہی آدمی ہے، جو میرے ابو کا بہت قریبی جاننے والا ہے؟"

وہ اُسے ہمیشہ سے بہت سلیقے سے تیار ہوا ہی دیکھتی آئی تھی۔ جب بھی وہ اُن کے گھر آتا—جو ایک مہینے میں ایک دفعہ تو لازمی ہوتا—ہمیشہ شلوار قمیض میں ملبوس ہوتا۔

بال سائیڈ کی مانگ نکال کر سیٹ کیے ہوتے، چکور سا بھرا بھرا چہرہ، جس پر داڑھی میں اس کا سفیدی مائل گندمی رنگ چمک رہا ہوتا تھا۔

سڑک پر نظر آنے والے منظر نے بتول کو اپنی سوچ سے باہر نکالا۔

اکرم انکل کی گاڑی پولیس نے روکی ہوئی تھی، اور انہیں ہتھکڑیاں لگائی جا رہی تھیں۔

رش کی وجہ سے رکشہ چند لمحے وہاں رُکا، تو بتول کے کانوں میں جو الفاظ پڑے، اُس کے وجود میں کپکپی دوڑ گئی۔

اکرم انکل کہہ رہے تھے

میرے دوست کو گولی لگی ہے اور آپ مجھے ہی پکڑ رہے ہیں؟""""

پولیس والے بولے

کیونکہ بشارت چیمہ نے آپ پر اور زکریا علی خان پر احمد چیمہ کے قتل کا پرچہ "

"درج کروایا ہے۔

بتول دیر تک سانس لینا بھول گئی۔

اس کا تایا اس حد تک چلا گیا تھا؟

خود ہی اپنے بھائی کو گولی ماری اور پھر خود ہی پولیس میں چلا گیا۔

بتول کا دماغ سن ہونے لگا۔

کیسے یک لخت حالات بدل گئے تھے۔

دوپہر کے کھانے میں وہ ابو سے خفا ہو رہی تھی کہ انہوں نے اپنے دوستوں کو

کیوں بلایا،

آج تو صرف باپ بیٹی کا دن ہونا چاہیے تھا—— کیونکہ آج وہ بھی گھر پر تھے، اور

بتول بھی دفتر سے چھٹی پر۔

NEELAM RIASAT NOVELS

مگر اُن کا کہنا تھا

زکریا نے حساب دینا ہے۔ جس کے لیے وہ ایک ہفتے سے وقت مانگ رہا"

"ہے۔

کیا میری منگنی نے ابو کو موت تک پہنچا دیا؟"

اگر مجھے پتہ ہوتا، میں منگنی ہی نہ کرتی۔

"!ہائے میرے ابو جی، کاش آپ میرے ساتھ ہوتے

آنسو تیزی سے پونچھ ڈالے۔

کیفے میں جو ایک گھنٹہ اسے انتظار کرنا پڑا، اس دوران اس کے دماغ نے ایک پل کے لیے بھی سکون نہ لینے دیا۔

ایک کے بعد ایک بات یاد آتی رہی۔

ابو کس حال میں ہوں گے؟ کیا انہیں ہوش آیا ہو گا؟"

کیا ڈاکٹر نے باہر آ کر کہا ہو گا

"مریض کی بیٹی کہاں ہے، مریض اسے بلا رہے ہیں'؟'

مجھے وہاں سے نہیں آنا چاہیے تھا۔"

کیا ہو جاتا، تایا میرا ابھی قتل کروا دیتا۔

کم از کم اس اذیت سے تو نہ گزرنا پڑتا۔

"میں کیا کروں؟ کیسے اپنے ابو کو دوبارہ اچھا بھلا اپنے سامنے لے آؤں؟

یا میرے اللہ، میرے ابو جی کی حفاظت فرما۔"

"... یا اللہ، وہ اکیلے ہیں، ان کی حفاظت فرما، میرے اللہ

بظاہر یہی لگ رہا تھا کہ وہ کافی پیتے ہوئے اپنا فون دیکھ رہی ہے، جیسے آج کل

ننانوے فیصد لوگ کرتے ہیں۔

مگر وہ اپنے آنسو اندر ہی اندر بہا رہی تھی۔

وہ اس رنگ برنگے کیفے میں موجود ہو کر بھی، اُس ماحول کا حصہ نہیں تھی۔

یونہی سر جھکائے بیٹھی تھی، جب اس کے سامنے والی کرسی کھینچ کر ایک آدمی

وہاں بیٹھا۔

اُس نے مسکراتے ہوئے کہا:

مجھے دیکھ کر آپ بھی مسکرا دیں۔"

ایسے ایکٹنگ کریں جیسے آپ مجھے جانتی ہیں۔

میرا نام بلال ہے۔

مجھے زکریا نے بھیجا ہے۔

سارے شہر میں ناکے لگ چکے ہیں، زکریا پر قتل کا الزام ہے۔

آپ کی تلاش جاری ہے،اور مجھے حکم ہے کہ کسی بھی طرح آپ کو یہاں سے

"نکالنا ہے۔

خواجہ سراؤں کا ایک گروپ کسی شادی کی تقریب میں شرکت کے لیے شہر"

سے باہر جا رہا ہے۔

ہمیں ان کے ساتھ جانا ہو گا۔

ابھی میں جس گاڑی کا بتاؤں، آپ نے اسی میں جا کر بیٹھنا ہے۔

اگلے گھنٹے میں وہ لوگ تیار ہو کر آپ کو لے جائیں گے۔

"میں آپ کو وہیں دوبارہ ملوں گا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

آپ کے والد اس ملک کے مشہور و معروف وکیل ہیں۔"

اسی لیے سیکیورٹی بہت الرٹ ہے۔

آپ کے تایا نے میڈیا میں بیان دیا ہے کہ زکریا آپ سے شادی کا خواہشمند تھا،

اور جب آپ کے ابو نے آپ کی منگنی عدیل سے کر دی،

"توزکریا نے غصے میں آپ کے ابو اور عدیل پر گولیاں چلا دیں۔

بتول میں اتنی بھی ہمت نہ رہی کہ کوئی رد عمل دے پاتی۔

اب آپ باہر جائیں۔سائیڈ پر سرخ رنگ کی ہونڈا سیوک کھڑی ہے،"

مجاکران میں بیٹھ جائیں۔

"آگے اُن پر اعتماد کر کے وہی کیجیے گا جو وہ آپ سے کہیں۔

کانپتی ٹانگوں کے ساتھ وہ اپنی جگہ سے اُٹھی۔

یوں لگ رہا تھا جیسے سب جان چکے ہوں کہ وہ کون ہے،اور اُس کے ساتھ کیا ہوا

ہے۔

کسی سے نظریں ملائے بغیر وہ باہر نکلی اور جا کر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور بیٹھ گئی۔

دروازہ بند کرتے ہی گاڑی ٹریفک کا حصہ بننے کے بجائے ساتھ والی گلی میں مڑ گئی۔

دس منٹ بعد ایک گھر کے سامنے رکی۔

اندر موجود خواجہ سرا نے اُسے اپنے پیچھے آنے کا کہا۔

ڈرائیور وہیں سے واپس چلا گیا۔

اندر داخل ہوئی تو ایک الگ ہی دُنیا تھی۔

ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں حسین و جمیل چہرے گھوم رہے تھے۔

تیز بھڑکیلے کپڑے، زیور، مختلف بالوں کے اسٹائل——ایسے کہ لڑکیاں اور خواتین بھی ان کے سامنے ماند لگتیں۔

جس نے اُسے ساتھ لایا تھا، اُس نے ملازم کو حکم دیا

مہمان کے لیے تازہ جوس نکال کر لاؤ۔"

ساتھ کچھ کھانے کو بھی دو۔

اس کا رنگ دیکھو، جیسے کوئی مردہ ہو۔

ببلی! جلدی سے بہن کا میک اپ کر، شکل بالکل بدل دے۔

سر پر بورے بالوں والی وِگ لگا دے۔

"ہاتھوں پر اپنی طرح موئے ناخن لگا دے۔

امی، مجھے نہ بتائیں کہ کیا کرنا ہے،"

جب بات میک اپ کی آتی ہے تو ببلی کو کوئی مات نہیں دے سکتا۔

"!ایسا پیارا سجا دوں گی کہ یہ خود کو دلہن سمجھے گی

بتول خشک آنکھوں اور لبوں کے ساتھ، کسی روبوٹ کی طرح سنتی اور عمل کرتی رہی۔

دو گھنٹے بعد جب بتول نے خود کو آئینے میں دیکھا،

تو خود کو پہچان نہ پائی۔

اُسے آئینے کے عکس میں ہسپتال والی بیڈ شیٹ کی جھلک دکھائی دی۔

تیزی سے مڑی اور کمرے کے دروازے سے باہر جھانکا۔

جس نے وہ چادر اوڑھی ہوئی تھی،

وہ ہال میں موجود ایک واش روم میں بند ہو گیا۔

بتول وہیں ہال میں پڑی ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

اس کے پیر تیزی سے ہل رہے تھے۔

انگلیاں چٹخا رہی تھیں۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا۔

داڑھی غائب تھی۔

کالے رنگ کی شلوار قمیض، پاؤں میں پشاوری چپل۔

"کیا یہ یہاں رہتا ہے؟"

اپنے ہاتھ میں موجود فون پر کچھ تلاش کرتے ہوئے،

اس نے ایک اچٹتی سی نظر بتول پر ڈالی اور بولا

NEELAM RIASAT NOVELS

"جو بی بی یہاں آئی ہیں، ان کو بلا دو۔"

یہ کہہ کر وہ دوبارہ فون میں مگن ہو گیا۔

بتول اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

وہیں جم کر کھڑی رہی

جب اس نے اُسے بدستور وہیں کھڑے پایا، تو دوبارہ نظر اُٹھائی۔

بتول بولی،

"" مجھے بتاؤ... کیا میرے ابو زندہ ہیں؟

وہ پلک جھپکائے بغیر، اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا۔

آنکھیں لال ہو رہی تھیں،

جیسے وہ جذبات کی کڑی آزمائش سے گزر رہا ہو۔

تھوک نگلا، نظریں چرائیں،

اور آہستہ سے سر نفی میں ہلایا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

گلا کھنکار کر، اپنی آواز صاف کرتے ہوئے کچھ کہنے ہی والا تھا۔

آپ کا تایا ان کے جسدِ خاکی کو اپنے آبائی گھر لے گیا ہے۔ پوسٹ مارٹم نہیں کروانے دیا ہے۔ اکرام صاحب کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ مجھے ڈھونڈ رہے ہیں۔

بتول نے دیوار کے سہارے خود کو کھڑا رکھا۔ دل کسی گہری کھائی میں ڈوب گیا۔

بولی تو آواز کپکپا رہی تھی۔

مجھے کہاں بھیج رہے ہو؟""

"یہاں سے بہت دور۔۔"

"کیوں؟"

"تاکہ آپ محفوظ رہیں۔"

"جب میرے ابو ہی زندہ نہیں رہے تو مجھے جی کر کیا کرنا ہے؟ دیکھو، ایسا بھی کسی کے ساتھ ہوتا ہے؟ میرے ابو جی دنیا سے چلے گئے ہیں اور میں یہاں کلاؤن بنی کھڑی ہوں۔ میں اپنے گھر جا رہی ہوں!"

NEELAM RIASAT NOVELS

وہ پلٹی ہی تھی جب زکریا نے اسے بازو سے پکڑ کر روک دیا۔

آپ کو اگر اس آگ میں کودنے کا شوق ہے تو میری موت کی دعا کریں۔"

کیونکہ اپنی زندگی میں تو میں کسی بے غیرت کو آپ تک پہنچنے کی اجازت نہیں

دوں گا۔"

"تم ایسا کیوں کرو گے ؟"

"کیونکہ میرے جسم میں دوڑنے والے خون کا آخری قطرہ بھی احمد سر کا

مقروض ہے۔ میں ان کو نہیں بچا سکا، مگر ان کی عزیز ترین ہستی کو محفوظ رکھنے

کے لیے ہر حد تک جاؤں گا۔"

"کل کو وہ تمہیں بھی گرفتار کر لیں گے، پھر کیا کرو گے ؟"

"مجھے گرفتار کر لیں، یا جان سے مار دیں، میں ایسا انتظام کر رہا ہوں کہ یہ لوگ

آپ تک کبھی نہیں پہنچ سکیں گے۔"

"تم دیوانے کے خواب دیکھ رہے ہو۔ وہ مجھ تک پہنچ جائیں گے۔"

""یہ ساری فکریں آپ مجھ پہ چھوڑ دیں۔

NEELAM RIASAT NOVELS

وہ دونوں ہال میں آمنے سامنے کھڑے گفتگو کر رہے تھے۔ آواز دھیمی۔۔ وہ دونوں ہاتھ کمر پر باندھے، ہلکا سا اس کی جانب جھک کر کھڑا تھا۔ وہ اپنے نقوش اور اٹھان کی وجہ سے بہت جاذبِ نظر لگ رہا تھا۔

بتول اس کے کندھوں تک آ رہی تھی۔ چوڑے سینے، کشادہ کندھوں سمیت وہ سامنے والے پر ایک اثر چھوڑتا تھا۔

بتول ان نگاہوں سے واقف تھی، جو ہال میں آنے جانے والی خواتین اور دوسرے لوگ اس پر ڈال رہے تھے۔

اس کے منہ سے نکل گیا۔

تم اس جگہ پر رہتے ہو؟""

وہ پہلے تو موضوع کے بدلنے کو نوٹ نہ کر پایا، مگر پھر سمجھتے ہی بولا

نہیں۔۔""

"یہ لوگ تمہیں کیسے جانتے ہیں؟"

زکریا نے سامنے نظر ڈال کر نفی میں سر ہلایا

مجھے نہیں جانتے۔بلال کی سلام دعا کے ذریعے یہ لوگ ہماری مدد کر رہے "

"ہیں۔

بتول نے اپنے اگلے خدشے کا اظہار کیا۔

اگر انہوں نے کسی کو بتا دیا تو؟ لالچ میں آکر مجھے تایا کے حوالے بھی کر سکتے "

ہیں۔"

وہ اپنے جوتے کی نوک کو دیکھتے ہوئے بتانے لگا۔

یہ لوگ غدار نہیں ہوتے۔اگر انہوں نے حامی بھری ہے تو مدد بھی کریں "

"گے۔

وہ مسلسل فرش کو دیکھ رہا تھا، اور وہ اس کے چہرے کو۔

مجھے اب یہاں سے جانا ہے۔آپ میرا ایک کام کر دیں۔""

"وہ کیا؟"

"اپنے منگیتر کو فون کریں۔اسے کہیں وہ مجھ سے رابطہ کرے۔میں اسی ہفتے

"آپ کا نکاح کر دینا چاہتا ہوں۔

بتول ایک دفعہ پھر سب کچھ بھول کر اس کی شکل دیکھنے لگی، پھر غصے سے بولی۔

تمہیں یہ سب فیصلے کرنے کا اختیار کس نے دیا ہے ؟""""

"میں نے خود کو خود ہی یہ اختیار دیا ہے۔ جتنی جلدی آپ کی شادی ہو جائے،

بہت اچھا ہے، کیونکہ بہت جلد میں عدیل کے خلاف ثبوت اکٹھے کر کے پولیس

"کو دوں گا۔اس کے بعد آپ کی مدعیت میں اس پر کیس کروں گا۔

کیونکہ میری سر جی سے جتنی بھی محبت اور تعلق ہو، اس کے باوجود میرے"

پاس کوئی قانونی حق نہیں ہے۔

آپ کا شوہر منظر پر آئے گا۔اس کا سب سے پہلا فائدہ یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ،

آپ کا تایا آپ تک پہنچ بھی جاتا ہے، پھر بھی وہ زبردستی آپ کی شادی اپنے کسی

بیٹے سے نہیں کروا پائے گا، کیونکہ آپ پہلے سے کسی کے نکاح میں ہوں گی۔

دوسرا، آپ کا شوہر آپ کی جگہ عدالتوں کے چکر لگا لے گا، آپ کو سامنے نہیں

"آنا پڑے گا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ایک پل کو سر اُٹھا کر بتول کی نظروں میں دیکھ کر کہا۔

سمجھ رہی ہیں ؟اُس سے رابطہ کریں۔""

بتول ماتھے پر بل لیے اسے دیکھتی رہ گئی، جبکہ وہ پھر سے نظر پھیر گیا۔

جب آپ گھر پہنچ جائیں، وہاں بلال آپ کو ایک فون دے گا۔ صرف اسی فون" کا استعمال کرنا ہے۔اور ہاں، وہاں پر گھبرانا بالکل نہیں ہے، آپ ہر طرح سے محفوظ ہوں گی۔

"مجھے اجازت دیں، میں لیٹ ہو رہا ہوں۔

اس کو قدم بڑھاتے دیکھ کر وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی

تم کہاں جاؤ گے ؟""

بلال آیا،اور زکریا بس بتول کو دیکھ کر کندھے اچکاتے ہوئے بلال کی جانب متوجہ ہو گیا۔

ایک پی کیپ سر پر رکھ کر، بلال کی دی ہوئی چادر گلے میں ڈال لی،اور بلال کو کچھ کہہ کر وہاں سے نکل گیا۔

بتول کی نظروں نے اس کا تعاقب کیا۔

وہ مڑ کر ایک نظر اسے دیکھنے کے بعد گیٹ پار کر گیا۔

پانچ منٹ بعد ہی سارے گھر میں شور اٹھا

چلو چلو، جلدی چل کر گاڑیوں میں بیٹھو!""

وہ بلال کی طرف منتظر نظروں سے دیکھنے لگی، جب وہ خواجہ سرا اس کے پاس آیا

جسے سب "ماں" کہہ کر بلا رہے تھے۔

اس نے بتول کو بتایا۔

"سنو، تم سحر ملک کے ساتھ بڑی والی گاڑی میں بیٹھو گی، جو ملتان کو جانی ہے۔"

جب وہ اور بلال باقی پانچ لوگوں کے ہمراہ ایک کیری ڈبہ ٹائپ گاڑی میں بیٹھ گئے، تو سب سے آخر میں خوشبوئیں لٹاتا وجود آیا اور آکر بتول کے برابر بیٹھ گیا۔

بتول نے گھر سے نکلنے سے لے کر گاڑی میں بیٹھنے تک اس خواجہ سرا کا جائزہ لے لیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

گھنے سلکی، کمر سے نیچے تک جاتے ہلکے بورے بال، جن میں کہیں کہیں کالی لٹیں تھیں۔

اکریلکس لگے ہاتھ، یہ لمبی لمبی انگلیاں، ان پر سجی ہلکے رنگ کی نیل پالش۔

جسم کو ابھارتا ہوا ریشم کا کالا لباس، چلنے میں نزاکت، چہرے پر مسکراہٹ، اور جن نگاہوں سے اس نے بتول کو دیکھا، بتول نے نظریں بدل لیں۔

کیونکہ وہ سمجھ نہ پائی کہ ان نگاہوں میں ستائش تھی یا رشک... یا کچھ اور۔

ساتھ وہ اس بات پر بھی الجھ رہی تھی کہ وہ خود اتنا خوبصورت ہے، تو اسے بتول پر بھلا کیوں رشک آئے گا؟

گاڑی چلتے ہی ان کی ماں نے باآوازِ بلند دعا پڑھی، جس پر گاڑی میں موجود سب افراد نے "آمین" کہا۔

یہ الگ بات کہ تھوڑی دیر بعد ہی گاڑی میں موسیقی بجنے لگی۔

ابھی وہ لوگ بیس منٹ بھی آگے نہیں گئے تھے کہ پولیس کے ناکے پر ان کو روک لیا گیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول کا دل ڈوب گیا۔ رنگت بھی اُڑی، مگر فاؤنڈیشن کی موٹی تہہ کے نیچے

چھپ گئی۔

ایک اہلکار نے اندر سر دے کر پوچھا۔

کون ہو اور کدھر جا رہے ہو؟ گاڑی میں کون کون ہے؟""""

ماں فٹ سے بولی۔

ہائے ہائے صاحب جی، ہمارے ساتھ بھی اب سختیاں ہوں گی؟ میں اور میری"

بچیاں اپنے شو کے لیے ملتان جا رہی ہیں۔"

"ملتان کہاں اور کس کے گھر پر جا رہی ہو؟"

اس نے

نام پتہ بتا دیا۔

سحر ملک نے اپنے پرس میں ہاتھ ڈال کر پانچ ہزار کا ایک نوٹ نکالا، اس سپاہی

کے ہاتھ میں دیا اور ایک آنکھ دبا کر بولا۔

جانے دیں نا...پہلے ہی دیر ہو رہی ہے۔

وہ مسکرایا...

آگے بھی روکا جائے گا۔

کس لیے ہم غریبوں پر اتنی سختی کر رہے ہیں؟

سحر ملک کے شکوے پر وہ بتانے لگا۔

اوپر سے حکم آیا ہوا ہے۔کسی آفیسر کی لڑکی گم گئی ہے۔جنہوں نے اسے اغوا کیا ہے وہ اسے شہر سے باہر نہ لے جا سکیں،اسی لیے جگہ جگہ تلاشی لی جا رہی ہے۔

سحر افسردگی سے بولی۔

ظالموں نے کسی کے جگر کے ٹکڑے کو اغوا کر لیا ہے۔اللہ سوہنا ایسے لوگوں سے بچائے۔

پولیس والے نے پیسے لے لیے تھے،اس لیے تلاشی وغیرہ کی معمولی سی کارروائی کر کے ان کو جانے دیا۔

بتول کو ٹھنڈے پسینے آ رہے تھے۔وہ اپنی سیٹ پر بیٹھی کانپ رہی تھی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

گاڑی آگے بڑھی تو سحر ملک نے بتول کو سنجیدہ چہرے سے سمجھایا۔

پولیس والے سے نظریں مت ملانا، اور نہ ہی چوروں کی طرح نظر چرانی ہے۔ نارمل رہو۔ بلکہ کسی کے ساتھ گفتگو شروع کر دو، یا فون دیکھ لو۔ اس طرح ڈری ہوئی ہرنی بن کر بیٹھو گی تو شکاری ایک پل میں آن پکڑیں گے۔

اس کی بات سے ایک چیز تو صاف ہوئی تھی کہ خطرہ ابھی موجود تھا۔

راوی کے پاس پہنچے تو وہاں زیادہ نفری موجود تھی۔ ساتھ میں کوئی آفیسر بھی تھا۔ یہاں رشوت بھی نہیں دی جا سکتی تھی، کیونکہ ماحول الٹ تھا۔

ان کو گاڑی خالی کرنے کا کہا گیا۔

وہ لوگ مذاق بناتی گاڑی سے اتر گئیں۔ تین نے مل کر بتول کو اس طرح غیر محسوس انداز میں اپنے گھیرے میں لے لیا۔ ایک نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کان میں کہنے لگا۔

بس ہنس دو...

بتول جھوٹی ہنسی ہنس دی۔

ایک نے ہاتھ آگے کیا، بتول نے اس کا اشارہ سمجھ کر اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔

ان کی گاڑی کی تلاشی لی گئی، مگر جب ان لوگوں نے مصنوعی شور مچایا کہ بھلا ان کے پاس کون سے بم نکلنے ہیں، تو ان کو واپس گاڑی میں بیٹھنے کا کہہ دیا گیا۔ پھر ساری تفصیل لی گئی——ملتان میں کس کے گھر جا رہے ہو وغیرہ وغیرہ——

انہوں نے بغیر جھجکے سب بتا دیا۔

جلد ہی خلاصی ہو گئی، مگر جانے کی اجازت دینے سے پہلے ایک اہلکار سحر سے بولا۔

یہ جو تمہارے ساتھ بیٹھا ہے، یہ کیوں گھبرایا ہوا ہے؟

سحر ملک نے مڑ کر بتول پر ایک نظر ڈالی اور بڑی ادا سے قہقہہ مار کر بولی۔

اس کا آج پہلا دن ہے۔ سارا دن یہ پریکٹس کرتی رہی ہے، مگر پھر بھی مر جانی کو ڈر لگا ہوا ہے۔

جب ہمارے شو پر آؤ تو اسے بھی ساتھ لانا۔

سحر اور اس کی ماں نے حامی بھر لی۔

اس کے آگے ان کی چیکنگ نہیں ہوئی۔

بتول اس نئے اور عجیب و غریب ماحول میں سہمی بیٹھی تھی۔ کل تک جو اپنے گھر میں سکون سے اپنے والد کی شفقت کے سائے میں محفوظ تھی،

اس وقت یتیم اور در بدر تھی۔ نہ یہ خبر کہ کہاں جا رہی ہے، نہ یہ یقین کہ کل کا سورج دیکھے گی۔

خود سے کہہ رہی تھی۔

میں کیسی بد نصیب بیٹی ہوں... کیا مجھے والد کا آخری دیدار بھی نصیب نہیں ہونا؟

وہ لاہور سے بہت دور آ گئے تھے جب سحر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

وہ جو آدمی ہمارے گھر پر آیا تھا، وہ تمہارا کیا لگتا ہے؟

بتول چونکی...

منہ سے نکل گیا۔ کیوں؟

سحر نے ہنستے ہوئے اپنے بالوں کی ایک لٹ انگلی پر لپیٹتے ہوئے کہا۔

مجھے تجسس ہو رہا ہے۔

بتول نے پوچھا۔

کیسا تجسس؟

سحر بولی

میرا کام ہی مردوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ میں دن رات طرح طرح کے مردوں سے ملتی ہوں ـــــ گندی نظروں والے مرد، بدبودار مرد، غلیظ روح والے مرد۔ جو ہمیں پسند نہیں بھی کرتے، وہ بھی للچاتی نظروں سے ضرور دیکھتے ہیں۔ مگر یہ کیسا عجیب مرد تھا۔ یہ شی جوان... میرے گھر میں آیا، جہاں حسن بکھرا پڑا تھا، مگر وہ اپنی نظریں بچا کر جیسے آیا تھا ویسے ہی چپ چاپ چلا گیا۔ اتنا خوبصورت مرد جو بس بیس منٹ میرے گھر پر رکا اور اپنی خوشبو کی مہک چھوڑ گیا۔ تمہیں یہ خزانہ کہاں سے ملا؟ ایسے نایاب لوگ تو چراغ لے کر ڈھونڈنے پر بھی نہیں ملتے، تمہیں مفت میں مل گیا۔

بتول اس کی باتیں سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

سحر مزید کہنے لگی

اگر میں تم سے اسے خریدنا چاہوں تو کتنے میں دو گی؟

بتول نے گاڑی میں نظر دوڑائی—— کوئی اونگھ رہا تھا، کوئی باتیں کر رہا تھا۔ بلال پچھلی سیٹ پر چپ چاپ باہر دیکھ رہا تھا۔

بتول نے لبوں پر زبان پھیری اور کہا

اگر آپ زکریا کی بات کر رہی ہیں، تو وہ میرا کچھ بھی نہیں لگتا۔

سحر بولی

اگر وہ تمہارا کچھ نہیں لگتا تو تمہارے سامنے ایسے گردن جھکا کر کیوں کھڑا تھا؟ جیسے وہ تمہارا غلام ہو۔ پھر وہ تمہارے لیے اپنی جان ہتھیلی پر لیے کیوں پھر رہا ہے؟

بتول کو سحر کی زکریا کے لیے ستائش نہ جانے کیوں کھٹک گئی۔ اس نے فوراً صفائی دی

NEELAM RIASAT NOVELS

وہ یہ سب میرے لیے نہیں کر رہا، میرے ابو کے لیے کر رہا ہے۔ کیونکہ وہ میرے ابو جی کے لیے کام کرتا ہے۔

سحر نے حیرت سے کہا

ایسے وفادار کام والے کہاں ملتے ہیں؟ جو مالک کے حصے کی گولی کھالیں۔ مالک کی وفات کے بعد بھی وفاداری کی حدیں پار کر کے مالک کی بیٹی کی جان بچا رہا ہے۔ عقل مند ہوتا تو تم اس وقت اپنے گھر پر ہوتیں اور وہ ہمارے ساتھ چھپ کر شہر سے نکل جاتا، جہاں پولیس کے ساتھ ساتھ تمہارے خاندان والے اس کی بوٹیاں نوچنے کو پھر رہے ہیں۔ کیسا عجیب انسان ہے کہ خود وہیں رہ گیا اور تمہیں محفوظ نکال دیا۔

واہ میرے مالک، تیرے رنگ نرالے...

ایک ہم ہیں جو کہتے ہیں ایک ٹانگ پر ناچنے کو بھی تیار ہیں، پر کوئی غم شناس ملے تو سہی، جان دے کر بھی خریدنا پڑے تو سودا برا نہیں۔

اور ایک یہ لڑکی ہے جسے بن مانگے ایک وفادار مرد ملا ہے جو اس کے حصے کی گولی

اپنے سینے پر بھی خوشی سے کھالے، مگر اس لڑکی کو اپنی خوش بختی کا علم ہی نہیں۔

بتول جلدی سے بولی۔

آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔ وہ کوئی اچھا یا نیک انسان نہیں۔ ایک قاتل ہے۔ اس نے جیل کاٹی ہوئی ہے۔ ایسے لوگ یونہی نڈر پھرتے ہیں۔ آپ جس کو پارسا سمجھ رہی ہیں نا، وہ ایک غنڈا ہے۔

سحر ہنسنے لگی۔ پھر بولی

کاش ایسا ہی کوئی غنڈا ہمارے نصیب میں بھی ہوتا۔

مجھ سے وعدہ کرو کہ تم اسے میرا بتاؤ گی۔ مجھے وہ بہت پسند آیا ہے۔

بتول نے کہا

ہاں، جب بھی بات ہوئی، میں اسے کہہ دوں گی کہ آپ سے رابطہ کرے۔

سحر اس یقین دہانی پر مسکرادی۔

ملتان شہر کی حدود سے پہلے ہی بلال نے ایک جگہ گاڑی رکوادی۔

وہ ان لوگوں کا شکریہ ادا کر کے نیچے اترا اور بتول کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔

اندھیرا کافی گہرا ہو چکا تھا۔ وہ کوئی سنسان، غیر آباد جگہ تھی۔ جہاں مکمل ہو کا عالم تھا۔

گاڑی میں ہی وہ سحر کے دیئے ہوئے میک اپ وائپ سے چہرہ قدرے صاف کر چکی تھی، مگر لباس اس کا وہی تھا، جیسے کسی شادی پر جا رہی ہو۔

اس نے ایک دفعہ پھیلے اندھیرے کو دیکھا، پھر بلال کو دیکھا۔

میں کہاں جا رہی ہوں؟

اور ایک ایسے شخص کے ساتھ جسے آج سے پہلے دیکھا تک نہیں تھا؟

میں ان لوگوں پر اتنا اعتماد کیوں کر رہی ہوں؟

مجھے تو یہ تک سو فیصد یقین نہیں کہ ابو کو گولی عدیل نے ہی ماری ہے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ عدیل سچا ہو...

وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلی۔ سب اس کی جانب دیکھ رہے تھے۔ بلال بھی تعجب سے اسے دیکھ رہا تھا۔

جب تین چار منٹ تک وہ گاڑی سے باہر نہ نکلی تو اسے کہنا پڑا۔

باجی جی، آپ بہت دیر کر رہی ہیں۔ ہم اتنا وقت یہاں نہیں رک سکتے۔

وہ اچانک بولی

مجھے تمہارے ساتھ کہیں نہیں جانا۔ مجھے واپس جانا ہے۔

سحر نے چونک کر اسے دیکھا۔

بلال کے چہرے پر فکر مندی پھیل گئی۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟ اس وقت آپ کی تلاش صرف لاہور کے گردونواح تک محدود ہے۔ بہت جلد یہ سلسلہ پورے پنجاب میں پھیل جائے گا۔ آپ کو زکریا پر تو یقین ہے نا؟ اس نے ہی آپ کو میرے ساتھ بھیجا ہے۔

وہ سخت لہجے میں بولی

مجھے زکریا پر کبھی یقین نہیں رہا۔اس پر صرف میرے ابو کو اعتماد تھا۔مجھے تو وہ ہمیشہ دوغلا اور مشکوک لگا ہے۔

سحر کچھ نہ بولی۔گاڑی سے نکلتے وقت اس نے بتول کی کلائی مضبوطی سے پکڑی اور اسے گاڑی سے باہر کھینچ لیا۔

بتول اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش کرتی اس کے ساتھ کھنچی چلی آئی۔سحر میں اس سے زیادہ زور تھا۔

وہ اسے گاڑی سے کچھ فاصلے پر لے گئی اور دھیمی مگر ڈانٹ بھری آواز میں بولی

تم ایک نمبر کی بے وقوف عورت ہو۔

تم اپنے ساتھ ساتھ ان معصوموں کی جان سے بھی کھیل جاؤ گی۔

گاڑی میں صرف میں اور میری ماں تمہاری پوری حقیقت سے واقف ہیں،اور تم یوں شور کر کے ہماری بنائی فرضی کہانی کو جھوٹا بنا رہی ہو۔ساتھ ساتھ ہماری زندگی کو بھی خطرے میں ڈال رہی ہو۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اگر کل کو پولیس ہم تک پہنچتی ہے اور ان میں سے کوئی لڑکی یہ کہہ دے کہ اس نے تمہارے منہ سے ایسی باتیں سنی ہیں، یا یہ کہ جو کہانی اخباروں اور ٹی وی پر چل رہی ہے تم وہ لڑکی ہو، تو جانتی ہو کیا ہو گا؟

کتنے لوگ تمہاری خود غرضی کی نظر ہوں گے؟

اور وہ سب لوگ جو تمہاری مدد کر رہے ہیں۔

اچھائی کا یہ صلہ دو گی؟

پہلی دفعہ بتول پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

میں کیا کروں؟ میں کسی پر کیسے یقین کروں؟

میرے ابو کو مار دیا گیا ہے۔ میں تو یہ بھی وثوق سے نہیں کہہ سکتی کہ عدیل ہی قاتل ہے۔

آپ مجھے بتائیں، اگر آپ میری جگہ ہوتیں تو کیا کرتیں؟

سحر مضبوط لہجے میں بولی

میں زکریا پر یقین کرتی۔

بتول نے اپنے آنسو صاف کیے

وہ جھوٹا ہو سکتا ہے۔

سحر بولی

جھوٹے لوگوں کی پیشانی اتنی روشن نہیں ہوتی، نہ ان کے قدموں میں اتنا اعتماد ہوتا ہے۔ میں تو اسے براہِ راست ملی بھی نہیں، بس دور سے دیکھا ہے، پھر بھی یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ جھوٹا نہیں۔

جس واش روم کا اس نے استعمال کیا تھا، وہاں اس کے خون سے لتھڑے کپڑے اور پٹیاں پڑی تھیں، جنہیں میں نے کام والی کو کہہ کر تندور میں پھینک کر آگ لگوا دی۔ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی پٹی کر کے وہاں سے گیا تھا۔

بتول نے کہا

یہ باتیں اس کو سچا ثابت نہیں کرتی ہیں۔

سحر کو اس کی ہٹ دھرمی پر غصہ آ گیا۔

تو پھر ٹھیک ہے، چلو گاڑی میں بیٹھو۔ ہم لوگ تمہیں شہر کے تھانے کے باہر اتار

دیں گے۔اندر جا کر ان کو اپنا نام وغیرہ بتانا، وہ لوگ تمہیں فوری تمہارے گھر یا پھر اگلے جہاں پہنچا دیں گے۔ ہمارا مزید وقت برباد نہ کرو۔

سحر جا کر واپس گاڑی میں بیٹھ گئی۔

بلال پاس سے گزرنے والی ہر گاڑی کو فکر مندی سے دیکھتا، کبھی اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر نظر ڈالتا۔

سحر نے بلال سے کہا: گاڑی میں بیٹھو، اس لڑکی کو شہر میں اتارنا ہے۔آگے وہ خود ہی چلی جائے گی۔ تم آزاد ہو۔

بلال نے اپنی جیب سے نمبروں والا پرانی ساخت کا ایک فون نکالا اور اس پر سپیڈ ڈائل میں موجود نمبر ملایا۔

جیسے ہی دوسری جانب سے جواب ملا، وہ چھوٹتے ہی بولا

باس، مسئلہ ہو گیا ہے۔لو، یہ بات کرو۔

ساتھ ہی اس نے فون بتول کے ہاتھ میں دے دیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول نے سوالیہ نظروں سے بلال کو دیکھا۔وہ دونوں گاڑی کی پچھلی طرف کھڑے تھے، جہاں صرف گاڑی کی ٹیل لائٹ کی سرخ روشنی تھی۔

بلال نے اشارے سے کہا: کان سے فون لگاؤ۔

بتول نے جیسے ہی فون کان سے لگایا، زکریا کی آواز سنائی دی...جو تشویش سے پوچھ رہا تھا

ہیلو بلال، کیا ہوا ہے ؟ کیا کسی نے روک لیا ہے ؟ کس مقام پر پہنچے ہو ؟ بی بی تو محفوظ ہے ؟

جب اس جانب سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ ڈانٹتے ہوئے بولا

الو کے پٹے ! مجھ سے بات کر، مجھے بتا کیا ہوا ہے ؟ اگر بی بی کو کچھ ہوا نا تو میں ! تیری کھال ادھیڑ دوں گا

بتول فوراً بولی

مجھے کچھ نہیں ہوا ہے۔اور میرا نام بی بی نہیں ہے، بتول ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

دوسری جانب پہلے تو مکمل خاموشی چھائی رہی، پھر زیرِلب گالی کی آواز آئی...

گہری سانس کھینچ کر پوچھا گیا— جیسے رکی ہوئی سانس کو بحال کیا ہو

کیا آپ ٹھیک ہیں؟

ہاں۔

کیا کسی نے روک لیا ہے؟

نہیں۔

کیا کوئی خطرہ ہے؟

فی الحال تو نہیں ہے۔

اس کے بعد وہ سرد لہجے میں بولا

تو مجھے فون کیوں کیا ہے؟

بتول نے طنزیہ انداز میں کہا

تمہارے اس بلال کو تمہاری یاد آرہی تھی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

وہ بے یقینی سے پوچھنے لگا

کیا یہ وقت مذاق کرنے کا ہے؟

اس کی سنجیدگی پر وہ بھی سنبھل کر بولی

مجھے ایک بات بتاؤ، میں تم پر اور تمہارے بلال پر یقین کیوں کروں؟

زکریا کے پیچھے بہت شور تھا، جو ایک دم بند ہو گیا۔ اس کی مدھم آواز اب صاف سنائی دے رہی تھی۔

میرے پر یقین نہ کریں... بس اپنے ابو پر یقین کریں۔ اگر آپ کو لگتا ہے سر آپ کو اپنے خاندان کے پاس جانے کا کہتے، تو پھر اپنے دل کی مان لیں۔

بتول بولی

ابو نے مجھ سے کہا تھا زکریا پر یقین کرنا۔

وہ اسی نرمی سے بولا

پلیز بی بی جی، آپ بلال کے ساتھ چلی جائیں۔ ابھی آگے بہت سفر رہتا ہے۔ اس کو دن چڑھنے سے پہلے آپ کو گھر پہنچانا ہے۔ اپنے لیے مشکلات پیدا نہ کریں۔

وہ فون کان سے لگائے بلال کی طرف دیکھ کر بولی

چلو بلال۔

ویسے ہی فون کان سے لگائے گاڑی کے کھلے دروازے میں سر دے کر بولی

آپ سب کا بہت شکریہ، اب آپ جا سکتے ہیں۔

...وہ تو پہلے ہی تیار تھے۔ دروازہ بند ہوا اور گاڑی یہ جا وہ جا

دور ہوتی سرخ بتیوں کو دیکھ کر اس کا دل گھبرانے لگا تو اس نے فون میں کہا:

مجھے اس اندھیرے بیابان میں لانا ہی تھا تو کم از کم خود تو ساتھ آتے۔

دوسری جانب سے رد عمل آنے میں چند سیکنڈ لگے۔

پھر وہ بولا:

آپ ایسا کریں، اپنے منگیتر کو کال ملا لیں۔ کیونکہ میرے پاس اس وقت خوش گپیوں لگانے کا نہ موقع ہے نہ محل۔

وہ اس کی بات کو طنز سمجھ کر غصے سے بولی

میرا اندازہ تمہارے بارے میں پہلے دن سے یہی رہا ہے۔ تم ایک خود پسند انسان

ہو، جس کو اپنی ناک کے آگے نظر نہیں آتا۔اور میں خوش ہوں کہ میری تمہارے بارے میں رائے ٹھیک تھی۔

اور جہاں تک میرے منگیتر کی بات ہے، الحمدللہ وہ میرے ساتھ گھنٹوں نہیں بلکہ پہروں بات کرتا ہے۔

اچھی بات ہے۔اب پلیز فون بند کر دیں۔

...زکریا! اللہ کرے تمہیں پولیس پکڑ لے، اور تم جیل میں سڑ

بی بی، اگر اگلے دو سیکنڈ میں آپ نے کال نہ کاٹی تو مجبوراً مجھے کال کاٹ کر آپ کی شان میں یہ گستاخی کرنی پڑے گی——

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی بتول نے کال کاٹ دی۔

غصے کی شدت میں وہ اندھیری رات، ویران راستہ اور ایک اجنبی کے ساتھ سفر——سب بھول گئی تھی۔

بلال کہیں سے نہ جانے کیسے ایک موٹر سائیکل لے آیا تھا۔کک مار کر اسٹارٹ کیا اور ریس دیتے ہوئے بولا

ہینڈل پر ہیلمٹ لٹک رہا ہے، وہ پہن لیں۔اور ایک طرف ٹانگیں کر کے نہیں بیٹھنا——

بتول نے موبائل کی روشنی میں ہیلمٹ ڈھونڈا اور اتارتے ہوئے بولی

دونوں طرف ٹانگیں کر کے تو مرد بیٹھتے ہیں۔

جی، مگر ہمیں بہت راستہ طے کرنا ہے۔سپیڈ بھی تیز ہی رہے گی،اس لیے آپ کی سیفٹی کے پیشِ نظر کہا ہے۔

بتول نے اس کا فون واپس کیا۔کام والا دوپٹہ گلے میں ڈال کر سر پر ہیلمٹ پہن لیا۔

اپنا حلیہ سوچ کر ہی اسے ہنسی آرہی تھی——فیروزی فینسی سوٹ کے ساتھ وہ موٹر سائیکل پر سوار ہو رہی تھی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

یہ سواری آئی کہاں سے ہے؟

اس کے سوال پر بلال نے بتایا۔

زکریا کا آدمی یہاں چھوڑ گیا تھا۔

تم لوگ کون ہو؟ تم لوگوں کے ہر جگہ کوئی نہ کوئی تعلق نکل آتا ہے۔ یہ زکریا کا جاننے والا ہے، تو وہ کہتا ہے یہ بلال کا جاننے والا ہے۔ آخر کون لوگ ہو؟

بلال اپنے ہیلمٹ کے پیچھے سے مسکرایا

ہم اللہ کی مخلوق ہیں جی۔

بتول اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔

جیسے ہی بلال نے موٹر سائیکل کچے راستے پر ڈالی، بتول نے جان بچانے کے لیے زور سے اس کی قمیض کو مٹھی میں دبوچ لیا۔

اس ماں کے لال نے اپنی کہی بات سچ کر دکھائی——وہ موٹر سائیکل کو ہوائی جہاز سمجھ کر بھگا رہا تھا۔ اتنی سپیڈ پر تو بتول کے دماغ سے ہر سوچ نکل گئی۔ یاد رہا تو بس اتنا کہ جیسے بھی ہو، خود کو موٹر سائیکل سے گرنے سے بچانا ہے۔

چار گھنٹے موٹر سائیکل مسلسل پوری رفتار سے بھاگتی رہی۔بتول کی ٹانگیں بالکل سُن ہو چکی تھیں۔کب کا اس نے بلال کی قمیض چھوڑ کر اس کے کندھے کو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا۔

ابھی اندھیرے کا ہی راج تھا جب وہ لوگ ایک گیٹ کے آگے رکے۔بلال نے ہارن دیا تو گیٹ کھل گیا۔

گیٹ کے اندر کچھ کمرے بنے ہوئے تھے مگر باقی جگہ خالی تھی۔

اس گیٹ سے داخل ہو کر دس منٹ مزید سفر چلتا رہا، پھر کہیں دور کچھ گھروں میں لگے بلب کی روشنی دکھائی دی۔

بلال نے موٹر سائیکل روک کر انجن بند کیا۔

ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے رہنے کی وجہ سے بتول کی ٹانگیں اکڑ چکی تھیں،اور کتے زور زور سے بھونک رہے تھے۔

بلال نے اسے سہارا دے کر اتارا اور پاس بچھی چارپائی پر بٹھا دیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول کا سر گھوم رہا تھا۔اس نے کانپتے ہاتھوں سے ہیلمٹ اتارا، جس میں پھر بلال نے ہی اس کی مدد کی۔

آپ یہاں دو پل سانس لیں، میں اندر آپ کے لیے کمرہ کھول کر آتا ہوں۔

بتول کی جانب سے کوئی جواب نہ ملا، نہ ہی بلال نے انتظار کیا۔

وہ وہیں پیچھے کو لیٹ گئی۔اس کا جسم تھکاوٹ سے اس قدر چور تھا کہ آنکھیں کھلی رکھنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔چند بلب جل رہے تھے مگر وہ اس جگہ کو سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

تین منٹ بعد ہی بلال واپس آ گیا۔

چلیں، اندر چھوڑ آؤں؟

وہ کچھ کہے بغیر کھڑی ہونے لگی تو لڑکھڑا گئی۔ٹانگوں نے وزن اٹھانے سے انکار کر دیا۔

بلال سہارا دے کر اسے ایک عمارت میں لے گیا۔ کونے میں بنے کمرے کی بتی جل رہی تھی، وہ اسے وہیں لایا۔

بیڈ پر بٹھایا...

ابھی آپ آرام کریں۔ اگر بھوک لگی ہو تو آپ کے بیڈ کے ساتھ فریج ہے، اس میں کھانے کو کچھ نہ کچھ پڑا ہو گا۔

میں نے میز پر درد کی گولیاں اور پانی بھی رکھ دیا ہے۔

اب اجازت دیں۔

وہ کمرے کا دروازہ آدھا کھلا چھوڑ کر کمرے سے نکل گیا تو بتول کو خیال آیا۔

میرے پاس تو کوئی لباس بھی نہیں ہے۔ ایسے کیسے نیند آئے گی۔

اپنے گھومتے سر کو ایک ہاتھ سے دباتے ہوئے اس نے کمرے کا جائزہ لیا۔

وہ کسی کا بیڈ روم تھا۔ جہاں زیادہ فرنیچر نہیں تھا۔ صرف ایک کنگ سائز بیڈ اور روم سائز فریج کے علاوہ دیوار گیر لکڑی کی الماری تھی۔

وہ کسی امید سے الماری کی جانب آئی۔

پہلا خانہ کھول کر دیکھا... تو ڈر کے پیچھے ہو گئی۔

اندر تین خانے تھے اور تینوں میں اسلحے کا سامان تھا۔

ایک خانے میں تین پستول، دوسرے میں گولیوں کے ڈبّے... تیسرے میں کچھ کاغذات اور پیسوں کی گڈّیاں۔

اس نے جیسے وہ پٹ کھولا تھا، ڈر کر ویسے ہی بند کر دیا۔

دوسرا پٹ وا کیا تو ایک لائن میں پانچ چھ مردانہ شلوار قمیضیں لٹکی ملیں۔

نچلے خانے میں مردانہ جوتے تھے۔

وہ بھی بند کر دیا۔ اگلے خانے میں چیزیں ترتیب سے رکھی ہونے کی بجائے لاپرواہی سے اندر پھینکی ہوئی لگ رہی تھیں۔

اِدھر اُدھر ہاتھ مار کر ایک ٹی شرٹ اور ایک عدد ٹریک سوٹ کی پینٹ ڈھونڈ نکالی۔ نہ چاہتے ہوئے ناک کے قریب لے جا کر سونگھتے ہوئے اس نے ناک چڑھائی ہوئی تھی، جیسے دنیا کا ناپسندیدہ ترین عمل انجام دینے جا رہی ہو۔

کمرے کا دروازہ لاک کر کے پہلے تو پیروں کو کھسے سے آزاد کیا۔ منہ سے تکلیف

دہ آواز نکلی۔ پیر جیسے کسی تپتے ہوئے تندور سے باہر نکل کر برف کے اوپر رکھے گئے تھے۔

جیسے تیسے جلدی میں لباس تبدیل کر کے وہیں بیڈ پر ڈھیر ہو گئی۔ چند پل بھی نہ بیتے ہوں گے جب وہ گہری کالی بیڈ شیٹ والے آرام دہ میٹرس پر بالکل بے خبر پڑی ہوئی تھی۔ عام حالات میں وہ سو سوال کرتی کہ یہ کس کا گھر ہے؟ کون سی جگہ ہے؟ کس کا بیڈ ہے؟ پر عام حالات ہوتے تو وہ یہاں ہوتی ہی کیوں؟

****

آدھی رات کا وقت تھا۔ وارڈ بوائے کے ہاتھ میں چائے کے دو بھاپ اُڑاتے کپ تھے۔ جنہیں لیے وہ منہ میں گنگناتے ہوئے اپنی دھن میں سر ہلاتا ہوا پرائیویٹ ہسپتال کی وہی آئی پی وارڈ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ مریض کو آپریشن کے بعد کمرے میں منتقل ہوئے تین گھنٹے ہو چکے تھے۔

اس مریض کے ساتھ آنے والوں نے شام سے وہاں رش ڈالا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ نیچے والے ہال میں اس وقت بھی اس کے گارڈ موجود تھے۔ مگر وہ لوگ باہر سڑک پر ہونے والی لڑائی کو دیکھنے میں مصروف تھے۔ چائے والا ان کے سامنے سے گزر کر اوپر کی جانب گیا، ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ گھر والوں کو پہلے ہی ڈاکٹر نے وہاں سے بھیج دیا ہوا تھا، کیونکہ ہسپتال کی پالیسی تھی کہ رات کو مریض کے ساتھ کسی کو بھی رکنے کی اجازت نہیں ہوتی ہے۔

چائے والا چلتا چلتا خاموشی سے اس کمرے میں داخل ہو گیا، جہاں عدیل چیمہ آرام کر رہا تھا۔

کمرے کے اندر قدم رکھتے ہی اس نے چائے ایک اسٹینڈ پر رکھی اور کمرے کا دروازہ اندر سے لاک کر لیا۔

کرسی کھسکنے کی آواز پر عدیل کی آنکھ کھلی اور نظر ان سرد نگاہوں سے ٹکراتے ہی عدیل کی آنکھیں پھیل گئیں۔ وہ خوف سے اپنے ارد گرد کسی شناسا چہرے کو ڈھونڈنا چاہتا تھا، مگر وہاں کوئی ہوتا تو نظر آجاتا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

کرسی پر بیٹھے زکریا نے سرد مہری سے کہنا شروع کیا:

سنا ہے تمہارا آپریشن کامیاب ہو گیا ہے۔ڈاکٹروں نے گولی نکال دی ہے اور ساتھ ہی یہ یقین دہانی بھی دے دی ہے کہ تم دوبارہ چل پھر سکو گے۔

وہ آہستہ آہستہ بول رہا تھا اور عدیل اپنے دماغ میں شور مچانے کے منصوبے سوچ رہا تھا۔ مگر زکریا کے اگلے الفاظ نے اس کی زبان پر تالے لگا دیے۔

تمہاری آواز اگر اس کمرے سے باہر گئی تو باہر سڑک پر میرا جو آدمی تمہارے گارڈز پر نظر رکھے ہوئے ہے، ان کو اوپر آتا دیکھ کر میرے اس آدمی کو کال کر دے گا جو اس وقت اسلام آباد میں تمہاری بہن کے ہاسٹل کے کمرے کے باہر موجود ہے۔ صرف ایک اشارے کا منتظر ہے۔اس کے بعد وہ تمہاری بہن کو چوتھی منزل سے نیچے پھینک دے گا۔ بیچاری ناحق ماری جائے گی۔

ویسے بھی ڈرو مت، میں تمہیں جان سے مارنے نہیں آیا ہوں۔

میرا سگا باپ میرے بچپن میں ہی فوت ہو گیا تھا۔اس لیے مجھے باپ کی شفقت جس ایک ہستی سے ملی ہے، تم نے ان کو مجھ سے چھین لیا ہے۔وہ میرے غم

گسار تھے، میرے اپنے تھے۔ میں ان کا بیٹا ہوں۔ ان کو اپنے ہاتھ سے لحد میں اتارنے کا حق بھی تم نے مجھ سے چھین لیا ہے۔ میں ان کے جنازے میں چوروں کی طرح منہ چھپا کر پچھلی صف میں شامل ہوا ہوں۔

مجھے ان کا آخری دیدار بھی نصیب نہیں ہوا ہے۔ عدیل چیمہ... میں احمد چیمہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تجھے تباہ کر دوں گا۔ اس مشن میں میرا جتنا بھی وقت لگ جائے، میری ساری کمائی لگ جائے، چاہے میری جان چلی جائے، میں تجھے جیل کی کال کوٹھری میں پہنچا کر دم لوں گا۔

عدیل دِن سادھے اسے سن رہا تھا۔ زکریا نے اپنی جیب سے پستول نکالا۔

میں اگر چاہوں تو تمہاری جان لے کر اس قصے کو یہیں ختم کر دوں۔ مگر میں تمہیں اتنی آسانی سے نہیں چھوڑ سکتا۔

فی الحال تم ایک کام کرو... جن لوگوں کو تم نے بی بی کی تلاش پر لگایا ہوا ہے، ان کو منع کرو۔ دس دنوں کے اندر اندر میں بی بی صاحبہ کی شادی کروا رہا ہوں۔ اگر تم نے بیچ میں آکر خرابی پیدا کی یا ان کے سسرال والوں کو کوئی نقصان پہنچایا... تو

جواب میں ہو سکتا ہے تم کسی روڈ ایکسیڈنٹ میں مارے جاؤ۔ یا یہ بھی ممکن ہے تم اپنی فیکٹری کے آفس میں شارٹ سرکٹ سے آگ لگنے کی وجہ سے مارے جاؤ۔

اب دیکھو نا... نہ ہی میں تمہاری طرح لالچ میں اندھا انسان ہوں کہ ہوش و حواس کھو کر سی سی ٹی وی کیمروں کے سامنے اپنے چچا پر گولی چلا دوں۔ میں تمہیں پورے منصوبے سے پار لگاؤں گا۔

وہ ٹانگ پر رکھی ٹانگ اتار کر کھڑا ہوا، پستول واپس ڈالا اور دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے بولا

ابھی میرے جانے کے بعد جب تم اپنے باپ کو فون کر کے میرے بارے میں بتاؤ گے، تو میرا صحیح تعارف کروانا۔ کہنا زکریا علی خان آیا تھا... اور کہہ کر گیا ہے کہ نامردو! تم لوگوں نے بہت غلط آدمی سے پنگا لے لیا ہے۔ میں تم لوگوں کی راتوں کی نیند حرام کر دوں گا۔

پیچھے مڑے بغیر وہ لمبے لمبے متوازن قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھا۔

کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی عدیل نے اپنی آستین سے پسینہ صاف کیا اور آگے کو جھک کر اپنا فون اٹھایا۔

جب تک اس کے گارڈ بھاگتے ہوئے اوپر آئے، زکریا دوسری منزل سے عمارت کی پچھلی جانب لگے پائپ سے لٹکنے کے بعد سڑک پر اتر کر اندھیرے میں شامل ہو چکا تھا۔

جبکہ عدیل نے اسی وقت گھر جانے کی رٹ لگا دی

مجھے ابھی گھر لے کر چلو۔

مگر سر، ڈاکٹر نے ابھی آپ کو چھٹی نہیں دی ہے۔

ڈاکٹر کی اجازت مجھے چاہیے بھی نہیں ہے۔ یہ وہیل چیئر آگے کرو۔ میں اسی وقت یہ ہسپتال چھوڑ رہا ہوں۔ ان کو ایک کوڑی مت دینا بلکہ میں ان پر کیس کروں گا۔ ان کے یہاں کوئی سیکیورٹی نہیں ہے۔ مجھے ایس ایچ او کا نمبر ملا کر دو۔

اس کے گارڈ نے اس کے ہاتھ سے فون لے کر پہلے تو وہیل چیئر اس کے بیڈ کے پاس کی، پھر دو لوگوں نے مل کر عدیل کو اٹھا کر اس پر رکھا۔ اس کی ٹانگوں پر کمبل ڈالا۔ ایک آدمی وہیل کو دھکیلتا کمرے سے لے گیا۔ دوسرے دو نے اس کا سارا سامان پیک کر کے ساتھ لیا۔

ایک باہر گیٹ کے پاس گاڑی اسٹارٹ کیے تیار بیٹھا تھا۔

جس وقت عدیل کے آدمی اس کو گاڑی میں لا رہے تھے... گیٹ کے باہر سڑک کے دوسری پار، لگے درختوں کے جھنڈ میں دو ہیولے کھڑے تھے۔ یہاں اسٹریٹ بلب کی روشنی نہیں پہنچ رہی تھی۔

بلال کا دبا سا قہقہہ ابھرا

باس، یہ عدیل تو خود کو بہت بڑا گینگسٹر مانتا ہے۔ اس کو ایسا کیا کہہ دیا ہے کہ بیچارے کی ساری ہوا ہی نکل گئی ہے۔ آدھی رات کو ہسپتال سے بھاگ رہا ہے۔

زکریا نے ایک طرف تھوکا اور سنجیدگی سے کہا

ابھی تو بس ہسپتال سے بھاگ رہا ہے۔ بہت جلد ملک سے بھاگنے کی کوشش بھی کرے گا۔ مگر اس کی بھاگنے کی کوئی خواہش پوری نہیں ہو گی۔ چلو چلیں... آج کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

دونوں اندھیرے میں ہی ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ایک گلی میں داخل ہوئے۔ وہاں اسٹینڈ کی اپنی موٹر سائیکل کو بلال نے کک مار کر اسٹارٹ کیا۔ اور زکریا اس کے پیچھے بیٹھ گیا۔

تنگ چھوٹی چھوٹی گلیوں سے نیا نکورون ٹو فائیو سیلاب کے پانی کی طرح دوڑتا جا رہا تھا۔ کہیں کہیں چوڑے کھلے بازار آ جاتے تو بلال سپیڈ مزید تیز کر دیتا۔

ایک تو رات کی تاریکی، دوسرا گہری خاموشی، تیسرا سر پر منڈلاتا خطرہ۔

پچھلے تین دن سے وہ مختلف جگہوں پر رکا تھا۔ آج بلال نے کسی جگہ کا انتظام کیا ہوا تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

گھر سے دو گلیاں پیچھے ہی وہ موٹر سائیکل کا انجن بند کر کے اسے گھسیٹتے ہوئے ساتھ لے آئے۔ یہ اس لیے کہ اگر خدانخواستہ کوئی ان کی خبر لیتا وہاں تک پہنچ گیا ہو تو موٹر سائیکل کی آواز سے ان کی آمد کا پتہ نہ چل جائے۔

مطلوبہ گلی کے آتے ہی وہ ایک ساتھ داخل نہیں ہوئے۔ پہلے بلال گیا، زکریا نے پیچھے سے نظر رکھی۔

بلال ایک لکڑی کے دروازے والے گھر کے سامنے رکا۔ باہر سے لگی کنڈی کھولی اور موٹر سائیکل سمیت اندر داخل ہو گیا۔

یہ گھر تنگ سی گلی میں تھا اور بہت زیادہ آبادی والی جگہ میں۔ اس گھر کی دو منزلیں تھیں۔ اوپری منزل پر ایک خاندان آباد تھا۔ بلال نے صرف ایک رات کے لیے رکنے کا سبب بنایا ہوا تھا۔ جب اگلے پانچ منٹ تک اپنی تسلی کر لی تو اس نے زکریا کو اندر آنے کا پیغام بھیج دیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا نے اندر آتے ہی کندھے پر لٹکا بیگ ایک طرف رکھا۔ چھوٹے سے صحن میں لگے سنک پر منہ ہاتھ دھو کر وضو کیا۔ کمرے میں واپس آیا اور ایک چادر فرش پر قبلہ رُخ بچھا کر اس پر کھڑا ہوا ہی تھا کہ بلال نے ٹوک دیا

بھائی، پہلے روٹی کھالیں۔

زکریا نے اسے دیکھے بغیر جواب دیا

تم کھاؤ، مجھے بھوک نہیں ہے۔

صبح سے ایک گلاس دودھ پر چل رہے ہو بھائی، یہ تو ظلم ہے۔ خدا کے لیے تم مجھے پریشان کر رہے ہو۔ اگر نیند پوری نہیں کرو گے، کھانا نہیں کھاؤ گے تو ـــــ

وہ بلال کو بیچ میں ٹوک کر بولا

بلال، دو دن کھانا نہ کھانے سے میں مروں گا نہیں۔

بھائی، مجھے تمہارا یہ رویہ اچھا نہیں لگ رہا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

مجھے اس وقت یہ زندگی ہی اچھی نہیں لگ رہی...بتاؤ کیا کروں؟ کیا تمہارے پاس میرے مسئلے کا کوئی حل ہے؟

ہاں، بالکل حل ہے۔ پیٹ بھر کے کھانا کھائیں اور نیند پوری کریں۔ زندگی بہت بہتر لگنے لگے گی۔

زکریا نے اس کی بات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے نماز شروع کرلی۔

جب تک وہ نماز میں رہا، بلال نے واش روم کیا، کھانا کھایا۔ جیسے ہی اس نے دعا کے بعد ہاتھ نیچے کیے، بلال نے اس کے آگے دودھ کا گلاس رکھ دیا۔

بھائی، کم از کم اس کے لیے تو 'نہ' نہیں سنوں گا۔

اس نے بھی بحث کیے بغیر دودھ پی لیا اور اپنے بستر پر لیٹ کر چھت کو گھورنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے بلال کو آواز دی

بلال... تم ایک بہت نمک حرام آدمی ہو۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بلال سونے کے لیے لیٹ چکا تھا۔ بند آنکھوں سمیت ہی مسکرایا

بہت شکریہ بھائی۔

وہ مزید غصے سے بولا

اپنی اس مہینے کی تنخواہ پر تم نے فاتحہ پڑھ لی ہے۔

جی جی، جو آپ کہو۔

بلال...

جی...

دعا کرو کہ تمہارے سسرال والے نہ آئیں۔ نہیں تو بیٹا تم نہیں بچو گے۔

بلال کا قہقہہ بے ساختہ تھا، کیونکہ زکریا پولیس والوں کو اس کی سسرال کہہ رہا تھا۔

****

کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اور عین دروازے کے بیچ میں چار فٹ سے لمبا چارلی لیٹا ہوا تھا۔

وہیں چھوٹے سے برآمدے میں مزارے کی بیوی بھی سوئی ہوئی تھی۔

بتول کی اس گھر میں آج تیسری رات تھی۔ وہ اس وقت بھی انہی کپڑوں میں ملبوس تھی جو اس نے یہاں پہنچتے ہی پہنے تھے۔ تین دن سے وہ اسی کمرے میں بند تھی۔ پہلا ایک دن بخار میں جلتے، نیند کی وادیوں میں آتے جاتے گزرا۔

رات کہیں جا کر بخار اترا تھا۔ مگر نقاہت کے باعث وہ بستر سے نکل نہ پائی۔

آج کا سارا دن اس نے رو رو کر اپنی آنکھیں سجائی ہوئی تھیں۔ گلا تقریباً بند ہو رہا تھا۔ بال گھونسلا بنے ہوئے تھے۔ منہ سے بدبو آرہی تھی۔ بیڈ شیٹ اکٹھی ہوئی تھی۔ کمبل آدھا بیڈ سے نیچے پڑا ہوا تھا۔

بیڈ سائیڈ پر پڑا موبائل بجنے لگا،

اس کے ساتھ ساتھ دروازے میں بیٹھے چارلی نے بھی فوراً سر اٹھا کر دیکھا تھا۔

اس نے بمشکل اپنی جگہ سے اٹھ کر فون تھاما اور کال لی۔

ہیلو؟

اس کے 'ہیلو' بولنے پر دوسری طرف سے ہلکے ہلکے خراٹوں کی آواز آئی۔

بتول نے تعجب سے فون کان سے ہٹا کر نمبر دیکھا۔ یہ وہی نمبر تھا جس سے زکریا نے کال کی تھی۔

ہیلو زکریا؟

اس دفعہ جواب آیا

ہاں جی...

بتول نے پوچھا

میں نے تمہیں اتنی دفعہ کال کی، تم نے جواب کیوں نہیں دیا؟

پھر خراٹے...

بتول پریشان ہو گئی۔ یہ ہو کیا رہا ہے؟ اگر اس نے کال کی ہے تو اب بات کیوں نہیں کر رہا؟

زکریا، تم سو رہے ہو؟

زکریا کی نیند سے بھاری آواز آئی

میں بہت تکلیف میں ہوں۔ مجھے اپنی بزدلی پر بہت غصہ بھی آ رہا ہے۔

بتول کے ماتھے پر بل آئے۔ یہ کیا کہہ رہا ہے؟

کیسی بزدلی پر؟ اور تکلیف میں کیوں ہو؟ کیا تمہارا زخم زیادہ گہرا ہے؟

وہ اس کے جسمانی زخم کا پوچھ رہی تھی مگر وہ جواب کسی اور درد کے بارے میں دے رہا تھا۔

میرا زخم بہت گہرا ہے۔ یہ ساری عمر نہیں بھر سکے گا۔

اچھا... کیا کوئی پیش رفت ہوئی ہے؟

بتول کو جواب میں کچھ اور ہی سننے کو ملا جس نے اسے اٹھ کر بیٹھنے پر مجبور کر دیا۔

وہ میرے بالکل سامنے تھا... اور میں نے اس کی جان نہیں لی۔ حالانکہ میرا پستول میرے ہاتھ میں تھا۔ اس کو کوئی نہ بچا پاتا۔ مگر میں وہاں سے خالی ہاتھ لوٹ آیا۔

کس کی بات کر رہے ہو؟ کون تمہارے سامنے تھا؟

وہ بدذات جس نے میری باپ جیسی شفیق ہستی کا قتل کر دیا ہے۔ میرا دل کر رہا تھا کہ میں اس کا سینہ چھلنی کروں تا کہ اس کو بھی تو کچھ تکلیف ملے۔ میں اتنے کرب میں ہوں... مگر میں سر سے کیا وعدہ نہیں توڑ سکا۔

بتول کو مزید تجسس ہوا۔

کیسا وعدہ کیا تھا؟

اس دن عدیل کی ٹانگ کی بجائے گولی اس کے سر میں مارتا... میرا نشانہ بہت اچھا ہے۔ وہ گولی ٹانگ پر غلطی سے نہیں لگی تھی۔ میں نے نشانہ ہی اس کی ٹانگ کا لیا تھا۔ کاش میں اتنا بزدل نہ ہوتا۔

بتول نے دوبارہ پوچھا

تم نے ابو سے کیا وعدہ کیا تھا؟

وہ میرے بالکل سامنے تھا...

تمہیں عدیل کہاں ملا؟

میں اس سے ملنے اس کے ہسپتال گیا تھا۔ مگر اسے زندہ چھوڑ کر ہی واپس آیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

لعنت ہے میری مردانگی پر۔ میرا دل کرتا ہے کہ میں سر کے مدفن پر جاوں اور ان کو مٹی سے کھود کر نکالوں۔ ان کا چہرہ صاف کروں۔ پھر ان کو اپنے گھر لے جا کر وہاں دفن کروں۔...

اس کے بعد وہ پھر سے چپ ہو گیا۔

بتول کے آنسو نہیں رک رہے تھے۔

اس نے زکریا کو متوجہ کرنے کے لیے کئی دفعہ ہیلو ہیلو کہا مگر زکریا کی آواز نہیں آئی۔ اس کی جگہ بلال نے فون لے لیا۔

السلام علیکم، آپ کیسی ہیں؟

وعلیکم السلام... میں ٹھیک ہوں۔ یہ زکریا کو کیا ہوا ہے؟ کیا اس نے نشہ کیا ہوا ہے؟

نہیں، بھائی نشہ نہیں کرتے۔ اصل میں پچھلے دو دن سے مسلسل جاگ رہے ہیں۔ مجھے لگتا ہے ان کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ پھر سارا دن مصروف ہوتے ہیں۔ اس لیے میں نے ان کو دودھ میں نیند کی گولی ملا کر دے دی ہے۔ یہ سو رہے ہیں

مگر پھر بھی بے آرام ہی ہیں۔ زیادہ چانس یہی ہے کہ دن کو انہیں یاد بھی نہیں ہو گا کہ انہوں نے اس طرح آپ کو کال کر کے یہ سب باتیں کی ہیں۔ میں ان کے فون سے کال لوگ بھی مٹا دوں گا۔ آپ بھی ذکر مت کرنا۔ ابھی آپ بھی آرام کریں، پھر بات ہو گی۔۔۔

بلال نے کال کاٹ دی۔

مگر بتول اس کے بعد بالکل نہ سو سکی۔

جو رونا شروع ہوئی تو روتی ہی چلی گئی۔ نہ کوئی چپ کروانے والا، نہ کوئی دلاسہ دینے والا۔ ساتھ ہی بخار نے شدت پکڑلی۔ روتے رہنے سے آنکھیں اور سر درد کی شدت سے پھٹنے والا ہو گیا۔

چارلی اپنی جگہ سے اٹھ کر کمرے میں گھومنے لگا۔ اس کے پیر زمین پر آواز پیدا کر رہے تھے۔ بتول اس کا قد اور اتنا بڑا منہ دیکھ کر مزید روتے ہوئے کہنے لگی۔

"ابو جی، آپ کی بیٹی کو آج ایک کتا کھا جائے گا، اور کسی کو علم بھی نہیں ہو گا!"

اس نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ چارلی بھونکتا ہوا اس کے پاس آیا۔بتول کی سانس سینے میں ہی اٹک گئی۔

چارلی نے ایک ہی جست میں بیڈ کے اوپر چھلانگ ماری اور بتول کے پیٹ پر اپنا سر رکھ کر لیٹ گیا، ساتھ ہی چھوٹی چھوٹی آوازیں نکالنے لگا۔

بتول کتنی دیر تو رونا دھونا سب بھول گئی۔ بلکہ ایک انگلی تک ہلانے کی کوشش نہ کی۔

وہ یہ سوچ رہی تھی کہ اگر میں اسے یہ ظاہر کروں کہ میں مر چکی ہوں تو یہ مجھے چھوڑ کر واپس باہر چلا جائے گا۔

مگر ایسا نہیں ہوا۔وہ اس کے پاس سے نہیں ہلا۔

یہاں تک کہ بتول کو اس کا سر وزنی لگنے لگا۔کچھ چارلی کے اتنا پاس لیٹنے سے اسے گرماہٹ کے باعث پسینہ بھی آنے لگا۔

چارلی کو وہاں سے ہٹانے کے منصوبے بناتے بناتے، گھبراہٹ کے دوران اس کی آنکھ لگ گئی تھی۔

جب دوبارہ ہوش آیا تو باہر سے سورج کی کرنیں آرہی تھیں اور بیڈ پر وہ اکیلی تھی۔

نقاہت کے باوجود وہ بیڈ سے نکل آئی کیونکہ لیٹ لیٹ کر وہ اتنا اکتا چکی تھی کہ بیڈ پر مزید ایک سیکنڈ نہیں رکنا چاہتی تھی۔

شاور لینے کا سوچا تو پھر وہی سوال درپیش ہوا کہ لباس کون سا پہنے گی۔

وہ چلتی ہوئی بیڈ کے قریب آئی، شیٹ پر ڈھونڈ کر فون برآمد کیا اور زکریا کے نمبر پر میسج لکھنے لگی۔ جتنا پرانا فون تھا، ایک سادہ سا پیغام لکھنے میں بہت سر کھپائی ہو رہی تھی۔ اکتا کر اس نے نمبر ہی ملا دیا۔

جو اٹھا بھی لیا گیا۔

جی؟""

آواز میں دور دور تک نیند کی آمیزش نہیں تھی۔ اس وقت وہ پورے ہوش و حواس میں تھا۔

بتول نے شکوہ کیا۔

"!اگر مجھے اس جنگل میں بھیجنا ہی تھا تو کم از کم میرا سامان ہی لے آنے دیتے"

"آپ کو جس جس چیز کی ضرورت ہے آپ بتا دیں، مل جائے گی۔"

میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ جانے کس کی ٹی شرٹ پہنے ہوئی ہوں، نہ"
جانے یہ کس کا بیڈ ہے جہاں گدھے کے سائز کا کتا بھی رہتا ہے۔ کین یو بیلیو؟
"!کل رات وہ میرے بیڈ پہ سویا ہے

آپ چارلی کی عادتیں بگاڑ دیں گی۔ اس کو بیڈ پر سونے کی اجازت نہیں ہے۔"
اب اگر وہ بیڈ پر آئے اور چاہے جتنا مرضی معصوم چہرہ بنا کر آپ کی طرف
"دیکھے، اس کو ڈانٹ کے منع کر دینا ہے۔

"تم نے اس کا سائز نہیں دیکھا ہے! ایک منٹ — کیا چارلی تمہارا کتا ہے؟"

"جی۔"

"کیا یہ تمہارا گھر ہے؟"

"جی۔"

"کیا جس کمرے میں رکی ہوں یہ تمہارا کمرہ ہے؟"

"جی۔۔۔"

"!تو اس کا مطلب ہے الماری میں جو اتنا سارا اسلحہ پڑا ہے وہ بھی تمہارا ہے"

"آپ میرے کمرے کی تلاشی کیوں لے رہی ہیں؟"

بتول غصے سے بولی۔

میں کیوں تمہارے کمرے کی تلاشی لینے لگی! میں تو اپنے لیے کپڑے ڈھونڈ"

"!رہی تھی

"پھر مل گئے؟"

"ایک ٹی شرٹ ملی تھی۔ساتھ میں ٹریک ٹراوزر ہیں۔"

جس خانے میں آپ کو ٹی شرٹ ملی تھی اس کے نچلے حصے میں دیکھیں گی تو"

آپ کو اور ٹی شرٹس مل جائیں گی۔ شلوار قمیض والے خانے کے اوپری حصے میں

کچھ پاجامے تہہ کیے رکھے ہیں، وہ آپ کو پورے آجائیں گے۔ مجھے اب

"اجازت، میں اس وقت بہت اہم کام سے نکلا ہوا ہوں۔

"زکریا، مجھے میرے گھر سے میرا سامان منگوا دو۔"

"جی اچھا۔۔۔ کیا آپ کی اپنے منگیتر سے بات ہوئی ہے؟"

"نہیں۔"

"کیوں؟"

وہ بات کرتے کرتے تھک رہی تھی، اس لیے اکتاہٹ سے بولی:

"کیونکہ مجھے اس کا نمبر زبانی یاد نہیں ہے۔ میرے فون میں ہی ہے، اور میرا فون

"گھر پہ ہے۔

"اوہ۔۔۔ چلیں میں ان کا نمبر حاصل کر کے آپ کو ارسال کرتا ہوں۔"

بغیر کوئی سلام دعا کیے وہ کال بند کر گیا۔

بتول نے فون کی شکل دیکھی۔

"یہ انسانوں کی طرح ٹِک کے بات نہیں کرتا۔جب بھی کال کی ہے جلدی میں ہی ملتا ہے، جان چھڑوا رہا ہوتا ہے۔اگر مجھ سے بات کرنا اتنا ہی ناپسندیدہ فعل ہے تو میری مدد کرنے کو کس نے کہا تھا؟ بھاڑ میں جاؤ! دو لفظ بولتا ہے، پھر کال کاٹ دیتا ہے۔اس سخت دل انسان کو یہ بھی احساس نہیں کہ میں یہاں بیمار پڑی ہوں،اس کی کام والی ماسی نے بتایا ہی ہو گا نا؟ مگر حرام ہے جو اس نے میری خیریت ہی پوچھ لی ہو! یہ تک نہیں پوچھا کہ آیا کیا آپ کو کھانا مل رہا ہے؟ کوئی تکلیف تو نہیں ہے؟ بس اپنے کتے کی فکر لگ گئی!

وہ اس کی نقل کرتے ہوئے بولی:

'آپ چارلی کی عادتیں بگاڑ دیں گی!'

ارے تم سے تو چارلی ہی اچھا ہے۔رات مجھے روتا دیکھ کر بیچارہ میری دل جوئی کرنے کو میرے پاس آگیا۔مجھے ساری رات اکیلا نہیں چھوڑتا۔کہنے والے بالکل ٹھیک کہتے ہیں۔انسانوں سے تو جانور زیادہ وفا نبھاتے ہیں۔اور یہ بیچارہ تو

مجھ سے ملا ہی پہلی دفعہ ہے، پھر بھی میرا درد پہچان رہا ہے۔ تمہاری طرح نہیں کہ نیند کی گولی کے نشے میں دکھ سکھ سنانے کا حوصلہ کرے اور باقی وقت میں چپ کی چادر اوڑھے گھومتا رہے۔ آیا بڑا مصروف کہیں کا!"

اونچی آواز میں بولتے ہوئے اس نے الماری کے خانوں سے اپنے لیے ایک لباس کا انتخاب کر ہی لیا۔

جب تولیے کی بات آئی تو اس نے دروازے سے منہ نکال کر وہاں رہنے والی عورت کو آواز لگائی۔

"باجی جی؟"

کوئی جواب نہ آیا۔

"کوئی ہے؟"

اس دفعہ بیرونی دروازے سے چارلی نے سر نکال کر اسے دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اندر کی جانب آتا، بتول نے تیزی سے کمرے کا دروازہ بند کر کے اندر سے تالا لگا لیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

"!تم بہت اچھے ہو، مگر دور دور سے"

تولیہ نہیں ملا تو ویسے ہی شاور لے لیا۔ بعد میں ایک صاف ٹی شرٹ سے اپنا چہرہ اور بال سکھانے لگی۔

اب اسے سردی محسوس ہو رہی تھی۔ یا تو وہ کمرے میں ہی بند رہتی یا باہر دھوپ کی گرماہٹ میں جاتی۔

بہادری دکھا کر دروازہ کھول کر باہر دیکھا۔ چارلی کو عین دروازے کے سامنے پھیل کر لیٹے پایا۔

ایک پل کو چارلی نے سر اٹھا کر اسے اداس نظروں سے دیکھا۔

بتول کو ایسا لگا جیسے چارلی اس طرح دروازہ بند کرنے پر شکوہ کناں ہو۔

وہ کمرے سے نکلتے ہوئے بولی۔

میں مانتی ہوں، میں نے غلط کیا ہے۔ تم ہرٹ ہوئے ہو تو سوری۔۔۔ مگر مجھے" تم سے ڈر لگتا ہے۔ میں نے کبھی کتا نہیں رکھا، تمہارا مجھے اتنی توجہ دینا میرے "! لیے نئی چیز ہے۔ اس لیے پلیز مائنڈ نہ کرنا۔ تم کافی ڈراؤنے ہو

وہ کن اکھیوں سے چارلی پر نظر رکھے رکھے کمرے سے نکلی۔

اس دفعہ وہ خاتون کچن میں نظر آ گئیں۔

"! بات سنیں... کمرے کی صفائی ہونی ہے۔بیڈ کی چادر بھی بدل دیں"

اس کی بات پر وہ خاتون پلٹ کر اسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

... چھور،روٹی کھالے"

اس کا لہجہ اور انداز جنگلی تھا۔

"کھانا رہنے دیں، کمرے کی صفائی کر دیں۔"

میں نیں کرنی کوئی صفائی۔۔ باو دا حکم اے کمرے وچ کوئی نہ جھُلے۔۔ جداو"
واپس آئے گا آپ صفائی کرے گا۔اساں کوئی وی اس دے کمرے وچ نہیں
"جاندے۔

بتول چونکہ پنجاب میں پیدا ہوئی تھی، اس لیے پنجابی زبان بول اور سمجھ لیتی تھی۔ مگر جو پنجابی یہ خاتون بول رہی تھی، وہ لہجے اور تلفظ کے لحاظ سے لاہور کی پنجابی سے بہت مختلف تھی، اس لیے سمجھنے میں تھوڑی مشکل تھی۔

بتول نے اس کو سمجھاتے ہوئے کہا:

"تم اس گھر میں کام کرتی ہو نا؟"

"آہو۔۔ کردی واں۔"

"تو یہ کمرہ بھی اسی گھر کا حصہ ہے، اس کی بھی صفائی کرنی ہو گی۔ خاص کر وہ بیڈ شیٹ بدل دیں۔ میرے پسینے سے اس کا ستیاناس ہو گیا ہے، میں وہاں سو نہیں سکوں گی۔"

وہ عورت اکتاہٹ سے بولی۔

"چھور تو سُن دی کیوں نئ۔۔ میں او تھّانہ جاسا۔۔ تو آپے باری پھیر لے۔"

بتول کے پلے خاک نہ پڑا کہ "باری" کس چیز کو کہہ رہی ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

جب اس نے جھاڑو لا کر بتول کے سامنے رکھی تو اسے سمجھ آیا کہ باری سے مراد جھاڑو ہے۔

اس نے جھنجھلاہٹ کے مارے خود ہی جھاڑو اٹھا کر کمرے میں پھیر لیا۔ بیڈ شیٹ اتار کر باہر پھینکی اور اشارے سے نئی لانے کا کہا، جس پر فوری عمل ہو گیا۔ اس نے کمرہ پوری طرح سیٹ کیا اور باہر آگئی۔

دھوپ اب اپنے عروج پر تھی اور فضا میں جو ہلکی پھلکی خنکی تھی وہ ختم ہو چکی تھی۔ کمرے کی صفائی کی مشقت کے بعد اب اسے سردی کی بجائے گرمی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے صحن کے کونے میں موجود سیڑھیوں کو دیکھا تو اسی طرف چل پڑی۔

صاف ستھری سرخ اینٹوں کی سیڑھیاں چھت تک جا رہی تھیں۔

اس کو اوپر جاتا دیکھ کر چارلی بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول کو اب بھی اس سے ڈر لگ رہا تھا، مگر جس طرح چارلی اس کے آگے پیچھے پھر رہا تھا، اس سے اسے تھوڑی ہمت بھی ہوئی کہ شاید یہ گھریلو کتا ہے، اس لیے مجھے نہیں کاٹے گا۔

پھر بھی بتول فاصلہ بنائے ہوئے تھی۔ وہ چارلی اس کے قریب آنے لگتا تو وہ خود دوسری طرف چل پڑتی۔ جس پر کام والی نے دو تین دفعہ ٹوکا بھی کہ چارلی بہت اچھا کتا ہے، اس سے نہ ڈرو، تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔

چھت پر پہنچ کر جب اس نے ارد گرد پھیلے میدان پر نظر ڈالی تو پہلی دفعہ اندازہ ہوا کہ وہ آبادی سے کتنی دور تھی۔ دور دور تک نہ کوئی سڑک نظر آرہی تھی، نہ کوئی گھر۔ سوائے ان چند عمارتوں کے جو ان سے کوئی آدھا میل دور تھیں، مگر وہ بھی اسی چار دیواری کے اندر تھیں جس کے گیٹ سے گزر کر وہ بلال کے ساتھ یہاں آئی تھی۔

وہ کمرے پہ ہاتھ رکھے، آنکھیں میچے آبادی کی کوئی رمق ڈھونڈنے میں مصروف تھی۔

جب کام والی اوپر آکر اسے ڈانٹنے لگی۔

"تو روٹی کیوں نہیں کھاوندی؟تینوں کوئی بیماری وے؟"

بتول نے جھٹکے سے مڑ کر اس کی شکل دیکھی، مگر یہ دیکھ کر اس کے اپنے لبوں پہ مسکراہٹ دوڑ گئی۔الفاظ بہت کھردرے اور بے ادبی والے ہونے کے باوجود اس خاتون کے چہرے کے تاثرات سے فکر جھلک رہی تھی۔

"مجھے تھوڑا سا بخار ہے،اس لیے روٹی کھانے کا دل نہیں کر رہا۔"

جے تو کھچڑی کھالیں سی۔۔تے او بنا دیندی واں۔ کجھ تے کھا،انج تے تو تاپ"

"نال مرویں سی۔

"...ایسا ہو جائے تو اور کیا چاہیے"

"ہیں کی آکھیا ای؟"

"کچھ نہیں کہا۔آپ کا نام کیا ہے؟آپ کو کیا کہہ کر پکاروں؟"

"میرا نا مائی پاگاں۔۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

"مائی کیوں؟آپ تو اتنی جوان ہیں۔"

دانتوں والے سفید دانت چمکے اور مائی پاگاں بتانے لگی۔

نا میرا پاگاں سی، پر باو مائی آکھدا اے۔ایس لئی ہن سارے ای مائی آکھدے"

"نیں۔

"کیا آپ یہاں اکیلی رہتی ہیں؟"

مائی نے دوپٹے کے پلو سے اپنا پسینہ صاف کرتے ہوئے بتایا

"ہک میں، ہک میرا کاروالا، تے نال میرے دو چھورے۔"

"وہ سب کہاں ہیں؟"

"اواوتھے ڈیرے تے۔۔"

مائی پاگاں نے دائیں طرف نظر آتے درختوں کے جھنڈ کی طرف اشارہ کیا۔

"وہ ڈیرہ ہے؟"

"آہو۔۔اوتھے باو دا مال ڈنگر اے۔اسی مال دی سنبھ کردے آں۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

:بتول سیڑھیوں پہ بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی

"مال ڈنگر کا کیا مطلب ہے پاگاں؟"

مال ڈانگر مطلب گائیاں مجیاں۔۔ گھوڑے۔۔لیلے۔۔ باو نے سارا اکجھ رکھیا"

"ہویا۔

"آپ زکریا کو باو کہتی ہیں نا؟"

"ناتے ہور ایتھاں کون رہنداای۔"

"اگر آپ کا ڈیرہ ادھر ہے، تو وہ دوسری طرف کی عمارت کیا ہے؟"

"او مرغی خانہ وے۔ ول اوتھے میری بہن رہندی، نال اودا کار والا۔۔"

بتول نے پوچھا۔

تو آپ اور آپ کی ساری فیملی زکریا کے لیے کام کرتی ہیں؟ یہاں اس گھر میں"

"زکریا کے ساتھ اور کون رہتا ہے؟

NEELAM RIASAT NOVELS

"باو ہمیش کلا راہندااے۔۔ کدے کدے بلال آجا جاندا۔۔ کدے کدے لور والا وکیل آجاوندااے۔۔ یا باو دا کوئی اور دوست آجاندا۔"

"کیا اس کے گھر والوں میں سے کوئی نہیں آتا؟"

پاگاں نے تعجب سے دیکھا۔

"باو دا او تے اللہ رسول، تے تھلے وکیل اے۔۔ ہور اوہ دا دنیا تے کوئی وی نہیں۔"

یہ بات بتول کے لیے بے یقینی کا باعث بنی۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ اس کا دنیا میں کوئی ہو ہی نہ ہو۔ مگر پاگاں کو زکریا کی ذاتی زندگی کا علم نہ تھا۔

اس نے ارد گرد کے کھیتوں کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ سب کھیت کس کے ہیں؟"

پاگاں نے دھوپ سے بچنے کو ہاتھ آنکھ پر رکھ کر بتایا۔

"سبھی پٹی تے وہ وکیل دی۔۔ کھبی پٹی باو دی اے۔"

بتول بس سر ہلا کر رہ گئی۔ جو سمجھ سکی وہ یہ کہ راستے کے اس طرف کی زمین اس کے ابو کی ہے اور دوسری طرف کی زکریا کی۔

ابو کا ذکر آتے ہی دل کی اداسی نے پھر سے سانس لینا مشکل کر دیا۔

چارلی ساری چھت کا چکر لگا کر اب بتول کے پاس بیٹھ کر راستے کی طرف دیکھ رہا تھا، جیسے کسی کے انتظار میں ہو۔

"پاگاں باجی، کیا یہ چارلی سب کا دوست بن جاتا ہے؟ کاٹتا نہیں؟"

چارلی ایتھاں چڑی ناں پھڑکن دیندا۔۔ تیرے نال پیار کر داوے، تو باو دے" "کمرے چ جو رہندی پئی ایں۔

مگر بتول کا خیال کچھ اور تھا۔ اسے لگا کہ چارلی اس کے درد کو محسوس کر رہا ہے۔

اس نے بے اختیار اپنا ہاتھ چارلی کی فر میں پھیرا۔ چارلی نے سر اٹھا کر پیار بھری نظروں سے اسے دیکھا اور دم ہلائی۔

وہ سرگوشی میں بولی۔

"شکریہ چارلی۔۔پیارے دوست۔ تم کتنے احساس مند ہو۔"

چھور چل تھلے چلیے، ایتھاں بوہت لوا ے۔۔توں اگے ای بیمار ایں، ہور تھیں"

"سیں۔

بتول نیچے آگئی۔ کمرے سے فون لیااور صوفے پر بیٹھ کر نمبر ملانے لگی۔

یہ نمبراس کی بڑی پھوپھو کا تھا۔

بیل جاتے ہی اس نے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو؟"

سندس نے فون اٹھایا۔اس کی آواز پہچانتے ہی بولی۔

"سندس، میں بتول بول رہی ہوں، پھوپھو سے بات کراؤ۔"

اُدھر شور مچ گیا۔

دو تین منٹ بعد پھوپھو فون پر آئیں۔

"ہیلو بتول؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

"جی پھوپھو۔۔"

اس کی آواز آنسوؤں میں بھیگی ہوئی تھی۔

:پھوپھو اونچی اونچی رو رہی تھیں

"ظالموں نے میرے ابو چھین لیے پھوپھو۔۔۔ میرے ابو جی کو گولیاں مار دیں۔۔"

پھوپھو کے بین تیز ہو گئے۔

اچانک فون کسی نے چھین لیا۔

"!تم کدھر ہو؟ مجھے بتاؤ، میں لینے آتا ہوں"

عدیل تھا۔

بتول چیخی

تم نے دولت کے لیے مجھ سے میرے ابو جی کو چھین لیا، عدیل! تجھے نہ دنیا میں چین پڑے نہ آخرت میں۔ ظالم انسان! تجھے خدا کا خوف بھی نہ آیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

مجھ سے کہتا، میں اپنے باپ کے سر سے وار کر تجھے سب کچھ دے دیتی... دولت تو وہیں رہ گئی، میرے ابو نہیں رہے۔ میری دنیا اجاڑ دی۔

تم یہ کیسی باتیں کر رہی ہو؟ چاچو کے قاتل کے خلاف ہم نے مقدمہ درج کیا" ہوا ہے، وہ بہت جلد پکڑا جائے گا۔ تم گھر آ جاؤ... ایک دفعہ وہ حرامزادہ پکڑا جائے "تو سارا سچ تمہارے سامنے آ جائے گا۔

"!کالے منہ والے! خبردار جو تم نے زکریا کو گالی دی"

"اچھا جی... باپ کے قاتل کے لیے اتنی ہمدردیاں؟"

اللہ تجھے غرق کرے گا عدیل! تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ یہ پرچہ واپس لے" لو، کیونکہ نہ تو میں تمہیں معاف کروں گی اور نہ ہی زکریا تمہیں جیل بھیجے بغیر "چین لے گا۔

عدیل کے پیچھے بالکل خاموشی ہو گئی تھی۔

وہ نفرت بھرے لہجے میں بولا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

"میرے بندے تم دونوں کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ایک دفعہ میرے ہاتھ لگ جاؤ، پھر دیکھنا جو میں تمہاری اور تمہارے زکریا کی حالت کروں گا... تم دونوں کی لاش کو کتے کھائیں گے۔"

"تم دعا کرنا کتے کہ تمہارا میرے سے سامنا نہ ہی ہو تو اچھا ہے۔میرے اندر تمہارے لیے اتنی نفرت ہے کہ تمہیں مارنے کے لیے مجھے کسی ہتھیار کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی... میں اپنے ناخنوں سے ہی تمہارا منہ نوچ لوں گی! اور زکریا کو تو پہلے ہی بہت پچھتاوا ہے کہ اس نے تمہیں ہسپتال میں ہی کیوں نہ گولی ماردی... مگر اچھا ہے، انتظار کرو—— کب تمہاری باری آتی ہے۔"

"زکریا کے ساتھ ہی بھاگنا تھا تو اس شریف انسان کی زندگی کو کیوں مذاق بنادیا ہے؟"

بتول ایک دم چپ کر گئی۔

"کیا اب اپنے منگیتر کو بھی بھول گئی ہو؟ یہ لو، بات کرو!"

NEELAM RIASAT NOVELS

"دیکھ لو یار! تمہارے سامنے کیسے زکریا، زکریا کر رہی ہے۔ دونوں نے مل کر چاچو کو قتل کیا ہے! چاچو نے زکریا سے شادی کروانے سے انکار جو کر دیا تھا۔ ایسی بیٹیاں اللہ کسی دشمن کو بھی نہ دے!"

اگلی آواز مدثر کی تھی...

جس نے نہ سلام لی نہ دعا، چھوٹتے ہی بولا:

"بتول! تم نے یہ کیوں کیا ہے؟ تمہارے بابا کو تو تم سے اتنی محبت تھی۔ تم نے ان کی جان ہی لے لی!"

بتول مزید نہ سن سکی۔ فون بند کر دیا۔

کتنی دیر تک وہ فون ہاتھوں میں لیے ویسے ہی بیٹھی رہی۔

سمجھ کام نہیں کر رہی تھی۔ لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں؟ وہ بھی آپ کے خون کے رشتے؟

اور مدثر کیسے ان کی باتوں میں آگیا؟ یہ تو جانتا تھا کہ میرے تایا لوگ ہمارے

NEELAM RIASAT NOVELS

خلاف ہیں...اس نے مجھ سے کچھ پوچھنا ضروری ہی نہیں سمجھا؟ یہ تو مجھ سے پیار کرنے کا دعوے دار تھا؟

ایسا لگ رہا تھا کہ دماغ کی نس پھٹ جائے گی۔

فون اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا، خود وہ وہیں ڈھے گئی۔

واشنگ مشین میں دھونے کے لیے کپڑے ڈالتی پاگاں کن اکھیوں سے آتے جاتے اس کو دیکھ رہی تھی اور گفتگو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

بتول کو صوفے پر ایک طرف گرتے دیکھ کر بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئی۔

****

بلال کو گھر پہ ہی چھوڑ کر وہ اکیلا موٹر سائیکل لے کر نکلا ہوا تھا۔

زاہدہ باجی کے گھر سے نکلنے سے پہلے اس کو ان سے ملنا تھا۔

جیسے ہی زاہدہ باجی نے اس کو اپنے دروازے پر کھڑے پایا، جلدی سے اندر بلا لیا۔ ڈر کے مارے گلی میں نظر بھی ڈالی کہ کہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہو۔

اس کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کمرے میں لاتے ہوئے تنبیہ کی

زکریا بھائی! آپ کو یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔ کل پولیس والے مجھ سے سوال" "!وجواب کرنے آئے تھے

"گھر گئی تھیں؟ کیا آپ...؟"

ہاں، جس دن صاحب جی کو گولی لگی، محلے میں شور سنتے ہی میں بھاگ گئی۔ سارا" گھر محلے والوں سے بھرا ہوا تھا۔

سارا گھر کھلا پڑا تھا۔ بی بی اور صاحب جی کے فون تک گھر پہ ہی پڑے تھے۔ میں نے ہال کا دروازہ اندر سے بند کر کے جلدی جلدی بی بی اور صاحب کا سارا ضروری سامان سٹور کی پیٹی میں پھینک کر تالا مار دیا تھا۔ وہی ہوا۔۔۔۔ایک گھنٹے بعد بی بی کی چاچی نے آکر سارا گھر چھان لیا۔ شکر کہ سٹور روم کی طرف ان کا دھیان ہی نہیں گیا۔ بی بی کے کمرے سے اس کے کپڑے، جوتے۔۔۔۔ہر چیز

غائب ہے۔ صاحب جی کی الماری توڑ کر پراپرٹی کے پیپر ڈھونڈتی رہیں مگر ملا کچھ نہیں۔

"مجھے تو علم ہے، صاحب جی سارا کچھ بینک میں رکھتے تھے۔

"زاہدہ باجی، بی بی کا حکم ہے، ان کو اپنا سامان چاہیے ہے۔"

میری بی بی ٹھیک تو ہے نا؟ میں صدقے جاؤں! کیسے پل بھر میں دنیا ہی اندھیر"

"ہو گئی ہے... میری اتنی نیک بی بی پر کیسے کیسے الزام لگائے جارہے ہیں۔

بس زاہدہ باجی، برا وقت یونہی بن بتائے آتا ہے۔ میرے پاس وقت نہیں۔"

"مجھے بتائیں سامان لینے گھر جاوں؟

"! نہ، نہ ہرگز نہیں! انہوں نے وہاں اپنے کتے چھوڑے ہوئے ہیں"

"ایسا ہے تو میں آپ کو تو نہیں بھیج سکتا، کہیں کوئی آپ کو نقصان نہ پہنچائے۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

"نہیں، میری فکر نہ کرو۔ میں نے ان کو بھنک نہیں پڑنے دی ہے۔ میں ان کے سامنے ان کے ساتھ کی باتیں کرتی ہوں۔ مجھے کھانا بنانے کی ذمہ داری دی ہوئی ہے۔ ابھی میں ان کے لیے دوپہر کا کھانا بنانے جاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے، پھر سنیں... بی بی اور صاحب کا فون اور ان کا لیپ ٹاپ کسی بھی طرح گندوالے بیگ میں ڈال کر پچھلے گیٹ کے باہر رکھ دینا۔ بی بی نے تو کپڑے وغیرہ بھی مانگے ہیں، مگر میں آپ کو وہ لانے کا نہیں کہہ سکتا—— کسی کو شک ہو جائے گا۔"

"اگر مجھے موقع مل گیا تو میں بارہ بجے تک جتنا بھی ہو سکا سامان گیٹ کے باہر رکھ دوں گی۔ زکریا بھائی، یہ لوگ بہت تیز ہیں—— انہوں نے وہ جو گھر میں کیمرے لگے ہوئے تھے وہ سب توڑ دیے ہیں۔"

"زاہدہ باجی، آپ بس دعا کریں۔ اللہ ہماری مدد کرے گا۔ ان سب سے نمٹ لیں گے۔ ابھی میں چلتا ہوں۔ آپ یاد سے کام کر دینا۔ میں ساڑھے بارہ بجے تک انتظار کروں گا۔"

"اچھا میر اویر... کیسا نصیب ہے! پہلی دفعہ میرے گھر آئے ہو اور میں پانی تک نہیں پوچھ پائی۔"

"آپ میرا کام کر دیں، میرے پر یہی بہت احسان ہو گا۔ او کے، السلام علیکم۔"

اس نے مفلر میں منہ چھپایا ہوا تھا۔ باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھے بغیر اپنی بائیک پر بیٹھا اور سپیڈ سے وہاں سے نکل گیا۔

زاہدہ——چالیس پینتالیس سال کی چست خاتون——سالوں سے وکیل صاحب کے گھر کام کرتی آئی تھی۔

شوہر کام پر تھا، بچے اسکول۔

چادر لی، گھر کو تالا لگایا اور احمد صاحب کے گھر کو چل پڑی۔

سارا راستہ لاحول ولا قوۃ پڑھتے آئی۔ دل میں دعا کہ گھر پر کوئی نہ ہو۔

گیٹ پر بیل بجائی۔

دروازہ ایک نوجوان نے کھولا۔

نیند سے بھری آنکھیں مسلتے ہوئے بولا۔

"تم اتنی دیر سے کیوں آتی ہو؟ گھر میں چائے بنانے کے لیے کوئی دھلا ہوا برتن نہیں مل رہا۔ سب کاموں سے پہلے برتن دھونے ہوں گے!"

"جی، ابھی کہ ابھی دھو دیتی ہوں۔ چائے بھی بنادوں؟"

"ہاں، بنادو۔ باقی تو ابھی سب سو رہے ہیں۔ تین کپ چائے باہر والی بیٹھک میں دے جانا۔ دو لوگ فاتح کو بھی آئے ہیں—ساتھ میں کچھ کھانے کو بھی ہو جائے۔"

"جی اچھا جی۔"

زاہدہ کو کچن کی حالت دیکھ کر دھچکا لگا۔

اتنا صاف ستھرا رہنے والا گھر اس وقت عجیب حالت میں جا چکا تھا۔ سمجھ نہیں آتی کون سے غنڈے گھسّا ڑے رکھے ہوئے تھے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

زاہدہ نے چائے بنا کر ڈرائنگ روم میں دی۔ گھر کے دو کمروں میں اس وقت تین چار لوگ سو رہے تھے۔

دبے پاؤں اور پوری ہوشیاری سے صفائی کے دوران سارا سامان اکٹھا کیا اور گند کے بڑے شاپروں کے ساتھ زکریا کی بتائی جگہ پر رکھ آئی۔

یہ کام اس نے بارہ بجے سے پہلے ہی کر لیا تھا۔

اس کے بعد دوپہر اور شام کا کھانا تیار کیا۔

وقفے وقفے سے چھت پر جا کر دیکھتی کہ سامان اٹھایا گیا ہے یا نہیں۔

عین پونے بارہ بجے ایک کوڑے والی گاڑی رکی۔

دو نوجوان نکلے۔ دو منٹ میں سارے تھیلے گاڑی میں ڈالے اور چلے گئے۔

چھت پر کھڑی زاہدہ نے تولیے تہہ کرتے ہوئے شکر کا سانس لیا اور مطمئن ہو کر نیچے آئی۔ کسی نے اس پر توجہ نہیں دی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

کوڑے والے لڑکے اس علاقے سے نکل کر ایک گاڑی کے پاس رک گئے۔

گاڑی میں سے بلال نکلا۔

:ایک لڑکا بولا

آپ نے تو کہا تھا دو ایک بیگ ہوں گے، مگر وہاں تو پورے سات بیگ تھے۔"

"! پانچ تھیلے تو بہت بھاری ہیں، جیسے بیچ میں لاش رکھی ہو

"بیٹا، مانتا ہوں شکل واجبی سی ہے، تو بات ہی اچھی کر لو۔"

بلال کے ڈانٹنے پر لڑکا تھوڑا خجل سا ہوا۔

"سارے تھیلے اٹھائے تھے؟"

"ہاں جی۔ اب آپ دیکھ لیں کون سے آپ کے کام کے ہیں۔"

بلال نے ہر تھیلے کی گرہ کھول کر دیکھا۔ پانچ بھاری والے ضروری تھے، باقی دو میں گند تھا۔

اس نے مطلوبہ تھیلے گاڑی کی ڈِکی میں رکھے اور لڑکوں کو طے پائی رقم دی۔ پھر فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

زکریا نے گاڑی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"سامان دیکھ کر لگ رہا ہے زاہدہ باجی کو اچھا موقع مل گیا ہوگا جو انہوں نے اتنا کچھ بھیج دیا ہے۔"

بلال بولا۔

"مجھے نہیں لگتا اب بی بی جی کے لیے کچھ خریدنا پڑے گا۔"

زکریا نے گہری سانس لی۔

"دوائیاں لینی پڑیں گی۔"

"آپ بتادیں کون کون سی لینی ہیں، میں سٹور سے لے لوں گا۔"

زکریا ٹریفک سے نکالتے ہوئے بولا۔

مجھے بی بی کی فکر ہو رہی ہے۔مائی کے مطابق دوپہر میں بی بی نے کسی کو کال کی "

تھی۔کچھ دیر بات ہوئی، تھوڑی غصے میں بھی تھیں۔کال بند ہونے پر بے ہوش

ہو گئیں۔مائی پاگاں نے ڈاکٹر بلالیا تھا۔ہوش میں آنے کے بعد بہت دیر روتی

رہیں۔کھانا بھی نہیں کھا رہیں۔

ڈاکٹر ڈرِپ لگا گیا ہے۔مگر مجھے یہ جاننا ہے کال کس کو کی تھی۔

مجھے گھر کا چکر لگانا ہو گا۔

بلال سامنے دیکھتے ہوئے گردن ہلا کر بولا۔۔

جیسے مناسب سمجھو، میں انتظام کروا دیتا ہوں۔""

"ہاں پیغام پہنچا دو، آگے گاڑی لے آئیں۔اور ٹرک کا پتا کرو کس وقت نکلنا

"ہے۔

بلال نے اپنی جیب سے فون نکال کر ایک نمبر ملایا۔۔

السلام علیکم استاد، آج مال جا رہا ہے ؟"

کس وقت نکلو گے ؟

چلو ٹھیک ہے۔میں نے بتانا تھا کہ آج کام ہے۔

ہاں، وہیں پرانے مقام پہ ہی ملیں گے۔

نہیں نہیں، چیک پوسٹ کے بعد۔

"ٹھیک ہو گیا ہے۔السلام علیکم۔

فون بند کر کے بلال نے زکریا کو بتایا۔

"نو بجے وہاں پہنچنا ہو گا۔"

زکریا نے سر اثبات میں ہلا کر اس کو اشارہ دے دیا۔ ساتھ ہی بلال کو ہدایت دینے لگا۔

بلال، یہ لوگ مجھ تک نہ پہنچ پائے تو میری جڑیں اکھیڑ کر کہیں نہ کہیں اسلام"
"آباد والی پارٹی تک پہنچ جائیں گے۔

بلال نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور فکر مندی سے بولا۔۔

ہاں، میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔ وہی ہمارا ایک ویک پوائنٹ ان کے ہاتھ لگنے کا"
"ڈر ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا نے بلال سے نظر ملائی اور کہا۔

"کسی کو اس کام پہ لگاؤ۔ ان تینوں کے پاسپورٹ حاصل کرو، اور عمرے کے ویزے پہ اگلے ایک دو دن میں ان کو یہاں سے نکال دو۔ یہ کام سب سے ضروری ہے۔"

بلال یقین سے بولا۔

"میں آج ہی اس پہ کام شروع کروا دیتا ہوں۔ کل شام تک اچھی خبر دے دوں گا۔"

زکریا نے مزید کہا۔

"میں نے اپنے پیسے سردار کے اکاؤنٹ میں جمع کروا دیئے ہیں۔ ان لوگوں کا کمیشن بھی دے دیا ہے۔ اس لیے اب جس شہر میں کہیں بھی پیمنٹ کروانی ہو، اس کو فون کر دینا، اس کے بندے پیسے پہنچا دیں گے۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

بلال خوشی سے بولا۔

"یہ تو میری بڑی سر درد تھی۔ رقم جیب میں لے کر گھوما نہیں جا سکتا، اور اے ٹی ایم پر ہر جگہ سی سی ٹی وی چل رہی ہوتی ہے۔"

گاڑی کا موڑ کاٹتے ہوئے زکریا نے بلال کی جانب ایک نگاہ ڈالی۔۔

"بلال، تمہیں بہت احتیاط سے رہنا ہو گا۔ تمہارے بارے میں بھنک پڑتے ہی وہ تمہاری بو سونگھنے لگ جائیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ چند دنوں کے لیے لاہور چھوڑ دو۔"

"آپ میرے بارے میں فکر نہ کریں، میں اپنا خیال رکھ سکتا ہوں۔"

بلال کے کہنے پر وہ دھیمے سے بولا:

"میں نے ان کو بھی کھو دیا ہے جن کے بارے میں کبھی سوچا تک نہ تھا کہ وہ چھوڑ جائیں گے۔ مجھے مزید کسی کو نہیں کھونا۔ تم میرے بھائی ہو، میں تم سے خاص درخواست کر رہا ہوں، کہیں رسک مت لینا۔"

بلال نے اس کے کندھے پر تسلی دینے کو ہاتھ رکھ کر ہٹا لیا۔ دونوں نے مزید کچھ نہیں کہا۔

رات کے نو بجے سنسان سڑک پر، درختوں کے جھنڈ میں چھپ کر کھڑا زکریا ٹرک کے انتظار میں تھا۔ سڑک پر ٹریفک تیزی سے رواں دواں تھی۔ یہ مقام لاہور اور شاہدرہ کے درمیان پڑتا ہے۔ جیسے ہی مال سے بھرا ایک ٹرک سڑک پر رکا، ایک آدمی نیچے اترا۔ جھاڑیوں سے اُلو کی آواز آئی، جس پر ٹرک سے اترنے والے آدمی نے آواز کی سمت میں چلنا شروع کر دیا۔

اگلے تین چار منٹ تک وہاں کوئی نظر نہ آیا۔

ٹرک سے اترنے والا شخص زکریا کے پاس آ کر رک گیا۔ اب وہ دونوں کسی کے انتظار میں تھے۔

یہ انتظار پانچ منٹ بعد ختم ہوا، جب زکریا کے فون پر بلال کی جانب سے آنے والے پیغام نے تصدیق کی کہ ٹرک کا پیچھا نہیں ہو رہا۔

زکریا کے پاس موجود سامان آدھا اس نے اٹھایا اور آدھا دوسرے آدمی نے۔

تیزی سے قدموں کے ساتھ وہ ٹرک تک آئے۔ سامان اس آدمی نے پچھلا حصہ کھول کر ایک طرف رکھ دیا، جبکہ زکریا ٹرک کی سائیڈ پر لگے لوہے کے کنڈوں کو تھام کر سب سے اوپر بنے خانے میں جا کر وہاں پڑے سرہانے پر لیٹ گیا۔

ٹرک کے انجن نے انگڑائی لی اور چل پڑا۔

کوئی اور انسان ہوتا تو ایسی حالت میں کبھی نیند نہ لے پاتا—ٹرک کا شور، گرد و غبار، ٹریفک کے ہارن، تیز ہوا کے تھپیڑے۔ مگر وہ نہ جانے کن کن حالات سے گزر چکا تھا کہ اسے ٹرک میں نیند نے آلیا۔

راستے میں ٹرک ایک دو جگہ رکا مگر وہ نیچے نہ آیا۔ نہ کسی نے اسے آواز لگائی۔

نیند میں ہی اس نے فون کی میسج ٹون سنی۔ بند آنکھوں سے ہی فون جیب سے نکال کر ایک آنکھ کھول کر اس پر نظر ڈالی۔

اس پر ایک نوٹیفکیشن تھا:

""آپ کی مطلوبہ منزل کے آنے میں صرف دس منٹ رہ گئے ہیں۔

NEELAM RIASAT NOVELS

سینے پر ہاتھ باندھے وہ اندھیرے میں چمکتے آسمان کے تاروں کو دیکھنے لگا۔

دس سال پہلے بھی یہ ستارے اسی جگہ تھے۔دس سال بعد بھی یقیناً یہی ہوں گے۔مگر انسان مسلسل ارتقا کا شکار ہے۔

دس سال پہلے میں کہاں تھا؟اب کہاں ہوں ؟اور دس سال بعد کہاں ہوں گا؟"

دس منٹ بعد اس نے ٹرک کی چھت پر ہاتھ سے زور سے دستک دی۔اگلے پل ٹرک کی رفتار کم ہوئی۔رکتے ہی وہ جس راستے سے اوپر گیا تھا اسی سے نیچے آگیا۔

جس آدمی نے سامان رکھا تھا اسی نے باہر نکال دیا۔

زکریا نے ڈرائیور اور اس کے ساتھی کا شکریہ ادا کیا۔ٹرک اسے وہیں چھوڑ کر چلا گیا۔

ٹرک کے جاتے ہی خاموشی میں حشرات کی آوازیں بلند ہو گئیں۔وہ سڑک سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

دو تین منٹ بعد اسی سمت سے ایک کھلی چھت والی جیپ آئی اور اس کے قریب رک گئی۔

جیپ کے پچھلے حصے میں موجود تین آدمی جدید اسلحہ لئے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نیچے اترا، زکریا سے مصافحہ کیا، اور اس کا سامان جیپ میں رکھنے لگا۔

زکریا ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گیا۔

"کیسے ہو دوست؟"

ڈرائیونگ سیٹ پر موجود بڑی بڑی مونچھوں والا، گہرے گندمی رنگ اور چمکتی سفید آنکھوں والا آدمی پوچھ رہا تھا۔

زکریا نے گہری سانس لی:

"ٹھیک ہوں۔ بہت شکریہ، آپ خود لینے آئے۔ اور معذرت بھی کہ آدھی رات کو آپ کو تکلیف دی۔"

"زکریا، تمہاری اور میری دوستی شکریے اور معذرت جیسے لفظوں سے بہت آگے ہے۔ وکیل صاحب کے قتل پر مجھے افسوس بھی کرنا تھا، اس لیے خود آیا

NEELAM RIASAT NOVELS

ہوں۔

اور یاد رکھو ـــــ کسی بھی قسم کی ضرورت ہو، مجھ سے رابطے میں جھجھکنا مت۔

وکیل صاحب کے ہم پر احسان ہیں، مگر تمہارے لیے تو جان بھی حاضر ہے۔

تمہاری غیر موجودگی میں تمہارے گھر کی نگرانی ہوتی رہی ہے۔ یہاں آنے کی کسی میں جرات تو نہیں، مگر تمہاری مہمان کا سوچ کر ہم نے زیادہ احتیاط کی

"ہے۔

مجھے علم ہے، آپ ہمیشہ میرا بہت خیال کرتے ہیں۔ میں جو ابھی تک دشمنوں"

"کو چکما دے رہا ہوں، اس میں آپ کا نام بہت بڑا ہے۔

کوئی بھی کسی کے لیے مفت میں کچھ نہیں کرتا، اور تم مجھ سے بہتر یہ بات"

"جانتے ہو، زکریا۔

مگر آپ بھول رہے ہیں، میں جہاں تھا اور جہاں ہوں، اگر اللہ نے آپ جیسے"

"اور وکیل صاحب جیسے لوگ نہ بھیجے ہوتے تو میں یہاں نہ ہوتا۔

مصطفی نے مڑ کر اسے دیکھا اور دھیمے سے کہا:

"وکیل صاحب کے ساتھ جو ہوا، اس پر مجھے بہت افسوس ہے۔ اور میں تمہارا غم سمجھ سکتا ہوں۔

جو تم کر رہے ہو، اس کے لیے بہت ہمت چاہیے۔ دوسروں کو اپنے سے آگے رکھنا آسان نہیں ہوتا—خاص کر جب بات زندگی اور موت کی ہو۔"

زکریا کے چہرے پر دکھ صاف تھا۔ مصطفی اس کا وہ دوست تھا جس کے سامنے اسے کبھی کوئی نقاب نہیں پہننا پڑا۔

وہ بولا۔

"آپ پھر بھول رہے ہیں، میں کسی کے لیے کچھ نہیں کر رہا۔ میں اپنی ذات پر چڑھے قرض اتار رہا ہوں۔ کچھ قرض ایسے ہوتے ہیں جن کے لیے جان لگا دو، تب بھی نہیں اترتے۔"

مصطفی مسکرا کر بولا۔

"میں تمہاری آخری بات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ تمہارے لیے کچھ کرنا

NEELAM RIASAT NOVELS

میرے لیے بھی ایسا ہی ہے۔ تم نے جو میرے لیے کیا، اس کا بدلہ جان دینے سے بھی نہیں ادا ہو سکتا۔

"میں کیا، میرا سارا خاندان تمہارا قرض دار ہے۔

زکریا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"او بھائی، اُس بات کو بہت سال گزر گئے۔ احسان کب کا اتر چکا۔"

مصطفی بولا

تم کہہ رہے ہو، مگر میرے دل سے پوچھو۔ میں جب اپنے بھائی کو دیکھتا ہوں تو" وہ رات یاد آتی ہے۔ وہ موت کے منہ میں تھا، اور اگر تم نے اس رات مجھ سے "رابطہ نہ کیا ہوتا، مجھے حملے کا نہ بتایا ہوتا، آج وہ منوں مٹی تلے ہوتا۔

زکریا نے پہلو بدلا۔

کوئی کسی کی زندگی نہیں بڑھا سکتا۔ اگر اس کی زندگی نہ ہوتی تو اس رات کوئی" "سبب بھی نہ لگتا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

مصطفی نے گفتگو سمیٹی۔

اس بحث کا فائدہ نہیں، اس لیے چھوڑ دیتے ہیں۔ مجھے یہ بتاؤ آگے کا کیا پلان "ہے؟"

"پلان یہی ہے کہ جیل نہیں جانا۔"

جیل تم کبھی نہیں جاؤ گے۔ تم اکیلے نہیں ہو۔ بس ایک بار کہنا، تمہارا پیچھا" "کرنے والے پلک جھپکتے میں غائب کر دیے جائیں گے۔

"شکریہ، مگر میری کوشش ہے کہ قانون سے باہر نہ جانا پڑے۔"

مصطفی نے مسکرا کر سر ہلایا۔

احتیاط کر لو، مگر یہ یاد رکھنا——اگر میرے علم میں کچھ آیا، تو تم تک پہنچنے کے" لیے انہیں مجھ سے نمٹنا پڑے گا۔ اور مجھے قانون کی پاسداری کا کبھی شوق نہیں "رہا۔

زکریا نے شکریہ کے بجائے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

باہر رات کے اندھیرے نے ہر چیز کو لپیٹا ہوا تھا۔ گاڑی کی ہیڈ لائٹس اس اندھیرے کو چیر رہی تھیں۔

مصطفی نے گیٹ کے باہر گاڑی روک دی۔

جب تک زکریا نے خدا حافظ کہا، مصطفی کے آدمی اس کا سامان دوسری جیپ میں رکھ چکے تھے۔

زکریا گاڑی سے اتر کر کمر کے پیچھے ہاتھ باندھے مصطفی کی گاڑی ریورس ہوتے دیکھتا رہا۔

گاڑی مڑی تو اس نے ہاتھ بلند کر کے الوداع کیا۔

چوکیدار خوشی سے بولا

"آپ کو گھر واپس دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے۔"

"شکریہ خان۔ سب ٹھیک ہے؟"

"اس وقت تو اللہ نے خیر رکھی ہے۔"

"میں گھر چلتا ہوں، کافی رات ہے۔ کل ملتے ہیں۔"

"جی جی، جا کے آرام کرو۔"

اپنی جیپ میں بیٹھا تو چابی پہلے سے موجود تھی۔

گھڑی پر نظر ڈالی——رات کے پونے تین ہو رہے تھے۔

سوائے جیپ کے انجن کے، رات میں کوئی شور نہ تھا۔

جیسے ہی اس نے جیپ گھر کے باہر روکی، چارلی نے اپنے انداز میں استقبال کیا۔

وہ خوشی سے جھومتا ہوا منہ اٹھا اٹھا کر بھونک رہا تھا۔

زکریا باہر نکلا تو چارلی نے چھلانگ لگائی، پچھلی ٹانگوں پر کھڑا ہو کر اس کے پیٹ تک پنجے لا کر خوشی سے ملا۔

زکریا نے اس کے سر پر ایسے ہاتھ پھیرا جیسے کسی بچے کے بال بگاڑتا ہو۔

اوئے ہوئے، لگتا ہے مجھے بہت مِس کیا جا رہا تھا، جو چارلی صاحب باہر آ کر مل "رہے ہیں۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

پیچھے سے بتول کی آواز آئی:

"یہ پچھلے پانچ منٹ سے مسلسل بھونکتے ہوئے مجھے باہر کے دروازے کی طرف کھینچ رہا تھا۔"

زکریا نے چونک کر سر اٹھایا۔

سامنے وہ کھڑی تھی۔

دروازے کے اوپر لگے بلب کی روشنی میں نہائی ہوئی بتول ــــ مگر وہ بتول نہیں تھی جو لاہور میں اپنے گھر میں نظر آتی تھی۔

پر اعتماد، صحت مند، ہمیشہ اچھے لباس میں ملبوس بتول کہاں۔۔۔

اور یہ گھٹنوں تک آتی ٹی شرٹ، پیروں تک جاتا پاجاما، بکھرے بال، آنکھوں کے گرد ہلکے، رنگ زرد پڑا ہوا۔۔۔

اس کی حالت دیکھ کر زکریا کی ہمت نہ ہوئی کہ پوچھے "آپ کیسی ہیں۔"

نظر چرا کر نرمی سے بولا۔

"کیا یہ آپ کو اتنا تنگ کرتا رہا ہے؟"

اتنے دن بعد کوئی جانا پہچانا چہرہ دیکھ کر بتول کا دل بھر آیا تھا۔

سیاہ شلوار سوٹ، چہرے پر تھکاوٹ، آنکھوں میں چھپا غم۔

زکریا کے چہرے سے ابو کی یاد شدت سے آگئی۔

وہ بھر آنے والی آنکھوں کو ہاتھ کی پشت سے صاف کرتے ہوئے بولی۔

"کیسے ہو زکریا؟"

وہ اسی طرح نظر اور سر جھکائے کھڑا رہا۔ چارلی کی فر میں ہاتھ پھیرتے ہوئے تھکے سے لہجے میں بولا۔۔

زندہ سلامت آپ کے سامنے ہوں۔

وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ آپ ٹھیک نہیں لگ رہیں، مگر کہا نہیں کیونکہ جو صاف نظر آرہا تھا، اسے بیان کرنے کا کیا فائدہ؟ اس لیے چپ رہا۔

خاموشی سے سامان نکالنے لگا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

چارلی کا ڈانس اسی طرح جاری تھا۔ وہ خوشی سے بے قابو ہو کر جھوم رہا تھا۔

زکریا نے دو پھیروں میں سارا سامان گھر کے اندر پہنچانے کے بعد دروازہ بند کر دیا۔

بتول برآمدے کے صوفے پر بیٹھ کر ساری کارروائی دیکھتی رہی۔

زکریا کو گھر کے اندر چلتا پھرتا دیکھ کر بتول کو وہ گھر بہت چھوٹا سا محسوس ہوا۔

مائی پاگاں کو بستر سے نکلتا دیکھ کر زکریا نے وہیں روک دیا۔

"مائی، آرام کرو۔"

"روٹی کھانی آ؟"

"بھوک نہیں ہے۔ دودھ ہے؟"

"...آہو... فریج وچ رکھیا اے، میں گرم کر دیندی آ"

"... نہیں نہیں، ضرورت نہیں ہے۔ تم سو جاؤ"

"میں اپنے گھر چلی جاواں؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

"کیوں؟"

"...توکدھاں سونااے؟ منجی ایک اے"

"...صوفہ ہے... تم سوجاؤ"

مائی نے کندھے اچکائے اور دو منٹ بعد ہی خراٹے بھر رہی تھی۔

زکریا نے شاور لیا اور کچن میں جا کر دودھ گرم کرنے لگا۔

بتول اسے دیکھ رہی تھی۔ کچن کی روشنی میں کھڑا وہ چولہے پر دودھ گرم کرتا کتنا الگ سالگ رہا تھا—سفید شلوار سوٹ، ماتھے پر بکھرے گیلے بال، گلے میں تولیہ۔

گہری سوچتی نظروں سے وہ کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہا تھا۔

بتول کے پاس اس کے لیے بہت سے سوال تھے۔ وہ انتظار کر رہی تھی کہ زکریا آ کر بیٹھے تاکہ وہ سب پوچھ سکے۔

وہ صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔

تین منٹ بعد کچن کی لائٹ بند ہوئی۔اگلے پل وہ آکر اس کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھا۔

اس نے ہاتھ میں پکڑی ٹرے میز پر رکھی۔ٹرے میں بھاپ اڑاتے دو کپ تھے، ایک پلیٹ میں بادام اور کھجوریں،ایک گلاس پانی اور ایک چھوٹی پلیٹ میں دو گولیاں۔

زکریا نے ایک کپ اٹھا کر اس کے سامنے رکھا۔

"یہ آپ کے لیے ہے۔"

"میرا من نہیں ہے۔"

جانتا ہوں، مگر کئی دفعہ من کو مار کر بھی کچھ کام کرنے پڑتے ہیں۔دودھ پینے "
"سے پہلے یہ دوا لے لیں۔

میرے منہ کا ذائقہ اتنا کڑوا ہو رہا ہے۔سادہ پانی بھی پیوں تو لگتا ہے قے آ"
"جائے گی۔اور دوائی کی بو میرے دماغ میں چبھتی ہے۔

"میں نے دودھ میں شہد ملایا ہے،اچھا ذائقہ دے گا۔"

"کیا اکرم انکل کی ضمانت ہو گئی ہے؟"

میں جانتا ہوں، آپ کو بہت کچھ جاننا ہے۔ مگر تمام سوالوں کے جواب آپ"

"کے دوا کھانے کے بعد ہی مل سکیں گے۔

بتول نے بادلِ ناخواستہ دونوں گولیاں نگل لیں۔

... پھر زکریا کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا—— *ہاں، اب بتاؤ*

زکریا اپنے مگ میں سے گھونٹ گھونٹ دودھ پی رہا تھا۔

اس نے آنکھوں سے بتول کے کپ کی طرف اشارہ کیا۔

بتول نے آنکھیں گھما کر کپ اٹھایا اور ایک گھونٹ لیا۔ دودھ میں دار چینی اور

لونگ کا ذائقہ تھا۔

اس کے پوچھے بغیر ہی وہ بتانے لگا۔

ٹانگیں سامنے پھیلائے وہ صوفے پر بہت آرام دہ حالت میں بیٹھا تھا۔ نظریں

صحن کے اندھیرے میں کسی مقام پر جمی تھیں۔

NEELAM RIASAT NOVELS

"اکرم صاحب کی ضمانت نہیں ہوئی۔"

"!مگران کے خلاف تو کوئی ثبوت بھی نہیں ہے"

ظلم کرنے کے لیے ثبوت نہیں ڈھونڈے جاتے۔ ثبوت تب کھوجے جاتے "

"ہیں جب انصاف کرنا ہو۔

میرا دماغ ماؤف ہو رہا ہے۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ یہ سب کیسے ٹھیک "

"...ہو گا

زکریا دھیمے سے بولا

"اللہ کریم ہے۔ وہی مدد کرے گا۔"

پھر پوچھا

"آپ نے کس کو فون کیا تھا؟"

"...اپنی پھوپھو کو"

"انہوں نے ایسا کیا کہا کہ آپ بے ہوش ہو گئیں؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

تمہیں کس نے... ؟اوہ... بھاگاں نے بتایا ہے..."بتول نے خود ہی سوال کر کے "

جواب بھی دے دیا۔

"پھوپھو سے فون عدیل نے لے لیا تھا۔"

اس جملے نے زکریا کی ساری توجہ کھینچ لی۔

"آپ کی اس سے بات ہوئی ہے؟"

"...ہاں"

"کیا کہہ رہا تھا؟"

پہلے میرا ہمدرد بنا... کہ میں بتاؤں کہاں ہوں، وہ مجھے لینے آجائے گا۔ پھر اپنی"

"اصلیت پر اتر آیا۔

"آپ نے اسے یہاں کا پتہ تو نہیں دیا؟"

بتول نے گھور کر دیکھا۔

"کیا تمہیں میں اتنی پاگل لگتی ہوں؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

نہیں، میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ بس...انسان جذبات یا غصے میں کبھی کبھی جو نہ "
" کہنا ہو وہ بھی کہہ جاتا ہے۔

وہ چیخ کر بولی

"! ایسا تمہارے ساتھ ہوتا ہوگا، میرے ساتھ نہیں"

"جی ٹھیک ہے۔"

بتول کی گھوری سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ اندر ہی اندر ناراض ہے۔

وہ صلح جو انداز میں بولا:

"..." یہ کھائیں

"...بہت شکریہ، تم خود ہی کھاؤ"

زکریا نے باداموں کی مٹھی بھری اور چبانے لگا۔

"اور کیا بات ہوئی تھی؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول نے گہرا سانس لیا۔ دیر تک خاموش رہی۔

زکریا نے بھی زور نہیں دیا۔ وہ دودھ پیتا رہا، کھجوریں ختم کرتا رہا۔

وہ جانتا تھا کہ آخر اسے اس موضوع پر بات کرنی ہی پڑے گی۔

اپنے باپ کی موت، قتل، اور قاتل کے بارے میں بات کرنا آسان نہیں۔

وہ صبر سے انتظار کر سکتا تھا۔

دس منٹ خاموشی میں گزر گئے۔

نہ جانے کب زکریا کو اونگھ آگئی۔

اتنے دنوں سڑکوں پر خوار ہونے کے بعد آج گھر کا سکون اسے نیند کی طرف کھینچ لایا تھا۔

نیند میں ہی اس نے ٹانگیں سیدھی کر لیں، پیر صوفے سے باہر لٹک گئے۔

بتول اٹھی، اندر سے کمبل لائی اور اس پر ڈال دیا۔

خود اپنے بستر پر جا کر لیٹ گئی۔ دوا میں موجود نیند کا اثر غالب آیا اور وہ فوراً سو گئی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

****

احسان کے ساتھ آصفہ کی شادی شدہ زندگی ہر طرح سے پر سکون چل رہی تھی۔ اللہ نے ایک بیٹی اور ایک عدد بیٹے سے نوازا ہوا تھا۔ چھوٹے سے خوشحال کنبے کو بہت بڑی آزمائش تب آپڑی، جب احسان کا روڈ ایکسیڈنٹ میں عین موقع پر انتقال ہو گیا۔ آصفہ چھبیس سال کی عمر میں ہی بیوگی کی چادر اوڑھ کر ماں باپ کے پاس واپس آگئی۔ ساتھ میں سات سالہ ٹیپو اور چار سالہ ارسلہ بھی تھے۔ آصفہ نے بہت کوشش کی کہ وہ کسی پر بوجھ نہ بنے، مگر باپ اور چھوٹے بھائیوں نے نوکری کرنے سے صاف منع کر دیا۔ جیسے تیسے چھ سال گزر گئے۔ بچے اب بڑے ہو رہے تھے، اس دوران آصفہ کے لیے ایک شادی کا پیغام آگیا۔ شادی کے لیے تو گھر والے کہتے ہی رہتے تھے، مگر آصفہ ہر دفعہ نہ کر دیتی تھی۔ اس دفعہ گھر والوں کو رشتہ بہت زیادہ پسند آگیا۔

جب ماں باپ بہن بھائیوں نے زیادہ اصرار کیا اور رشتے کے تمام فوائد گنوائے تو آصفہ نے اپنی ایک شرط بتا دی۔ اگر میرے بچے میرے ساتھ رہیں گے تو شادی

کرلوں گی، ورنہ مجھے کوئی مجبور نہ کرے۔

تھوڑی سوچ بچار کے بعد دوسری طرف سے ہاں ہوگئی۔

یوں آصفہ بیاہ کر مکرم کے گھر آگئی۔ آصفہ ان خوش نصیب خواتین میں سے ایک تھی، جس کا نصیب بہت اچھا تھا۔ دوسرا شوہر بھی پہلے کی طرح ان کے حق میں تو اچھا تھا ہی، ان کی اولاد کے ساتھ بھی بھلائی کرنے والا ثابت ہوا۔ مکرم بس دو بھائی تھے۔ مالی طور پر اتنا مضبوط نہ ہونے کی وجہ سے ان کی شادی بہت لیٹ ہوئی تھی۔ مگر آصفہ کے ان کی زندگی میں آنے کے بعد انہوں نے فیکٹری کی پندرہ ہزار والی نوکری چھوڑ کر آصفہ کے مشورے پر اس کا زیور بیچ کر نیا کاروبار شروع کیا۔ جب اللہ کی طرف سے حکم ہو تو انسان مٹی میں بھی ہاتھ ڈالے تو سونا بن جاتی ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے حالات بدل گئے۔ مکرم نے نئی اسکیم میں نیا گھر لیا۔ بھائی بھی ان کے ساتھ ہی شفٹ ہوا۔ ٹیپو تعلیم کے سلسلے میں دسویں کے بعد ہاسٹل شفٹ ہو گیا تھا۔ وہ چھٹیوں میں گھر آتا۔ ہر طرح سے اس کی آؤ بھگت ہوتی۔ مکرم اور اس کے بھائی سعود کے ساتھ ٹیپو بہت زیادہ گھل مل نہیں سکا

NEELAM RIASAT NOVELS

کیونکہ ایک تو گھر پر اس کا وقت بہت کم گزرتا تھا، دوسرا وہ اپنے والد کا بہت لاڈلا بیٹا رہا تھا۔ مگر وہ مکرم کی عزت کرتا تھا، جو اس کی تعلیم اور تربیت میں پوری دلچسپی لیتے تھے۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ٹیپو گھر کا اکلوتا لڑکا تھا۔ مکرم اور آصفہ کی دو بیٹیاں ہی تھیں۔ ایک دو دفعہ نانا نانی کی محبت میں ٹیپو نے ان کے ساتھ رہنے کی خواہش کا اظہار کیا مگر آصفہ نے اجازت نہیں دی۔ وہ کسی صورت اپنی اولاد کو خود سے جدا کرنے کے حق میں نہیں تھیں۔

****

نیند کے دوران اس کے دماغ میں یہ بات کہیں موجود تھی کہ بتول نے بتایا نہیں کہ کیا بات ہوئی تھی۔ مگر اتنے دنوں بعد اس پر نیندیں مہربان ہوئی تھی کہ اسے کوئی ہوش نہیں رہا تھا کہ وہ کہاں پڑا ہوا ہے۔

اذان سے تھوڑی دیر بعد اس کی آنکھ کھلی۔مائی پاگاں ڈیرے پر جا چکی تھی۔اس نے وضو کیا، نماز کی ادائیگی کے بعد ایک نظر اپنے کمرے کے بند دروازے پر ڈال کر ڈیرے کے لیے نکل آیا۔

جیسے ہی اس نے باہر کا دروازہ کھولا، چارلی نے سر اُٹھا کر اسے دیکھا، جس پر زکریا نے سرگوشی کی

تم گھر پر ہی رہو...بی بی اکیلی ہوں گی۔

چارلی احتجاجی آواز نکال کر واپس لیٹ گیا۔

گھر سے نکل کر اپنے پیچھے دروازہ بند کرنے کے بعد وہ جوگنگ کرتا ہوا ڈیرے تک پہنچا۔

پاگاں کا شوہر اور بیٹا بھینسوں کا دودھ دھونے میں مصروف تھے۔

پاگاں بھی ان کی مدد کر رہی تھی۔

زکریا کو دیکھ کر وہ لوگ اسے گزرے دنوں میں ہونے والی اہم باتیں بتانے لگے۔

زکریا نے اپنے سارے جانوروں کو ایک نظر دیکھا۔جب اس کی تسلی ہو گئی تو استبل میں موجود جگنی کے پاس گیا، جو اس کے ڈیرے پر قدم رکھنے سے لے کر اب تک ہنہنا رہی تھی۔

پیار سے اس کے ناک پر اپنا ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگا۔

میری شہزادی کا کیا حال ہے؟ کیا ان لوگوں نے تمہاری دوڑ لگوائی؟

جگنی نے خوشی سے اپنا چہرہ اس کے برابر لا کر اپنے ہونٹ اس کے گال پر لگائے۔وہ مسکراتے ہوئے اس کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام کر چومتے ہوئے لاڈ کرنے لگا۔

خیر دین، جگنی کو آخری بار کب باہر نکالا تھا؟

پاجی... جتنی تیز یہ بھاگتی ہے، بندے اس پر سواری سے ڈرتے ہیں۔میں نے باہر کھیت میں کھولا تھا کہ ذرا خود ہی تھوڑا بھاگ لے۔

جاؤ اس کا ساز لاؤ... میری طرح یہ بھی بے آرام ہی رہی ہے۔

پاگاں کا بیٹا گھوڑی کی پشت پر رکھنے والا چمڑے کا سارا سامان لے آیا۔

اگلے پانچ دس منٹ میں زکریا نے مہارت سے جگنی کی پشت پر کاٹھی باندھی۔

اس کی لگامیں پکڑ کر اسے باڑے سے باہر لایا۔

آسانی سے جگنی پر سوار ہو گیا۔

اس کو آہستہ آہستہ کچے راستے کی جانب لے کر جا رہا تھا۔ وہ لگاموں کو سختی سے تھام کر جگنی کو کنٹرول کر رہا تھا، جو بے تاب تھی کہ اسے آزاد چھوڑا جائے اور وہ ہوا میں اُڑے۔

زکریا نے جگنی کی کالی سیاہ گردن پر ہاتھ پھیر کر کہا،

بس...بس دو منٹ رک جاؤ، سیدھے راستے پر چلیں۔

جگنی نے سر ہلا کر اسے باور کروایا کہ اسے زکریا سے سخت اختلاف ہے، مگر اس کے باوجود وہ اس کی بات مان کر اپنی خواہش کے ساتھ لڑ رہی تھی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

جیسے ہی وہ لوگ کچے سیدھے راستے پر پہنچے، زکریا نے پوزیشن لے لی...اس کے آگے بس ہوا کے تھپیڑے ہی ملنے تھے۔

جگنی دو تین منٹ کے اندر ہی زیرو کی اسپیڈ سے سو تک چلی گئی۔ زکریا نے ہمیشہ کی طرح اپنے تحفظ کے تحت سر پر ہیلمٹ اور آنکھوں پر عینک چڑھا رکھی تھی۔

زکریا کو سالوں کا تجربہ تھا، اس لیے وہ بہت آسانی سے گولی کی اسپیڈ پر جاتی کالی رات جیسی خوبصورت جگنی پر بیٹھا ہوا تھا۔

کچھ دیر کے لیے سارے غم، ساری فکریں دماغ سے نکل گئیں۔

پورے چالیس ایکڑ کا چکر جگنی نے پینتیس میل فی گھنٹہ کی رفتار پر مکمل کیا۔ آخر میں پہنچ کر اس کے جسم سے پسینہ بہہ رہا تھا اور وہ تیز تیز سانس لے رہی تھی۔
زکریا نے بھرپور انداز میں جگنی کی تعریف کی تھی۔

اس دوڑ سے جتنا زکریا لطف اندوز ہوا تھا، اتنا ہی جگنی کو مزا آیا تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ڈیرے پر پہنچ کر اس نے پاگاں کے دوسرے بیٹے کو آواز لگائی۔

...امانت علی

....جی پا جی، میں آیا

یہ جگنی کو ادھر کھلے میں لے جاؤ، کوئی پندرہ بیس منٹ تک اسے وہیں رکھو تا کہ اس کا جسم ٹھنڈا ہو جائے۔ پھر اسے پانی دکھا دو... ساتھ ہی وٹامنز کی ایک خوراک دے دینا۔

جی اچھا...اج تے بہت تیز گئی اے شہزادی۔

زکریا جگنی کی پشت پر تھپکی دے کر بولا
بہت دنوں کی دوڑی نہیں تھی نا، اس لیے آج کھل کر دوڑی ہے۔

وہ گھر آیا تو کمرے کا دروازہ ہنوز بند تھا۔اس نے اپنا فون لیا اور پھر باہر نکل گیا۔

****

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول کی آنکھ کھلی تو کمرے میں اندھیرا دیکھ کر اس کو یہی لگا کہ ابھی رات ہی ہے۔ مگر پوری طرح سے حواس میں آنے کے بعد اس نے دروازے کی درازوں سے چھن کر آتی روشنی کو محسوس کیا۔

اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا، مگر بیڈ سے نکل آئی۔ بتی جلاتے ہی پہلی دفعہ غور کیا کہ رات کو زکریا کیا سامان لایا تھا۔ اپنے گھر کا بیگ پہچان کر جسم میں توانائی کی نئی لہر دوڑتی محسوس ہوئی۔

اس نے کھینچ تان کر ایک بیگ بیڈ پر رکھا اور زِپ کھولی۔

اس کے بعد بیگ سے سامان نکالتی گئی اور روتی گئی۔

اس کے کپڑے، جوتے، میک اَپ کا سامان، اس کا لیپ ٹاپ، اس کا اور ابو کا فون...

یہ سوچ کر آنسو تیز ہو گئے کہ اس دن ابو نے لان میں جانے سے پہلے اسے اپنا فون دیا تھا کہ اسے چارجر پر لگا دو۔

NEELAM RIASAT NOVELS

کیا خبر تھی کہ وہ ان کی زندگی کے آخری پل تھے جب وہ صحیح سلامت اس کی نظروں کے سامنے موجود تھے۔

اس نے اپنا فون آن کیا تو اس کی اسکرین کے اوپر اس کی اور ابو کی تصویر لگی ہوئی تھی۔ یہ اس دن کی تصویر تھی جس دن اس نے وکیل کے طور پر اپنا پہلا کیس جیتا تھا۔ ابو مٹھائی لے کر آئے تھے، تب ابو کے آفس میں ان کے پی اے نے یہ تصویر قید کی تھی۔

تب سے یہ تصویر بتول کے فون کا وال پیپر بنی ہوئی تھی۔

درد اتنا بڑھ گیا کہ سسکیوں میں گم ہو کر وہ بیڈ کے پاس زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔

رونے کی آواز پر زکریا تو جھجک کر دروازے میں ہی رک گیا تھا، مگر چارلی دھندناتا ہوا اس کے سر پر آ کر رک گیا۔

بھونکتے ہوئے بتول کی توجہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا دروازے میں رکا ہوا تھا۔

دونوں ہاتھ کمر پر باندھے، نظریں جھکائے اپنے جوتوں کو دیکھ رہا تھا۔ماتھے پر کوئی بل نہ تھا، آنکھوں میں گہری سنجیدگی۔

آہستہ سے بولا۔

رونے سے اگر سب کچھ ٹھیک ہوتا ہو تو کیا ہی بات ہے۔رو کر انسان اپنے پیاروں کو واپس لے آئے۔رو کر اپنے سارے درد مٹالے۔رو کر ٹوٹے دل جوڑ لے۔

اس کی بات پر بتول ایک دم چپ کر گئی، کیونکہ وہ اس کی موجودگی سے تب ہی واقف ہوئی تھی، کیونکہ اپنی طرف سے تو وہ تنہائی میں اپنا غم غلط کر رہی تھی۔

زکریا وہاں سے ہٹنے سے پہلے بولا۔

میں نے ناشتہ بنایا ہے، آجائیں کھانا کھاتے ہیں۔یہ دکھ تو کہیں نہیں جانا، اس کو ساری عمر مناتے رہیں گے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول نے ٹی شرٹ کو الٹا کر کے اپنا چہرہ صاف کیا۔

چارلی اس کے گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھا تھا۔

بتول نے مجروح سی مسکراہٹ سمیت چارلی کی فر میں انگلیاں پھیریں۔

...تم کتنے پیارے دوست ہو، پیارے چارلی

اپنا کھدر کا کوڈ سیٹ لیا، منہ ہاتھ دھو کر کپڑے تبدیل کیے، بالوں کو کنگھی کیے بغیر ہی لپیٹ کر پونی سے باندھا اور اپنی کاٹن کی شال لے کر باہر آ گئی۔

باہر برآمدے میں صوفے کے سامنے پڑی میز پر کھانا لگا ہوا تھا، جسے ڈھانپ رکھا تھا۔

صوفے پر بیٹھا زکریا کسی اخبار میں سر دیئے ہوئے تھا۔

بتول کا پہلا سوال تھا۔

پاگاں کدھر گئی ہیں؟

زکریا نے سر اٹھا کر اس پر ایک نگاہ ڈالی، پھر واپس نگاہ جھکاتے ہوئے بولا۔

وہ ڈیرے پر ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول دوسرے صوفے پر بیٹھی۔

زکریا ابھی ڈھکن اٹھانے والا تھا، مگر اس سے پہلے بتول نے سالن کے پیالے کا ڈھکن اٹھایا۔

سامنے قیمہ مٹر دیکھ کر ہاتھ وہیں جامد ہو گئے۔ گلے میں ایک گولا پھنس گیا۔

اس نے کچھ بھی ظاہر کیے بغیر اپنے لیے سالن نکالا۔

اور پھلکے کا نوالہ توڑ کر منہ میں رکھا، ساتھ ساتھ ایک دفعہ پھر امڈ کر آنے کو تیار آنسوؤں کو پینے لگی۔

کئی سوال اس کے ذہن میں دوڑنے لگے، جن میں سے کسی ایک کو بھی اس نے آواز نہیں دی۔

بس یہی سوچ کر دل بھر آ رہا تھا کہ اگر تو زکریا کو علم ہے کہ مٹر قیمہ میرا پسندیدہ سالن ہے، تو یقیناً اس نے ابو کے منہ سے ہی سنا ہو گا۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کو کچھ علم نہ ہو، اس نے یونہی بائی چانس یہ کھانا بنا لیا ہو۔

جو بھی تھا، اس نے اتنے دنوں کے بعد تقریباً پورا پھلکا کھا لیا۔

کھانا ختم ہوتے ہی زکریا نے برتن اٹھا دیے۔ وہ جس تسلی سے یہ سب کر رہا تھا، بتول کو یہ سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی کہ وہ اپنے کام خود سے کرنے کا عادی ہے۔

اپنے ہاتھ میں دو بھاپ اڑاتے قہوے کے کپ لیے کچن سے نکلتے ہی بولا۔

آپ کے سامان میں آپ کا فون آگیا ہے، اس میں آپ کے منگیتر کا نمبر ہے نا... تو آج اس کو فون کریں۔

زکریا، میں نے زندگی میں کبھی نہیں سوچا تھا کہ یہ بات میں کہوں گی، اور وہ" "بھی تم سے... مگر مجھے لگتا ہے کہ اس وقت ہمارے مسائل کا ایک ہی حل ہے۔

زکریا قہوے کا کپ لبوں کی جانب لے کر جا رہا تھا، جب بتول نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

ہم دونوں کو شادی کر لینی چاہیے۔

زکریا کے ہاتھ میں قہوے کا کپ اچھل گیا۔ گرما گرم قہوہ اس کے سینے پر گرا جسے لاشعوری طور پر ایک ہاتھ سے صاف کرتے ہوئے وہ بولا۔

آپ نے کیا کہا ہے؟

جو تم نے سنا ہے۔

زکریا ماتھے پر تیوری لے کر صوفے پر ٹک گیا۔آگے کو جھک کر وہ پوری طرح بتول کی جانب متوجہ تھا۔

مجھے لگتا ہے میری سماعت نے غلط سنا ہے۔آپ ذرا اپنی بات دہرا دیں۔

بتول اس کو دیکھتے ہوئے بولی

فکر نہ کرو...میں نے اصلی شادی کی بات نہیں کی ہے۔کیونکہ تمہارے بارے میں مجھے جو یقین تھا کہ تم ایک غنڈے ہو وہ سو فیصد سچ ہے۔اب تو یہ بات چڑھے دن کی طرح ثابت ہو گئی ہے۔

وہ کیسے؟

تمہاری اور میری یہاں پر موجودگی اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔تم اگر عام سے شریف انسان ہوتے تو اس وقت ابو کے قتل میں جیل پہنچ چکے ہوتے۔اگر ابھی تک تم گرفتار نہیں ہوئے ہو تو صاف ظاہر ہے تمہاری پشت پناہی ہو رہی

ہے، کوئی تمہیں بچا رہا ہے۔اور وہ کوئی تمہارے تعلقات ہیں۔میرے تایا کا اتنا اثرورسوخ ہے کہ اس نے اپنے بھائی کے قتل کی جھوٹی ایف آئی آر، قتل ہونے کے ایک گھنٹے کے اندر اندر کروادی تھی۔ مگر ابھی تک تم پکڑے نہیں گئے ہو۔

آج آپ کے اندر کی وکیل جاگی ہوئی ہے۔ مگر جو تجویز آپ نے دی ہے، اس پر عمل ہونا ناممکن ہے۔

وجہ؟

بتول کے دوٹوک پوچھنے پر وہ بھی اسی طرح بولا۔

کیونکہ شادی کا لفظ میری زندگی کی ڈکشنری میں موجود نہیں ہے۔آپ اپنے منگیتر کو کال کریں۔

میری اس سے بات ہو چکی ہے۔اور میں تمہیں بتا رہی ہوں، میں اس کو ریجیکٹ کر چکی ہوں۔ وہ اس دن عدیل کے پاس تھا۔اور اس نے مجھ سے کہا کہ میں کیسے اپنے باپ کے قاتل کے ساتھ گھر سے بھاگ سکتی ہوں۔

غصے میں وہ دو پل کو چپ رہ کر بولی۔

اس آدمی کو علم تھا کہ ہمارا اپنے رشتے داروں سے پنگا چل رہا ہے۔اور یہ کہ میرے تایا میرا رشتہ اپنے بیٹے سے کروانا چاہتے ہیں۔سب کچھ جانتے بوجھتے وہ مجھ سے ایسی بکواس کر رہا تھا۔میرے لیے وہ تعلق اسی پل مر گیا۔

زکریا سوچتے ہوئے بولا۔

ہو سکتا ہے وہ عدیل کے سامنے ڈرامہ کر رہا ہو؟

پھر تو اور بھی مضبوط وجہ ہے کہ میں انکار کروں۔ایسے بزدل انسان کے ساتھ میں ساری عمر نہیں گزار سکتی۔

میں اس کو اٹھوا کر یہاں منگواتا ہوں۔براہ راست بات کریں۔

بتول قہوہ بھول کر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر غرائی۔

کیوں؟کیا پہلے مرحلے میں ہی ہوا نکل گئی ہے؟ویسے تو بڑے ڈائیلاگ آتے تھے کہ سر کے مجھ پر یہ احسان ہیں،وہ احسان ہیں،زندگی ان کی امانت ہے۔اب قربانی دینی پڑ رہی ہے تو آئیں بائیں شائیں کر رہے ہو۔

قربانی سے بھاگتا تو آپ یہاں نہ ہوتیں۔قربانی کی بات ہے تو آپ کی طرف آنے والی گولی میں ہی کھاؤں گا۔ مگر یہ کام نہیں کر سکتا ہوں جو آپ چاہ رہی ہیں۔

ایسے بول رہے ہو، جیسے میں تو مری جا رہی ہوں کہ کب تم سے شادی ہو۔ کیا کبھی اپنی شکل دیکھی ہے؟

زکریا ایک دم سنجیدگی سے گویا ہوا۔

ایسے سوال نہ کریں۔ کیونکہ میرے اندر کا بتمیز انسان آپ سے بد کلامی کر جائے گا۔ میرے منہ سے نکلنے لگا تھا، آپ تو میری شکل کی بات ایسے کر رہی ہیں جیسے ہر وقت مجھے ہی دیکھتی رہی ہیں۔

زکریا کی نگاہیں چھت پر نہ نظر آنے والے مکڑی کے جالے کھوج رہی تھیں۔ جبکہ بتول کھلے منہ سے اس کا منہ دیکھ رہی تھی۔ ایک دم بولی۔

میں تمہارے بارے میں ایک دم صحیح تھی، ایک نمبر کے میسنے ہو۔ غنڈہ کہیں کا...

وہ مزید کچھ نہیں بولا۔

بتول بھی اس کو گھور گھور کر اپنا قہوہ پینے لگی۔

بہت دیر بعد زکریا نے کہا۔

اس کا مطلب مجھے اب آپ کے لیے رشتہ دیکھنا پڑے گا۔

بتول کو اس آدمی پر اب تعجب ہونے لگا۔

تمہیں مجھ سے شادی پر کیا اعتراض ہے؟ کہیں اور زبان دی ہوئی ہے؟

زکریا نے سر اٹھا کر اس کو دیکھا۔ پھر نظر چرا کر سر نفی میں ہلایا۔

میرے جیسے لوگ ایسے شوق اور تعلق پالنے کے روادار نہیں ہو سکتے۔

مجھے کوئی ایسی وجہ دو زکریا جس سے مجھے لگے کہ ہاں واقعی تم بہانے نہیں بنا رہے۔

زکریا پہلے تو خاموش رہا مگر جب مسلسل بتول کی نظریں خود پر محسوس ہوئیں تو دھیمے سے بولا

میں وہ سب کہنا نہیں چاہتا ہوں۔

ٹھیک ہے پھر آج ہی میرا یہاں سے جانے کا انتظام کرو۔ مجھے اپنے گھر جانا ہے، وہاں جا کر میں اپنی جنگ اپنے انداز میں لڑ لوں گی۔

ہاں، کیوں نہیں... ساری جائیداد آپ کے نام ہے۔ آپ کو گھر میں قید کر کے عدیل پاگل ہونے کا الزام لگوا کر سب اپنے نام کروا لے گا، اس کے بعد آپ کو ٹھکانے لگوا دے گا۔

ہاں تو تمہیں کیا؟

ایک دفعہ اس جوکر سے بات تو کریں۔ جو بھی غلط فہمی ہوئی ہے اس کو دور کریں۔

بتول اس کا اشارہ سمجھ کر بولی۔

تم چاہتے ہو میں ایک ایسے شخص سے شادی کر لوں، جو پہلی آزمائش پر ہی مجھے اکیلا چھوڑ کر دشمنوں کی صف میں جا گھسا ہے۔ اوپر سے مجھ پر الزام لگا رہا ہے۔ چاہے وہ یہ سب ڈرامے کے طور پر کر رہا ہو، مجھے پھر بھی منظور نہیں ہے۔ تم مجھ سے نکاح کرو، میں اپنا پاور آف اٹارنی تمہارے نام کر دوں گی۔ اس کے بعد

تمہیں ہر طرح کا حق ہو گا کہ تم ابو کا کیس ہر لیول پر لڑ سکو گے۔ تم داماد کی حیثیت سے وہ سب کر سکو گے جو ایک منہ بولے بیٹے کی حیثیت سے نہیں کر پاؤ گے۔ اور میرے علاوہ اگر اس دنیا میں کوئی اور ابو کے قتل کا بدلہ لینا چاہتا ہے، وہ صرف تم ہو۔ اگر میرے علاوہ کوئی اور اصل قاتل کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے دیکھنا چاہتا ہے تو وہ تم ہو۔ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو کم از کم مجھے یہ تسلی تو رہے گی کہ میں نے جس کو سارے اختیارات دیے ہیں وہ میرا بدلہ لے گا۔ اور اگر تمہیں لگتا ہے تمہارے علاوہ اس دنیا میں کوئی اور انسان میرے درد کو اس لیول پر محسوس کرتا ہے جس لیول پر تمہیں ابو کے قتل کا دکھ ہے، تو اس آدمی کو لے آؤ، میں اس سے شادی کر لوں گی۔

زکریا کتنی دیر تک سر تھام کر بیٹھا رہا۔ پھر بالوں کو اپنے ہاتھوں میں جکڑ کر شاید خود سے مخاطب تھا۔

آپ جذباتی فیصلہ لے رہی ہیں۔ کل کو جب اس نکاح کو ختم کر کے آگے جائیں

گی، مجھ جیسے انسان کا نام آپ کے ساتھ جڑا ہوا ہو گا۔لوگ آپ کے ساتھ تعلق جوڑنے سے بھاگیں گے۔

میرا نام تمہارے نام کے ساتھ جڑ چکا ہے زکریا... یہ سب مجھے یہاں لانے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔اس وقت میرے سارے رشتے داروں میں، جاننے والوں میں، دوستوں میں ایک ہی بات گردش کر رہی ہے کہ میں نے تم سے شادی کرنے کے لیے اپنے باپ کو مروا دیا ہے۔

ایک دفعہ سچ سامنے آجائے لوگ سب بھول جائیں گے۔ویسے بھی لوگ جو مرضی بکواس کریں،ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

تو پھر تمہیں کیوں فرق پڑے گا کہ میرے نام کے ساتھ تمہارا نام جڑا ہو گا؟ایک دفعہ سچ سامنے آئے،بقول تمہارے لوگ سب بھول جائیں گے۔

مجھے صرف اپنے ابو کا بدلا لینا ہے۔مجھے ان کے قاتل کو جیل پہنچانا ہے۔

یہ کام میں ویسے ہی کر والوں گا۔کل ہی کسی کو بھیج کر اس کو گولی مرواتا ہوں۔ بتائیں کس کس کو مروانا ہے؟

بتول کا غصہ بے قابو ہونے لگا۔

زکریا... تم ایسا کرو، سردار مصطفیٰ کے ساتھ میرے رشتے کی بات کرو۔اس کو بولو وہ مجھ سے شادی کرلے۔

زکریا بے یقینی سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

پھر بولا۔

لگتا ہے بخار سر کو چڑھ گیا ہے۔ایک کے بعد ایک نامناسب بات ہو رہی ہے۔

اب کیا تکلیف ہے؟خود ہی تو کہہ رہے تھے کہ آپ کا رشتہ ڈھونڈتا ہوں۔ میں کسی راہ جاتے سے شادی نہیں کرسکتی ہوں۔ جس دلدل میں اتری ہوئی ہوں اس میں سے زندہ نکلنے کے لیے مجھے کسی مضبوط مرد کی پشت پناہی درکار ہے۔ سردار مصطفیٰ کے بارے میں ابو اکثر بات کرتے تھے۔

زکریا جتاتے ہوئے بولا۔

وہ پچاس سال کا ہے۔اس کی پہلے سے ایک بیوی ہے۔ تین بچوں کا باپ ہے۔

بتول مکھی اڑاتے ہوئے بولی۔

اس سب سے کیا فرق پڑتا ہے؟ مجھے اس بات سے غرض ہے وہ مجھے محفوظ رکھ سکتا ہے، اور میرے ابو کے قتل کا بدلا لے سکتا ہے۔

...میں نے ابھی کیا بکواس کی تھی کہ آپ جس جس کا نام لیں گی میں

بتول اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے بولی۔

مجھے لوگوں کو قتل نہیں کروانا ہے۔ مجھے صرف بدلا لینا ہے۔ مجھے ظلم کے بدلے میں مزید ظلم نہیں کرنا ہے۔

زکریا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

صحن کا ایک چکر لگا کر اس کے پاس آیا، جو گھونٹ گھونٹ قہوہ پی رہی تھی۔

مجھے اپنے منگیتر کا نمبر دیں۔ اس کا دماغ تو سیٹ کرواتا ہوں، باقی بعد میں دیکھیں گے۔

بتول نے پہلے تو اس کی شکل دیکھی۔ پھر منہ میں بڑبڑاتے ہوئے اٹھ کر خالی کپ کچن میں رکھنے جا رہی تھی، جب زکریا نے پوچھا۔

مجھے سمجھ نہیں آتا کہ اس الو کے پٹھے سے بات کرنے میں کیا حرج ہے؟اس کی کہانی بھی تو سننی چاہیے۔

بتول کمر پر دونوں ہاتھ رکھ کراس کے سامنے ڈٹ گئی۔

کیوں؟ایک ایسا انسان جو ساری دنیا کے سامنے مجھے ڈیگریڈ کر رہا ہے۔تم نے کس لیے اس سے بات کرنی ہے؟تمھیں کیا کیڑا ہے؟

زکریا میز کی جانب جھکا،اپنا کپ اٹھا کر کچن کی طرف جاتے ہوئے بولا۔

کیونکہ وہ آدمی آپ سے منسلک ہے۔اس کی اور آپ کی بات طے پائی ہوئی ہے۔ ایسے کیسے وہ پیچھے ہٹ سکتا ہے؟

بتول دروازے میں کھڑی رہ کر اسے دیکھ رہی تھی،جو سنک میں رکھے برتن دھو رہا تھا۔

وہ کیا پیچھے ہٹے گا۔میں انکار کر رہی ہوں۔مجھے یہ رشتہ قبول نہیں ہے۔تم بات کو سمجھ کیوں نہیں رہے ہو زکریا؟آخری دفعہ سمجھا رہی ہوں،مجھے اُس—— تمہارے بقول——اُلو کے پٹھے سے شادی نہیں کرنی ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول کے غصے کے بر عکس وہ تحمل سے بولا۔

آپ تو اس کو الو کا پٹھا نہ بولیں، آپ کا ممکنہ شوہر ہے۔

ممکنہ شوہر کوئی رشتہ نہیں ہوتا ہے کہ اس کی بنیاد پر کسی ڈفر کو سر پر بٹھایا جائے۔ اور تم باز آؤ بار بار اس کو میرے ساتھ جوڑنے سے۔ منگنی کی قانونی کوئی وقعت نہیں ہوتی ہے۔

زکریا نے کپ ترتیب سے ریک میں لگائے اور پر سوچ نظروں سے فرش پر نہ جانے کیا دیکھنے لگا۔ جبکہ بتول بولی۔

تم اچھے سے سوچ لو زکریا، پھر مجھے اپنا آخری فیصلہ بتا دو۔

زکریا ویسے ہی سر جھکائے کھڑا بولا۔

سوچنا مجھے نہیں، آپ کو ہے۔ اول تو میں شادی کرنا نہیں چاہتا ہوں۔ اور اگر کبھی شادی کی تو وہ فرضی شادی نہیں ہو گی۔ کیونکہ میرے باپ کے خاندان میں طلاق کی شرح زیرو فیصد ہے۔ ہم لوگ اپنی عورت کو طلاق دینا گالی سمجھتے

ہیں۔اور مجھے طلاق کے لفظ سے خاص نفرت ہے۔اب آپ سوچ لیں،آپ کو کیا کرنا ہے۔

وہ اپنی بات پوری کر کے بتول کو ششدر چھوڑ کر گھر سے نکل گیا۔

****

ٹیپو گرمیوں کی چھٹیوں میں گھر آیا ہوا تھا۔ماں صبح شام اس کے ارد گرد گھوم رہی تھی۔مکرم ہر رات کام سے واپسی پر یا تو اس کے لیے کھانے کو کچھ لے کر آتے،یا پھر ساری فیملی ایک ساتھ باہر جاتی۔

ان کا گھر تین منزلہ عمارت تھا۔ گراؤنڈ فلور پر مکرم،آصفہ اور تینوں بیٹیوں کے بیڈروم تھے۔دوسری منزل پر سعود اور ٹیپو کے بیڈروم تھے۔ساتھ میں تین کمرے مزید تھے۔ایک میں کپڑے دھوئے اور سکھائے جاتے تھے۔باقی دو کمرے اسٹور کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس وقت بھی چاروں بہن بھائی بالکونی پر موجود تھے۔ فرش پر مونگ پھلی کے چھلکوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ عاشو کے ہاتھ میں دیسی گھی کی بنی ریوڑیوں کا پیکٹ تھا۔

آصفہ نے ٹیپو کو ٹوکا۔

"اس کے ہاتھ سے یہ پیکٹ لے لو۔ یہ تو ساری کھا جائے گی۔ دانتوں کی صحت کی دشمن ہے۔ برش کرنے کو بولو تو اس کی جان جاتی ہے، مگر جب میٹھا کھانے پر آئے تو اس کی آنکھیں نہیں بھرتی ہیں۔"

ٹیپو نے اس کے ہاتھ سے پیکٹ لینے کی کوشش میں کہا۔

"اگر مارس چاکلیٹ چاہیے تو یہ ہمارے ساتھ بانٹ کر کھاؤ۔"

"تم اپنا چاکلیٹ اپنے پاس رکھو۔ میں بابا کے ساتھ آئس کریم کھانے جا رہی ہوں۔"

وہ سب اس کو سیڑھیوں کی جانب بھاگتا دیکھ کر حیران ہوئے، مگر ٹیپو نے گلی میں مکرم کی کار دیکھتے ہی ماں سے کہا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

"بہت تیز ہے، اپنے ابا کو دیکھتے ہی بیان بدل کر بھاگ گئی ہے۔"

"مکرم آ گئے ہیں؟"

آصفہ اپنی اون اور کروشیاں وہیں لپیٹ کر ٹوکری میں رکھتے ہوئے بولی۔

اب دیکھنا یہ باپ کو باہر جانے پر تیار کرے گی۔ چسکوری کی زبان کو ایک منٹ" سکون نہیں ہوتا ہے۔ ایک چیز ابھی ہضم نہیں ہوتی ہے، اگلی فرمائش تیار ہوتی ہے۔ میں نیچے چلتی ہوں۔ تم لوگ بھی ادھر سے تھوڑی صفائی کر کے نیچے آ جاؤ۔"

ٹیپو نے جلدی سے تمام کشن اٹھا کر ان کی جگہ پر رکھنے شروع کر دیے، نہ چار ارسلہ نے وائپر اٹھا لیا اور سارے چھلکے اکٹھے کر کے ڈسٹ بن میں ڈال رہی تھی۔ جب اس نے وہ ڈسٹ بن پکڑ کر سیدھی کھڑی ہوئی، پیچھے سے کسی نے اس کو اپنی بانہوں کے گھیرے میں بھر لیا۔ وہ بری طرح اچھلی، ڈسٹ بن ہاتھ سے گر گئی۔ چھلکے ایک دفعہ پھر سے ہر طرف بکھر گئے۔ جو چیخ اس کے حلق سے

NEELAM RIASAT NOVELS

برآمد ہوئی،اس کو سعود کے ہاتھ نے وہیں دبادیا، کیونکہ اس نے ارسلہ کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا۔

ارسلہ کی کمر سعود کے جسم سے چھو رہی تھی اور وہ پانی سے نکلی مچھلی کی طرح تڑپ تڑپ کر خود کو اس کے بدبودار وجود کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش میں دہری ہو رہی تھی۔

سعود کے چہرے پر مکار مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔ نظریں شیطانی عمل کا ردعمل دیکھنے کے لیے سامنے لگے دیوار گیر شیشے میں دیکھ رہی تھیں، جس میں اس کا عکس ناچ رہا تھا۔ سعود کے لب ارسلہ کی گردن کی جانب جھکے، مگر سیڑھیوں پر قدموں کی چاپ نے اس کو نہ صرف اپنے ارادے سے باز کر دیا بلکہ ایک دم سے وہ ارسلہ کو وہیں چھوڑ کر اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔

ارسلہ کا چہرہ آنسوؤں سے تر اور سانس بری طرح پھولی ہوئی تھی۔ اوپر آنے والی عاشو تھی، آخری سیڑھی پر بولی۔

"ابو کہہ رہے ہیں جلدی سے تیار ہو جاؤ، ہم باہر کھانا کھانے جا رہے ہیں۔"

ارسلہ کے کانوں میں سائیں سائیں اتنی تیز تھی کہ عاشو کی بات وہ کیا سنتی۔

چھلکے، ڈسٹ بن سب ویسے ہی چھوڑ کر اس نے بہن کا بازو پکڑا اور نیچے لے گئی۔

نیچے آکر سب کے پاس ٹی وی ہال میں جانے کی بجائے وہ سیڑھیوں کے نیچے واش روم میں بند ہو گئی۔

اس کا وجود کسی پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔ دونوں ہاتھ منہ کے اوپر رکھ کر اس نے اپنی چیخوں کا گلا دبایا۔ گھر پر اپنی ماں، بھائی بہنوں اور باپ کے ہوتے ہوئے وہ کتنی غیر محفوظ تھی۔ اس کے کم سن دماغ میں خوف نے اتنے گہرے پنجے گاڑ رکھے تھے۔

دس منٹ بعد وہ واش روم سے نکلی تو کسی حد تک سنبھل چکی تھی۔

مکرم نے اس کو دیکھتے ہی تشویش سے پوچھا۔

''ارسلہ بیٹی، آپ ٹھیک ہو؟ آپ کی آنکھیں اور ناک کیوں اتنی سرخ ہو رہی ہیں؟''

اس نے کسی ماہر فنکار کی طرح بہانہ بنایا۔

”ابو، مجھے زکام ہو رہا ہے۔اس کی وجہ سے ایسا ہے۔“

وہ لوگ باہر ڈنر کرنے جانے لگے تو ارسلہ جلدی سے باپ کے ساتھ اگلی سیٹ پر بیٹھ گئی، کیونکہ پیچھے بیٹھنے کا مطلب تھا سعود کے ساتھ بیٹھنا۔

اس نے عاشو کو اپنے ساتھ آگے بٹھالیا۔

مگر راستے میں ایک ہاتھ پیچھے سے اس کے وجود کو مسلسل چھوتا رہا۔اس نے عاشو کو گیئر کی جانب بٹھایا تھا، خود دروازے والی طرف تھی، اور اس غلطی کی سزا سارا راستہ ملی۔

ہر کوئی یہ محسوس کرتا تھا کہ ارسلہ بہت خاموش رہتی ہے، مگر کسی کو بھی وجہ کا علم نہ ہو سکا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

سعود کے لیے لڑکی دیکھی جا رہی تھی۔ ہر دوسرے روز آصفہ اور مکرم کہیں نہ کہیں لڑکی دیکھنے جا رہے ہوتے تھے۔ کبھی بچے ان کے ساتھ جاتے، کبھی وہ دونوں اکیلے ہی چلے جاتے۔

اس دن بھی دوسرے شہر سے ایک رشتے کی خبر پڑی تھی۔ مکرم نے ٹیپو کو بھی ساتھ چلنے کے لیے کہا تھا، اس لیے وہ تیار ہو رہا تھا، جب ارسلہ اس کے کمرے میں آئی۔

شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر بال بناتے ہوئے ٹیپو نے ارسلہ کے پھولے ہوئے منہ کو دیکھ کر پوچھا۔

"کیا ہوا ہے؟"

ارسلہ نے پہلے نفی میں سر ہلایا، پھر ٹیپو کو گھورا، جس پر ٹیپو نے کہا۔

"کچھ چاہیے ہے تو بتاؤ؟"

"کیا تمہارا ان لوگوں کے ساتھ جانا ضروری ہے؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

اگر تم کہتی ہو تو میں نہیں جاتا۔ میں تو ویسے بھی مکرم انکل کے لیے ہی جا رہا“
ہوں۔ مجھے میرے دوست کرکٹ کے لیے بلا رہے ہیں، ان کے ساتھ نہ گیا تو
وہاں چلا جاؤں گا۔”

اس پر ارسلہ بھری آنکھوں سے بولی۔

ہاں، تمہارے تو مزے ہیں۔ ہاسٹل میں رہتے ہو، پوری آزادی ملی ہوئی ہے۔“
چار دن کے لیے گھر آتے ہو، اس میں بھی تم ہر وقت باہر ہی رہتے ہو۔ سارے
عذاب تو میرے لیے ہیں۔”

”ارے ارے، اتنی جذباتی کیوں ہو رہی ہو؟“

وہ اس کے پاس آیا، اس کو اپنے ساتھ لگانا چاہا، جس پر ارسلہ نے اسے پیچھے
دھکیل دیا۔

مجھ سے دور رہو، ٹیپو! اور جاؤ اپنی زندگی انجوائے کرو۔ اللہ کرے مجھے تو موت“
ہی آجائے۔”

NEELAM RIASAT NOVELS

وہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی، مگر ٹیپو کو مکمل طور پر تشویش میں ڈال گئی۔اس کے لیے خاموش اور گم سم،اپنے کام سے کام رکھنے والی ارسلہ کا یہ روپ بالکل نیا تھا۔ وہ تو ہمیشہ سے ہر ایک کی ہاں میں ہاں ملانے والی رہی تھی۔غصے میں تو کبھی دیکھا ہی نہیں،اور آج ایک دم سے وہ اتنے سارے جذبات کا اظہار کر گئی تھی۔

ٹیپو کمرے سے نکل کر امی کو ڈھونڈتا ہوا نچلے پورشن میں آیا۔

وہ کچن میں تازہ بنے سالن میں دھنیا ڈال رہی تھیں۔ پلچھی کے لائٹ پنک سوٹ میں، مناسب سے میک اپ اور جیولری میں وہ بہت ڈیسنٹ اور پیاری لگ رہی تھیں۔

اس کو دیکھتے ہی بولیں۔

"ٹیپو، میری جان! یہ رنگ تم پر کتنا جچ رہا ہے۔جب یہ سوٹ سلوایا، میں ڈر رہی تھی، نہ جانے تمہیں پسند آئے یا نہیں۔"

وہ اپنے براؤن سوٹ پر ایک نگاہ ڈال کر فکر مندی سے بولا۔

"امی،ارسلہ کو کیا ہوا ہے؟ وہ رو رہی تھی۔"

”ارے بھائی، اس لڑکی کی مجھے ذرا سمجھ نہیں آتی۔ یہاں میں کہیں جانے کا نام لوں، اس کا رونا دھونا شروع ہو جاتا ہے۔ اب بھلا میں ہر جگہ تو اس کو ساتھ لے کر نہیں جا سکتی، نہ ہی میں گھر پر بیٹھ سکتی ہوں۔ پہلے تین دفعہ یہ ہمارے ساتھ گئی ہے۔ آج مکرم نے کہا، تم گھر پر ہو، اس لیے تمہیں ساتھ لے جاتے ہیں۔“

”امی، اگر ارسلہ خوش نہیں تو میں گھر پر رہ لیتا ہوں۔“

”تم لوگوں کا جو جی چاہے وہ کرو۔ کھانا میں نے بنا دیا ہے۔ چاول کھانے ہوں تو گھر پر تیار ہیں، ورنہ تندور سے روٹیاں لے آنا۔“

تب ہی مکرم اپنے کمرے سے باہر آ کر ٹیپو سے مخاطب ہوئے۔

”ہاں بھئی ٹیپو، کیا تم تیار ہو؟“

”انکل، میں آج نہیں جا پاؤں گا۔ میرے دوست کی کال آئی ہے، وہ مجھ سے ملنے کے لیے آ رہا ہے۔“

آصفہ نے ٹیپو کو جھوٹ بولتے دیکھ کر سرِ تاسف سے ہلایا، جبکہ مکرم بولے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ٹھیک ہے۔ گھر پر بہنوں کا خیال کرنا۔ ان کو کچھ چاہیے ہو تو لا دینا۔ سعود کھانا''
''کھانے آئے گا، اس سے گاڑی کی چابی لے لینا۔ کیا پیسے چاہیے ہیں؟

ٹیپو نے نفی میں سر ہلایا۔

''نہیں، جو آپ نے پچھلے ہفتے دیے تھے، ابھی ہیں۔''

مکرم نے ارسلہ کو آواز لگائی۔

''ارسلہ بیٹی، آپ کو کچھ چاہیے ہے؟''

ارسلہ اپنے کمرے کے دروازے سے سر نکال کر بولی۔

''یہ عاشو اور نور نے میرے رنگ خراب کر دیے ہیں، مجھے نئے لینے ہیں۔''

مکرم نے مسکراتے ہوئے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور پانچ ہزار نکال کر ارسلہ کی طرف بڑھایا۔ جب وہ پیسے لینے کے لیے پاس آئی تو اس کے سر پر پیار دیتے ہوئے بولے۔

''بھائی کے ساتھ چلی جانا، اور پیزا بھی کھا لینا۔ اب میری بیٹی خوش ہے؟''

NEELAM RIASAT NOVELS

ارسلہ بھری آواز میں بولی۔

"شکریہ بابا۔"

جبکہ آصفہ نے کہا۔

"مکرم، تم بچوں کو بہت زیادہ پیسے دیتے ہو۔ تھوڑا ہاتھ کھینچ کر رکھا کرو۔"

مکرم بولے۔

جب اللہ مجھے ان کے لیے دیتا ہے، تو میں اپنے بچوں پر کیوں نہ خرچ کروں۔"

ماں باپ کے جانے کے بعد چاروں بہن بھائی نیٹ فلکس پر کارٹون مووی لگا کر بیٹھ گئے۔ ٹیپو فریج سے کیک نکال لایا۔ ارسلہ نے سب کے لیے چاکلیٹ ملک بنایا۔ پانچ سالہ عاشوہر سین پر ارسلہ سے سوال پر سوال کر رہی تھی، جبکہ تین سالہ نور بھائی کی گود میں بیٹھ کر حیران نظروں سے ٹی وی پر فوکس تھی۔ ساتھ کیک آدھا منہ کے اندر، آدھا منہ کے اوپر اور آدھا بھائی کے کپڑوں پر گرا رہی تھی۔

فلم ابھی آدھی ہی ہوئی تھی جب باہر بیل بجی۔

ٹیپو دیکھنے گیا۔ سعود دوپہر کا کھانا کھانے آیا تھا۔

جب وہ لوگ اندر آئے تو ارسلہ سین سے غائب تھی۔ ٹیپو نے محسوس ہی نہیں کیا، کیونکہ یہ کوئی ایسی بڑی بات بھی نہیں تھی جس کا خاص نوٹس لیا جاتا۔

سعود نے خود ہی اپنے لیے کھانا نکالا اور ان کے ساتھ ٹی وی ہال میں بیٹھ کر کھانے لگا۔ سعود مکرم کے ساتھ ہی اس کی ریڈی میڈ کپڑوں کی دکان دیکھتا تھا۔ مکرم اس کو مہینے کی اچھی خاصی تنخواہ دیتے تھے۔ اس نے اپنا الگ گھر بھی لیا ہوا تھا، مگر اکیلا ہونے کی وجہ سے ابھی بھائی کے گھر ہی رہتا تھا۔ شادی کے بعد اپنے گھر شفٹ ہونے کا ارادہ تھا۔

کھانا کھا کر اپنے برتن واپس کچن میں رکھنے کے بہانے سعود سٹنگ روم سے نکل گیا۔

ٹیپو نے اسپورٹس چینل آن کر لیا تھا۔ عاشو اولمپکس گیمز میں دلچسپی لے رہی تھی، مگر نور اپنے کھلونوں کے ساتھ مگن ہو گئی تھی۔

دس منٹ گزر گئے۔ سعود یقیناً اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔ ٹیپو ارسلہ کو بلانے کے لیے اس کے کمرے کی طرف گیا۔ ابھی وہ دروازے پر دستک دینے والا تھا جب کمرے کے اندر سے آنے والی آوازوں نے اس کے خون کو شریانوں میں منجمد کر دیا۔ سعود کی بات سن کر اسے یوں لگا جیسے پیروں سے زمین نکل گئی ہو۔

اگلے چند منٹ وہ شاک کی حالت میں کھڑا رہا، مگر یہ چند منٹ اس پر پہاڑوں جیسے راز کھول گئے۔

سعود کی آواز میں تمسخر تھا۔

"تو تم نے اپنے بھائی کو باڈی گارڈ کے طور پر گھر میں رکھا ہے؟ تمہارے پر نکل رہے ہیں۔ تم جو مرضی کر لو، جس کا مرضی سہارا لے لو، میں پھر بھی تم تک پہنچ جاؤں گا۔"

ارسلہ کی ڈری سہمی آواز سن کر ٹیپو کی ٹانگیں کانپ گئیں۔ اس نے بے اختیار دیوار کا سہارا لیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

"مجھے ہاتھ مت لگانا۔ میں... میں ٹیپو کو آواز دے دوں گی۔"

جب تم ڈر کر کانپتے ہوئے منت ترلے کرتی ہو تو بہت اچھی لگتی ہو۔ مجھے پتا تھا، "اپنے بھائی کی موجودگی میں خود کو شیر سمجھ کر تم نے آج اپنا دروازہ اندر سے لاک نہیں کیا ہو گا۔"

اس کے بعد وہ کمینگی سے ہنسا۔

"دیکھ لو، تمہارے بارے میں میرے اندازے کتنے سچ ثابت ہوتے ہیں۔"

"میں... میں مکرم بابا کو بتا دوں گی۔"

کیا بتاؤ گی؟ کہ میں تمہارے جسم کا عاشق ہوں؟ تمہاری یہ دھمکیاں؟ مکرم" ایک نرم دل کا مالک ہے، وہ میرا بھائی ہے۔ میں اس کو کہہ دوں گا، تم جب سے جوان ہوئی ہو تب سے مجھ پر ڈورے ڈال رہی ہو۔ اپنی جوانی کے جوش سے تنگ آ کر تم خود میرے پاس آتی ہو۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

ٹیپو کو جو آخری بات یاد رہ گئی وہ ارسلہ کی سسکی تھی۔اس کے بعد جو کچھ بھی ہوا، وہ بہت تیزی سے ہوا۔

اس نے جھٹکے کی بجائے بہت آرام سے دروازہ کھولا، کمرے میں داخل ہوا اور اپنے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔

ٹیپو کو دیکھ کر ارسلہ کی آنکھیں پھٹ کر باہر آگئیں۔ جس پوزیشن میں وہ کھڑی تھی، مر کر بھی اپنے بھائی کا سامنا نہیں کر سکتی تھی۔اس کا جی چاہا فرش کھلے اور اسے نگل جائے، مگر خواہشات ایسے ہی کب پوری ہوتی ہیں۔

ٹیپو قد میں سعود سے پورا ایک سر اونچا تھا۔ایک تو جوان خون تھا، دوسرا اس کو اپنے جسم میں ایک عجیب سی طاقت دوڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

سعود اتنا نہیں گھبرایا، چونکا ضرور۔ جلدی سے بات بناتے ہوئے بولا۔

ٹیپو، دیکھو، ارسلہ ضد کر رہی ہے۔اسے آئس کریم کھانی ہے۔ میں نے منع کیا" "تو اس نے میرا گریبان پکڑ لیا۔ تم ہی اسے سمجھاؤ، مجھے واپس دکان پر جانا ہے۔

ٹیپو متوازن قدموں سے اس کے پاس آیا اور آؤ دیکھا نہ تاؤ، اس نے سعود کے گال پر تھپڑ جڑ دیا۔ ایک تھپڑ کب دس میں تبدیل ہوئے، کب بات لاتوں گھونسوں تک گئی۔ سعود کے منہ سے گالیاں نکلنے لگیں۔ اس نے اپنی جیب میں سے چاقو نکال کر ٹیپو پر وار کیا۔

چاقو دیکھ کر بت بنی ارسلہ کی چیخ نکل گئی، کیونکہ سعود کے کیے وار پر ٹیپو کے پیٹ سے قمیض پھٹ کر خون رسنے لگا تھا۔ مگر ٹیپو جیسے وہاں ہو کر بھی وہاں نہیں تھا۔ اس نے آنکھ تک نہ جھپکی۔ میز پر رکھا ارسلہ کا لیپ ٹاپ اٹھا کر پورے زور سے سعود کے سر پر دے مارا۔

ایک دفعہ تو سعود کے چودہ طبق روشن ہو گئے۔ پھر جیسے ہی وہ لڑکھڑا کر گرا، اس کا سر کھڑکی کے باہر نکلے کونے پر اتنی زور سے لگا کہ پورے کمرے میں آواز گونج گئی۔ اس کے بعد ایک دم خاموشی چھا گئی۔

عاشو دروازے پر دستک دے رہی تھی۔ نور رو رہی تھی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

سعود کے جسم میں کوئی حرکت نہیں ہوئی۔اس کے سر کے قریب فرش پر خون کی چھوٹی سی ندی بنتی جا رہی تھی۔

ارسلہ تھر تھر کانپ رہی تھی۔ٹیپو نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کمرے سے باہر لے آیا۔دروازے کو باہر سے لاک کر کے تینوں بہنوں کو ساتھ لے کر سٹنگ روم میں آ گیا۔

ارسلہ کو اس نے صوفے پر بٹھایا تو وہ پہلی دفعہ بولی۔

"ٹیپو، کیا وہ مر گیا ہے؟"

ٹیپو نے کوئی جواب نہیں دیا۔گھر کی لائن کے پاس ڈائری پر لکھا نمبر ڈائل کیا۔یہ نمبر جانے سے پہلے آصفہ نے دے دیا تھا، یہ کہہ کر کہ یہ لڑکی کے گھر کا نمبر ہے، ضرورت کے تحت کال کر سکتے ہو۔

بیل جا رہی تھی، پھر ایک آدمی نے فون اٹھایا۔

"ہیلو؟"

کسی علیک سلیک کے بغیر ٹیپو بولا۔

''آپ کے گھر مکرم اوران کی بیوی آئے ہیں،ان کو بلادیں۔''

''آپ کون بول رہے ہیں جی؟''

''میں ان کے گھر سے بول رہا ہوں۔''

''ہولڈ کریں۔''

دو منٹ بعد آصفہ فون پر تھیں۔

''ہیلو، کون؟''

''امی، گھر پہنچیں۔''

''ٹیپو؟ کیا ہوا ہے؟سب خیریت تو ہے؟''

''سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔آپ بس گھر آجائیں۔''

اتنا کہہ کر اس نے فون رکھ دیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

****

زکریا کا دماغ اس وقت مختلف سوچوں کی اماجگاہ بنا ہوا تھا۔ایسی حالت میں عام طور پر وہ جگنی پر سواری کرتا تھا تو دماغ تازہ ہو جاتا تھا، مگر وہ پہلے ہی جگنی پر سواری کر چکا تھا۔اس لیے کچھ اور نہ سوجھا تو خود کو مصروف رکھنے کے لیے کیلیں لے کر کھیت کی باڑ بنانے لگا۔اس کام میں اس نے ساری دوپہر لگا دی۔ساتھ ہی کھیت کے ایک کونے میں کیاریاں بنائیں، جہاں سبزیاں اگائی جاسکتی تھیں۔

اس کا سارا لباس پسینے میں نہایا ہوا تھا۔

پاگاں اس کے لیے ٹھنڈی لسی کا جگ لے کر آئی، جسے وہ کچھ بھی کہے بغیر ایک ہی سانس میں خالی کر گیا۔

پاگاں اس کی خاموش فطرت کی عادی تھی۔اس کو علم تھا کہ وہ مرضی سے ہی بات کرتا ہے۔اس وقت تو ویسے بھی وہ ماتھے پر تیوری اور پسینے کے قطرے لیے مسلسل وار پر وار کرتا زمین کا سینہ نرم کر رہا تھا۔جو سفید شلوار قمیض اس نے

رات کو پہنی تھی، اس وقت اس کی قمیض گرد اور پسینے سے اَٹی اس کے جسم سے چمٹی ہوئی تھی، اور شلوار کو اس نے کھینچ کر اوپر کیا ہوا تھا۔ پیروں میں پڑی چپل اور پیر گرد میں مکمل نہا کر ایک ہو چکے تھے۔

جس کھیت میں وہ کام کر رہا تھا، وہ گھر کے بالکل سامنے ہی تھا۔ بتول گاہے بگاہے دروازے کے پاس آئی تو اس کو ایک ہی اسپیڈ میں کام کرتا دیکھ کر واپس ہو جاتی۔

زکریا نے باڑ بنانے کے بعد گھر کے ساتھ بنے گودام کا رخ کیا، جہاں اس کی جیپ اور ایک کار کے علاوہ ٹریکٹر بھی کھڑا تھا۔

اس نے ٹریکٹر میں گودام کے ایک کونے میں پڑے تیل کے ڈرم سے تیل ڈالا، اور ٹریکٹر اسٹارٹ کر کے اسی کھیت میں اتارا جہاں کام شروع کیا تھا۔

تھوڑے سے حصے میں دو دفعہ سیل لگا کر اس نے سہاگا مارا، پھر ٹریکٹر کھیت سے باہر روکا۔ اتنی دیر میں پاگاں اس کو بیج پہنچا چکی تھی۔

اس نے تیار کی جگہ پر پالک اور شلجم کے بیج بکھیرے۔

شام اتر رہی تھی، جب وہ اپنا کام ختم کر کے ٹریکٹر واپس گودام میں کھڑا کرنے کے بعد اس کا دروازہ بند کر کے ٹیوب ویل کی جانب گیا۔ اس وقت اس کے ماتھے سے تیوری اتر چکی تھی۔ جسمانی مشقت نے اس کے دل کو اندر ہی اندر کھانے والی ہر دکھ دینے والی اور ہر پریشان کن سوچ کو ذہن سے نکال دیا تھا۔ اس وقت وہ مکمل طور پر پر سکون تھا۔

ٹیوب ویل چلا کر پانی کی دھار کے نیچے کھڑا ہو گیا۔ ٹھنڈا پانی اس کے جسم کی ساری تھکاوٹ، دھول، پسینہ سب اتارتا چلا گیا۔

وہیں دیوار کے اندر بنے چھوٹے سے سوراخ کے اندر ایک باڈی واش اور شیمپو موجود تھے۔ اس نے قمیض اتاری، سر میں شیمپو کیا۔ باڈی واش سے اپنے جسم کو صاف کر کے پانی سے دھو کر باہر نکلا تو قمیض یونہی کندھے پر رکھ لی۔

ٹیوب ویل بند کیا۔ اندھیرا پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ مائی پاگاں اپنے گھر کو جاتی نظر آرہی تھی۔ اس کو سونے سے پہلے ایک چکر ڈیرے کا بھی لگانا تھا، اس لیے بڑے بڑے ڈگ بھرتا گھر کی جانب چل پڑا۔

جیسے ہی دیوار کی اوٹ سے نکل کر گھر کے پورچ میں داخل ہوا، سامنے کرسی پر بیٹھی بتول پر نظر پڑی تو قدم تھم گئے۔

وہ بتول کی موجودگی کو یکسر بھول چکا تھا۔بتول کی ایک نگاہ بے اختیار اٹھی تھی، زکریا کے سراپے پر نظر پڑتے ہی بتول کی آنکھیں پھیل گئیں اور اگلے پل وہ نظر پھیر گئی۔

چارلی وہیں موجود تھا، جس کو دیکھ کر زکریا کو خیال آیا، چارلی ان کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے، اسی لیے یہ میرے پیچھے نہیں آیا ہے۔

کچھ بھی کہے بغیر اور مزید رکے بغیر وہ گھر کے اندر چلا گیا۔

بتول نے چارلی کو ایسی نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو،

"کیا تم نے بھی دیکھا ہے؟ یہ انسان تو شادی کی آفر کو زیادہ ہی سیریس لے گیا لگتا ہے۔کیسے حلیے میں سامنے آگیا؟ یعنی حد ہے۔"

دوسری طرف، بتول کی نظروں سے اوجھل ہوتے ہی زکریا نے اپنا ماتھا پیٹا۔

خود کو اندر ہی اندر کوس رہا تھا کہ میں یہ کیسے بھول گیا کہ میرے گھر پر ایک عدد لڑکی بھی موجود ہے۔ یہ اتنی بڑی بات نہیں تھی، کیونکہ اس کو سالوں ہو گئے تھے اکیلے رہتے ہوئے۔ وہ سوائے مائی پاگاں اور اس کی فیملی کے اور کسی کو یہاں دیکھنے کا عادی ہی نہیں تھا۔ مگر اب اپنا طرزِ زندگی بدلنا پڑے گا۔ وہ آزادی نہیں رہی ہے۔

کمرے میں گیا۔ ایک بیگ بیڈ پر کھلا پڑا تھا، باقی فرش پر بکھرے ہوئے تھے۔

اس کی طبیعت پر بوجھ محسوس ہوا۔

اس نے سب سے پہلے الماری سے اپنا لباس نکالا اور واش روم میں بند ہو گیا۔ دو منٹ بعد باہر آیا۔ بیڈ پر رکھے بیگ میں جو تہہ شدہ کپڑے تھے، ان کو ایک طرف کیا۔ باقی میک اپ وغیرہ کا سامان اسی بیگ میں رکھ کر اس کو بیڈ کے نیچے دھکیل دیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

الماری کے ایک خانے میں سے اپنا سارا سامان نکال کر اس کو خالی کرنے کے بعد بتول کے کپڑوں کو اسی طرح اٹھا اٹھا کر سب اس خانے میں رکھ دیے۔ جوتے نچلے خانے میں رکھے۔ بیڈ کی چادر سیدھی کی۔

اور وہاں سے نکل کر کچن کا رخ کیا۔ مائی پاگاں کھانا بنا کر دودھ گرم کر گئی ہوئی تھی۔

اس نے الیکٹرک چولہے پر سالن گرم کیا۔ روٹیاں ہاٹ پاٹ میں گرم ہی تھیں۔

کھانا نکال کر میز پر لگایا، اور شرمندہ سا جا کر بیرونی دروازے میں کھڑا ہو کر بولا۔

"میں کام کے دوران بھول گیا تھا کہ آپ بھی یہاں رہتی ہیں۔ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔"

بتول صرف سر ہلا کر رہ گئی۔

''کھانا لگا دیا ہے، آ جائیں۔ چارلی، کم اِن مائے بوائے۔''

زکریا نے باہر کی ایک بتی چھوڑ کر باقی بند کر دیں۔

بتول ارد گرد کے خاموش ماحول پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھنے لگی،

''تم یہاں اکیلے کیوں رہتے ہو؟''

زکریا نے اس کی پیروی میں گھر کے ارد گرد پھیلے رقبے پر نظر ڈالی، جو اس وقت اندھیری رات کا حصہ بن چکا تھا۔

''کیونکہ مجھے اکیلے رہنا پسند ہے۔''

بتول مختلف جانوروں کی آوازوں پر غور کرتے ہوئے بولی،

''تمہیں یہاں اتنی تنہائی میں ڈر نہیں لگتا ہے؟''

زکریا نے کندھے اچکا کر ہونٹ پھیلائے،

''تنہائی کی بجائے مجھے انسانوں اور شور سے ڈر لگتا ہے۔ یہاں تو بہت سکون ہے۔

''آپ کو یہ جگہ خوفناک لگ رہی ہے کیونکہ آپ شہر میں رہنے کی عادی ہیں۔

NEELAM RIASAT NOVELS

"تم نے گھر کے ساتھ ہی ڈیرہ کیوں نہیں بنایا ہے؟"

زکریا نے ڈیرے کی جانب نظر ڈالی،

"کیونکہ مجھے اپنی پرائیویسی پسند ہے۔"

زکریا۔۔! اس جنگل میں گنتی کے دو چار لوگ ہی تو نظر آ رہے ہیں۔ تمہیں اُن "سے بھی پرائیویسی چاہیے؟ کیا تم انسان ہی ہو؟ کہیں جن بھوت تو نہیں ہو۔۔۔؟"

زکریا سنجیدگی سے سامنے دیکھتے ہوئے بولا،

"آپ میرے بارے میں زیادہ نہ سوچیں۔ میں جن ہوں یا انسان، اس کا آپ کی زندگی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔"

بتول اس کی طرح سامنے اندھیرے میں دیکھتے ہوئے بولی،

"سوچو، نیوز چینلز پر پٹی چل رہی ہوگی۔ بیرسٹر احمد چیمہ کی اکلوتی بیٹی بتول احمد نے ایک جن سے شادی کر لی ہے، اور وہ جن ان کو اپنے دیس لے گیا ہے۔"

زکریا بھی اسی طرح بولا،

''ہاں،اور ساتھ میں یہ بھی کہا جائے گا کہ بتول احمد نے اس جن کو اپنی مٹھی میں بند کیا ہوا ہے۔وہ ان کی خوشی کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے،اور ان کو محفوظ رکھنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔''

بتول کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔وہ زکریا کی طرف دیکھے بغیر اندر کو بڑھی تو چارلی اس کے ساتھ ساتھ چلتا۔جب زکریا کے پاس سے گزرنے لگا تو سر اٹھا کر زکریا کو پیار لٹاتی نظروں سے دیکھا۔

جواب میں زکریا نے اس کو ایک عدد مسکراہٹ سے نوازا،اور بتول کے پیچھے جانے سے پہلے دروازہ بند کرتے ہوئے بولا،

'''' یہ چارلی ایک نمبر کا بے وفا نکلا ہے۔

بتول نے مڑ کر چارلی کو دیکھا، پھر زکریا کو۔

چارلی کی فر میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پوچھنے لگی،

''''وہ کیسے؟

زکریادروازہ بند کرنے کے بعد صحن میں لگے سنک پر ہاتھ دھوتے ہوئے بتانے لگا،

''آج یہ ایک دفعہ بھی باہر میرے پاس نہیں آیا۔عام طور پر یہ میرا سایہ بنا ہوتا تھا۔ہم ہر جگہ اکٹھے جاتے،ہر کام میں یہ میرے ساتھ شامل ہوتا تھا۔مگر اب جیسے اس کو مجھ سے کوئی مطلب ہی نہیں ہے۔''

بتول چارلی کے ماتھے پر ہاتھ سہلاتے ہوئے بولی،

''چارلی مجھے ایک منٹ بھی اکیلا نہیں محسوس ہونے دیتا ہے۔جب واش روم جاتی ہوں تو دروازے کے سامنے بیٹھ جاتا ہے۔جب تک باہر نہ آؤں،وہاں سے ہٹتا ہی نہیں ہے۔مجھے تو اس سے ڈر لگتا تھا۔''

زکریا تولیے سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے بولا،

''چارلی بہت نرم دل کا مالک ہے۔بس دیکھنے میں ہی ڈراؤنا لگتا ہے۔جب یہ آپ کا دوست بن جائے تو ایک نمبر کا ٹیڈی بیئر ہے۔''

بتول، جواب ہاتھ دھو رہی تھی، بے اختیار اس کے منہ سے نکلا،

""بالکل تمہاری طرح۔۔۔

زکریا نے حیرت سے اس کو دیکھ کر پوچھا،

""سوری؟

بتول اتنے ہی عام انداز میں بولی،

"اتنا حیران کیوں ہو رہے ہو؟ مجھے جو لگا وہ کہہ رہی ہوں۔ مجھے تمہاری اور چارلی کی پرسنالٹی ایک جیسی محسوس ہوئی ہے۔"

پہلی دفعہ وہ اس کو براہِ راست مسلسل پورے تیس سیکنڈ تک دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو ایسا کیوں لگا؟"

بتول صوفے پر بیٹھ کر اپنے لیے کھانا نکالنے لگی۔ چارلی کا کھانا زکریا نے پہلے سے ہی کونے میں رکھے اس کے برتنوں میں ڈال دیا تھا۔

"دیکھنے میں تم اتنے لمبے چوڑے ہو، اوپر سے اتنے خاموش، سنجیدہ، چہرے پر بے نیازی اور اتنی گہری پرسوچ نظروں کے ساتھ ایک دم روکھے سے اور سخت

مزاج لگتے ہو۔اسی لیے میں تمہیں ہمیشہ غنڈہ بولتی رہی ہوں۔ تمہیں دیکھ کر ایسا لگتاہے کہ اگر تمہیں اسلام بھی کیاتو تمہارا کوئی پتانہیں، آگے سے گھونسایا تھپڑ رکھ دو۔"

زکریا باآوازِبلند بولا،

"استغفر اللہ!"

"سچ کہہ رہی ہوں۔ جیسے چارلی کو دیکھ کر یہ لگتاہے کہ یہ ایک سیکنڈ میں آپ کو تکہ بوٹی سمجھ کر چیر پھاڑ دے گا، مگر اصل میں یہ بہت وفادار دوست ہے۔ تمہیں دیکھ کر بھی کوئی یہ بات نہ مانے گا کہ تم کھانا بنالیتے ہو، تم ایک لڑکی کے لیے کھانا لگا سکتے ہو، تم برتن دھوتے ہو۔ دوست تمہارے کرمنل، وکیل، اور نہ جانے کیا کیا۔ اس دن ہمارے گھر پر میں نے کھڑکی سے تمہیں دیکھا تھا، تم اتنی سپیڈ سے گھر کے ایک کونے سے دوسرے میں بھاگے تھے اور کیسے تم پورے فوکس کے ساتھ پسٹل چلارہے تھے۔ پھر ابو کو ہسپتال لے جاتے ہوئے تم مکمل کنٹرول میں تھے۔ عام انسان توپریشان ہو جاتاہے، سمجھ ہی نہیں آتی کہ

اس کو کیا کرنا ہے، جیسے کہ میں تھی۔ میرے ہاتھ پیر پھولے ہوئے تھے، اوسان خطا تھے، مگر تم پوری طرح حاضر دماغ تھے۔ مجھے حقیقت میں تمہیں قریب سے جان کر بے یقینی کا جھٹکا لگا ہے۔ آج تمہیں کھیت میں کام کرتے دیکھ کر ایسا لگا جیسے تم تو ایک عام سے کسان ہو۔ تمہاری شخصیت کے اتنے پہلو اتنے قریب سے دیکھ لینے کے بعد بھی مجھے ایسا کیوں لگتا ہے کہ میں اب بھی تمہیں جانتی نہیں ہوں، ابھی بھی تم ایک پہیلی جیسے ہو۔

زکریا صوفے کے بازو پر کہنی رکھے بیٹھا، ایک ہتھیلی پر گال ٹکائے چارلی کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھنے کے ساتھ ساتھ پورے غور سے بتول کو سن رہا تھا، جو اپنے لیے کھانا نکالنے کے بعد زکریا کے لیے بھی نکال رہی تھی۔

بتول چپ ہوئی تو وہ بولا،

""بس؟ میرا اور چارلی کا تجزیہ مکمل ہو گیا؟

""ابھی کے لیے ہاں۔۔""

وہ گہری سانس کھینچ کر چارلی سے بولا،

""سن رہے ہو چارلی بوائے۔۔ ہمارے بیڈ بوائے امیج کی دہی بن چکی ہے۔

بتول منہ میں جاتا نوالا واپس رکھ کر انگلی اٹھا کر کچھ کہنے جا رہی تھی، جب زکریا کی

جیب میں رکھا فون بج اٹھا۔

بتول کو نوالا واپس اٹھاتے دیکھ کر زکریا سمجھ گیا کہ وہ اس کی کال کی وجہ سے اپنی

بات پوری نہیں کرے گی، اس لیے جیب سے فون نکال کر دیکھا۔

اسکرین پر "مہرداد کالنگ" لکھا آرہا تھا۔

کال آن کرنے سے پہلے زکریا بڑبڑایا،

""یااللہ خیر۔۔

"السلام علیکم مہرداد، کیسے ہو؟"

مہرداد، جو کوئی بھی تھا، مسکراتے ہوئے لہجے میں پوچھنے لگا،

""اوئے میسنے، یہ میں کیا سن رہا ہوں؟

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا نے ایک نگاہ بتول پر ڈالی اور رازداری سے پوچھا،

""کیا ہوا ہے؟

یہ پوچھ کیا نہیں ہوا۔ باقی کی ساری باتیں بعد میں آئیں گی۔ سب سے پہلے مجھے"
یہ بتا، کیا یہ بات سچ ہے کہ تم نے کسی لڑکی کو اس کے گھر سے بھگایا ہوا ہے؟
کیونکہ مجھے تو ایک فیصد بھی یقین نہیں آیا۔ تم جیسا مولوی اور لڑکی۔۔ بات میں
ذرا سا بھی دم نہیں ہے۔ اگر اس کی بجائے مجھے کوئی یہ کہے کہ تم نے کوئی گھوڑی
بھگالی ہے یا کسی کی بھینسیں چوری کر لی ہیں تو میں ایک سیکنڈ کے لیے سوچ میں
""ضرور پڑوں گا، مگر لڑکی والی بات پر تو میری ہنسی ہی نکل گئی تھی۔

زکریا دھیمے سے بولا،

""ایسی بیہودہ بات پر بس تمہیں ہی ہنسی آسکتی ہے۔

مہرداد تڑخ کر بولا،

"بیٹا، جتنا تیرے لیے میرے پر پریشر ڈالا جا رہا ہے نا، اس وقت اپنے طنز سنبھال
کر رکھ، نہیں تو جو تجھ تک رسائی پانے کے لیے مجھے کروڑ تک کی آفر کر چکے

ہیں،ان کو ابھی کے ابھی فون کر کے بول دوں گا۔بے غیرت کا پتا میں مفت میں دینے کو تیار ہوں۔"

زکریا آرام سے بولا،

"اچھا،اگر تم میرے سسرالیوں کو بھیج رہے ہو تو کیا پھر میں کال بند کر کے اپنا بیگ پیک کر لوں؟"

"بڑا شوق ہے تجھے گھوڑی چڑھنے کا۔اب مجھے بتاؤ کیا چکر ہے۔جہاں تک میرا اندازہ ہے، قتل کر کے تم پر ڈالا گیا ہے۔"

زکریا کو مہرداد جیسے دوست پر ناز ہوا، مگر عادت سے مجبور بولا،

"مجھے یقین تھا کہیں نہ کہیں تمہارے اندر سمجھ بوجھ موجود ہے۔اپنی بات سے آج تم نے ثابت بھی کر دیا ہے۔شاباش میرے لال، آج تم نے فخر سے میرا سر بلند کر دیا ہے۔"

بتول جو بظاہر تو سر جھکا کر کھانا کھا رہی تھی، مگر خاموشی اتنی تھی کہ فون سے نکلنے والی مدھم آواز بھی اس تک پہنچ رہی تھی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس لیے اب وہ حیرت کا شکار ہو رہی تھی۔ طرزِ گفتگو سے یہ تو پتا چل رہا تھا کہ وہ دونوں آپس میں گہرے دوست ہیں۔ مہرداد نے زکریا کو بیٹا کہا اور اب زکریا اس کو لال کہہ رہا تھا۔

مہرداد برجستہ بولا،

"کاش میں بھی تیرے بارے میں ایسا کچھ بول سکتا۔ تم نے تو میرا منہ کالا کروا دیا، سالے۔ میرے سخت لونڈے کے ساتھ کسی لڑکی کا نام لیا جا رہا ہے۔ یہ دن دیکھنے سے پہلے میں اندھا کیوں نہیں ہو گیا۔"

زکریا اسی دھیمے انداز میں بولا،

"جس ادا سے تم نے یہ لائنیں ادا کی ہیں، اگر کوئی ڈراموں والا تجھے سن لیتا تو کسی ڈرامے میں تمہیں چاچو ماموں کا سائیڈ رول مل ہی جانا ہے۔"

مہرداد بولا،

""اب یہ تو اندر کی میل نکال رہا ہے، کیونکہ تیرا بھائی ہیرو پیدا ہوا ہے۔

زکریا مسکرایا،

""ہاں، چائنا کا ہیرو۔۔سناؤ، پریشر سہہ جاؤ گے یا میں جیل کی تیاری پکڑ لوں؟

تم تک ہاتھ ڈالنے کے لیے توان کی آنے والی نسلیں بھی ترسیں گی۔بس اتنا"

کہنا ہے، آئندہ ایسے کارنامے انجام دینے سے پہلے مجھے کال مار لیا کرنا، تاکہ میں

"ذہنی طور پر تیار رہوں۔اب مجھے جلدی سے ساری اپ ڈیٹ دو۔

زکریا نے مختصر طور پر سب کچھ بتادیا۔

بہت مزا آنے والا ہے۔ان کو بھگا بھگا کر ماروں گا۔یہ میرے علاقے میں اگر"

"بھول کر آگئے ہیں تو آئندہ کے لیے توبہ کرلیں گے۔

زکریا نے ایک نگاہ بتول پر ڈالی اور نروس سا بولا،

""مجھے تم سے ایک مشورہ کرنا ہے۔

مہرداد اپنے نام کا ایک ہی تھا، کہنے لگا،

""تم میرے سامنے ہوتے تو میں ایک دفعہ تمہاری نظر ضرور اتارتا۔او کھلی میں

"سر دینے سے پہلے تو مجھ سے مشورہ نہ کیا، اب کیا پوچھنا ہے؟

NEELAM RIASAT NOVELS

''بتول احمد جی کا کہنا ہے کہ ہمیں شادی کر لینی چاہیے۔''

مہر داد بولا،

''میں بہت معذرت خواہ ہوں۔بتول احمد صاحبہ کی بہت عزت کرتا ہوں، مگر ان کے لیے میں ایک حرام کام نہیں کر سکتا۔مجھے ہم جنس پرستی جیسے عذاب کا شوق نہیں ہے۔''

پانی پیتے ہوئے بتول کو اچھو لگ گیا۔

زکریا ایک دفعہ اس کو دیکھ رہا تھا، پھر صدمے سے فون کو دیکھا۔

جبکہ مہر داد بتول کی کھانسی پر دھیمے سے بولا،

''''پیاری سمجھ گئی۔۔

زکریا نے بے بسی سے سر ہلایا،

''''تم دو منٹ کے لیے سیریس ہو سکتے ہو؟

NEELAM RIASAT NOVELS

مہرداد بولا،

''سیریس نوٹ پر ایک بات بولتا ہوں، اور یہ سچ تمہیں میرے علاوہ کوئی نہیں بتائے گا۔''

زکریا اس کی سیریس ٹون پر پوری طرح متوجہ ہوا۔

مہرداد کہنے لگا،

''دیکھو زکریا، انسان کو ہمیشہ حقیقت پسند ہونا چاہیے، اور بقول بزرگوں کے خوش قسمتی روز روز انسان کے دروازے پر دستک نہیں دیتی۔ اس لیے بیٹا، اگر ایک لڑکی اپنے ہوش و حواس میں خود اپنی مرضی سے تمہیں شادی کا پروپوزل دے رہی ہے تو میری بات سن، فوراً ہاں کر دے۔ کیونکہ یہ طے ہے کہ یہ چانس تجھے زندگی میں دوبارہ کبھی نہیں ملنا۔ اس کی وجہ ایک تو تیری سڑی ہوئی شکل، دوسرا تو رہتا بھی جنگل میں ہے جہاں لڑکی کیا، چڑیل بھی نظر نہیں آتی۔ ابھی کے ابھی بھابھی کو ہاں بول دو، اس سے پہلے وہ تمہیں غور سے دیکھ کر انکار کر

دیں۔اب ان کی مجبوری ہے،ورنہ کوئی لڑکی اپنے ہاتھ سے زہر کا پیالہ تھوڑی پیتی ہے۔"

ہنسی کنٹرول کرنے کے چکر میں بتول کو پھر اچھو لگ گیا۔

زکریا نے جلدی سے فون کی آواز کم کی،

"""مہرداد،اگر تیری کمینگی کا سیشن پورا ہو گیا ہو تو کام کی بات کر لیں؟

جواب میں مہرداد کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

"تم پہلی دفعہ یوں ہاتھ لگے ہو،یہ سنہری موقع جانے دیتا؟خیر،اب آتے ہیں اصل بات کی طرف۔تو سب سے بہتر حل یہی ہے کہ شادی کر لو،تاکہ یہ جو اغوا اور گھر سے بھگانے والے الزام لگ رہے ہیں،یہ ختم ہو جائیں گے۔اگر سی ٹی وی فوٹیج مل جاتی تو سارے مسئلے حل ہو جانے تھے۔"

"یہی تو غلطی ہو گئی ہے۔جیسے ہی ہم لوگ سر کو لے کر ہسپتال کے لیے نکلے ہیں،ان کے آدمی پیچھے سے آ کر سی سی ٹی وی ضائع کر گئے ہیں۔"

اب یا تو قاتل خود سامنے آ کر یہ اعتراف کرے کہ قتل اس نے کیا ہے، کیونکہ ‘‘

جو ایک گواہ ہے، اس کو تھانے میں بند کیا ہوا ہے۔ ضمانت ہی نہیں ہونے دے

’’ رہے ہیں۔

اس کی بات پر مہر داد بولا،

’’زکریا صاحب، آپ کوئی بچے تو ہیں نہیں۔ نہ اس قسم کے معاملے آپ کے

لیے نئے ہیں کہ آپ کو تجربہ نہ ہو کہ پیسہ لگا کر کیسے کیسے فیصلے کروائے جا سکتے

ہیں۔ گھی جب سیدھی انگلی سے نہیں نکل رہا تو پھر کوئی فیصلہ لے لو، یا جیل جانے

’’ کا ارادہ ہے؟

زکریا نے گہری سانس خارج کی،

’’’’ٹھیک ہے، میں سمجھ گیا ہوں۔ تمہاری مدد کا بہت شکریہ مہر داد۔

’’شکریے کی ضرورت نہیں ہے۔ نکاح پر بلا لینا، کھانا اچھا ہونا چاہیے۔‘‘

ایسی بے غیرتی کی توقع میں تجھ سے ہی کر سکتا ہوں۔ ادھر کسی کی زندگی اور‘‘

’’موت کا مسئلہ بنا ہوا ہے، اور اس نواب کو کھانے کی سوجھ رہی ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

دیکھ بیٹے، سارا کچھ زندگی کے ساتھ ساتھ ہی ہے۔ خوشی بھی اور غم بھی۔''

ویسے بھی تیری شادی کے کھانے کی مجھے ایک فیصد بھی امید نہیں تھی۔ تم نے تو کنوارا مرنا تھا۔ اب اللہ کی طرف سے تم پر انعام ہو رہا ہے، میں تو خوشی مناؤں گا۔''

زکریا نے سر تاسف سے ہلاتے ہوئے فون بند کر دیا۔

بتول نے سنجیدگی سے پوچھا،

''"یہ اتنا باتونی آدمی کون تھا، اور یہ میرے بارے میں کیسے جانتا ہے؟

زکریا نے کھانا شروع کرتے ہوئے بتایا،

''"یہ ہمارا ادھر کا ایس ایچ او مہرداد کھرل ہے۔

بتول کے ہاتھ وہیں رک گئے۔

''اس کا مطلب ان کو اندازہ ہو گیا ہے کہ تم کہاں رہتے ہو۔''

''کوشش تو وہ لوگ کر رہے ہیں۔ اللہ مالک ہے، آپ پریشان نہ ہوں۔''

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول کا دل کھانے سے اچاٹ ہو گیا۔

اپنے برتن لے کر وہ کچن میں چلی آئی۔

****

آصفہ اور مکرم کو گھر پہنچنے میں ڈیڑھ گھنٹہ لگ گیا۔

ٹیپو نے بہنوں کو اوپر اپنے کمرے میں بھیج دیا ہوا تھا۔ خود اکیلا سٹنگ روم کے صوفے پر بیٹھا رہا۔

اس انیس بیس سال کے لڑکے کو اندر ہی اندر یہ صدمہ کھانے لگا کہ آخر کب سے یہ سب چل رہا تھا؟ اس کی بہن اپنے گھر کی چار دیواری میں اتنی غیر محفوظ تھی؟ کیا اس کی ماں اس سب سے واقف تھی؟ دل نہیں مان رہا تھا۔ کیا مکرم کو اپنے بھائی کی اصلیت معلوم تھی؟ ان گنت سوال تھے اور جواب دینے والا کوئی بھی نہیں تھا۔

وہ ایک گھنٹہ جو اس نے اپنی ماں کے انتظار میں گزارا، وہ نہ جانے کس کس محاذ پر لڑا۔ وہ اس کی زندگی کا سب سے طویل گھنٹہ ثابت ہوا جو ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔

نہ جانے کتنے سال گزر گئے جب گیٹ پر گاڑی کا ہارن بجا۔ جب وہ صوفے سے اٹھا تو اس کو ایسا لگا جیسے اس کا جسم بیس سال کا سفر طے کر چکا ہو۔ اس کو اپنے گھٹنوں میں درد محسوس ہوا۔ زندگی کے بوجھ نے اس کی کمر تھکا دی۔

تھکے ہوئے قدموں سے اس نے گیٹ کھولا۔ مکرم گاڑی اندر لے آئے۔

دونوں میاں بیوی کے چہروں پر فکر مندی تھی۔

مکرم کے کچھ پوچھنے سے پہلے ہی ٹیپوان کے قریب آکر بولا،
"سیڑھیوں کے ساتھ والے کمرے میں آپ کا بھائی موجود ہے، اس کو دیکھ لیں۔"

اس کے لہجے اور انداز میں کچھ ایسا تھا کہ مکرم اس سے کوئی سوال کیے بغیر اندر کی جانب چلے گئے، جبکہ آصفہ حیرت سے پوچھنے لگیں،
""وہ تو ارسلہ کا کمرہ ہے؟ سعود وہاں کیا کر رہا ہے؟

جیسے ہی آصفہ کی توجہ ٹیپو کے حلیے پر گئی، وہ پچھلا سوال بھول گئیں۔

"یہ تمہارے کپڑے کیسے پھٹے ہیں؟ تمہارے پیٹ پر کٹ کیسے لگ گیا؟ کیا گھر پر چور آگئے تھے؟ تم سب ٹھیک ہو؟"

یہ سوال اور پھر اس کے بعد کا ہر سوال جو بھی ٹیپو سے پوچھا گیا، کسی ایک کا بھی جواب نہ ملا، نہ اس کی ماں کو، نہ ہی مکرم کو۔

مکرم نے جب اپنے بھائی کو خون میں نہایا بے سدھ پایا تو کانپتے ہاتھوں سے انہوں نے اس کو سیدھا کر کے اس کی نبض دیکھی، جو بالکل ٹھنڈی پڑ چکی تھی، بالکل اس فرش کی طرح جس پر وہ پچھلے تین گھنٹوں سے پڑا ہوا تھا۔

پھر بھی کسی معجزے کی امید میں انہوں نے ایمبولینس کو فون کر دیا۔

ٹیپو باہر پھولوں کی کیاری کے پاس بیٹھا رہا۔ چہرے پر سالوں کی مسافت تھی، مگر زبان بالکل بند تھی۔

اس کے سامنے ایمبولینس والے اندر گئے۔ سعود کو مردہ کہہ کر انہوں نے پولیس کو فون کر دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہاں لوگوں کا رش لگ گیا۔ جتنے منہ تھے اتنی باتیں ہونے لگیں، کسی نے کچھ کہا، کسی نے کچھ۔

مکرم پولیس والوں کو جھوٹی چوری کی کہانی سنا رہے تھے، جب خاموش بیٹھے ٹیپو نے سب کے ہوش خطا کر دیے۔ اس نے پولیس والوں کو صاف کہہ دیا،

""اس کا قتل میں نے کیا ہے۔

مکرم کو تو سمجھ ہی نہیں آیا کہ ہو کیا رہا ہے۔ آصفہ کے آنسو اور دہائیاں ہر بات کو نظر انداز کر کے پولیس والے ٹیپو کو اور لاش کو اپنے ساتھ لے گئے۔ آصفہ کا میکہ بھی آ گیا۔

ہر کسی کے دماغ میں ایک نئی کہانی چل رہی تھی، مگر اصل کا کسی کو بھی پتا نہ چل سکا، کیونکہ نہ تو ٹیپو نے کچھ بتایا، نہ ارسلہ کی زبان کھلی۔ چھوٹی بچیوں سے کیا پتا چل سکتا تھا، مگر پولیس نے اپنی سی کوشش کی کہ تفتیش کر سکے۔

سب کے سمجھانے کے باوجود ٹیپو نے نہ تو اپنا بیان بدلا، نہ ہی مزید کچھ بتایا۔

مکرم نے بھائی کو دفنانے کے بعد خود کو ایک خول میں بند کر لیا۔جب آصفہ نے کہا،

"پولیس کو بولیں، ہمیں سعود کے قتل پر کوئی ایکشن نہیں لینا ہے، لہٰذا وہ ٹیپو کو چھوڑ دیں۔"

مکرم نے اتنی سرد نظروں سے آصفہ کو دیکھا کہ وہ اپنی بات بھول گئیں۔

"پورا مہینہ گزر جانے کے باوجود مجھے یہ علم نہیں ہو سکا کہ آخر میرے بھائی کا قتل کیوں کیا گیا ہے؟ تمہارا بیٹا ابھی تک ایک ہی بات کہتا ہے کہ اس نے میرے بھائی کو مارا ہے۔کیوں مارا ہے؟ کس لیے ایسا ہوا؟اس کا کوئی جواب نہیں دیتا۔ اگر تم چاہتی ہو کہ میں تمہارے بیٹے کو باہر نکلواؤں تو اس کو بولو مجھے سچ بتائے، مجھے میرا بھائی واپس کرے۔اس دنیا میں میرا ایک ہی خونی رشتہ تھا،اس کو بھی مجھ سے چھین لیا گیا ہے۔"

آصفہ کے گھر والوں کی تمام کوششوں کے باوجود ٹیپو کو سزا ہو گئی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

جس دن اس کو سزا سنائی گئی، آصفہ نے ارسلہ کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔

مجھے بتاؤ، میرے بیٹے کی جوانی کو یہ روگ کیسے لگ گیا؟ میرا بیٹا تو اس قسم کا ہے" ہی نہیں۔ نہ اس نے کبھی کسی سے تلخ کلامی کی ہے، نہ کسی سے جھگڑا کیا ہے۔ سعود کے ساتھ اس کی دوستی نہ سہی، دشمنی بھی نہیں تھی۔ پھر یوں اچانک حالات ایسے کیوں ہو گئے؟"

ارسلہ سر جھکا کر ٹیپو کے لیے روتی رہی، مگر بولی کچھ بھی نہیں۔

مکرم نے وہ گھر بیچ دیا۔ لوگوں کے سوال، چہ مگوئیاں —— ان سب کا سامنا کرنا مشکل ہو گیا تھا۔

****

برتن سنک میں رکھنے کے بعد ایک ساس پین میں ایک کپ پانی ڈال کر چولہے پر رکھا۔ شلف پر ہی مسالوں والے ڈبے پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے پتی چینی اور الائچی الگ کی۔

جب تک پانی میں ابال آیا، اس نے اپنے برتن دھو دیے۔

دماغ سوچوں سے پھٹ رہا تھا۔

چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔

گھر میں مکمل خاموشی تھی۔ چارلی صحن میں چل پھر رہا تھا۔

"ابو جی، مجھے آپ کی بہت ضرورت ہے۔"

ابو کا خیال آتے ہی آنکھ بھر آئی۔ تنہائی کا احساس رگ و جاں میں سما گیا۔ اپنا گھر شدت سے یاد آیا۔ بے فکری، تحفظ اور سکون —— سب کچھ ختم ہو گیا ہے۔

اپنی آستین سے آنسو صاف کر رہی تھی جب زکریا کچن میں آیا۔

وہ جانتا تھا وہ رو رہی ہے، مگر اس نے کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا۔ سارے برتن لا کر سنک کے پاس رکھے۔ بچا ہوا سالن فریج میں رکھا۔ برتن خالی کر کے دھو دیے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس دوران بتول بالکل خاموشی سے چولہے کے سامنے کھڑی چائے بناتی رہی۔ دونوں نے نہ ایک دوسرے کی طرف دیکھا، نہ کوئی بات کی۔ زکریا کا چہرہ بتول سے بھی زیادہ سنجیدہ تھا۔

وہ سنک صاف کر رہا تھا۔ چائے بن جانے پر بتول نے دو کپ بھرے۔ ایک کپ زکریا کے پاس شلف پر رکھ کر اپنا کپ ہاتھ میں لے کر کچن سے نکل آئی۔

اس نے صوفے پر بیٹھ کر چارلی کو دیکھتے ہوئے چائے پی، جبکہ زکریا وہیں کچن میں سنک کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا چائے پیتے ہوئے نہ جانے سامنے والی دیوار پر کیا کھوجتا رہا۔

چائے ختم کر کے وہ کچن سے نکلا تو ہاتھ میں ہاٹ پاٹ میں بچی روٹیاں تہہ بنا کر پکڑ رکھی تھیں۔ بیرونی دروازے کی جانب جاتے ہوئے بولا،

""میں تھوڑی دیر کے لیے ڈیرے پر جا رہا ہوں۔

بتول چونک گئی۔

""کیا میں یہاں اکیلی رہوں گی؟""

NEELAM RIASAT NOVELS

''چارلی آپ کے ساتھ ہے۔''

بتول تو ویسے بھی اپنی سوچوں سے فرار چاہ رہی تھی، اس لیے اسی وقت اٹھ کھڑی ہوئی۔

''چلو چارلی، ہم بھی زکریا کے ساتھ چلتے ہیں۔''

زکریا رک گیا۔

''آپ اتنے اندھیرے میں کیسے جائیں گی؟''

''جیسے تم جاؤ گے۔''

''مجھے تو عادت ہے، میرا روز کا کام ہے۔''

''کیا تم مجھے ساتھ لے کر جانا نہیں چاہ رہے؟''

وہ اس کے مخالف سمت دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا،

''ارے، یہ بات نہیں ہے۔ میں آپ کی بے آرامی کی خاطر کہہ رہا ہوں۔ اگر ''ڈیرہ دیکھنا ہے تو دن کے وقت چکر لگا لیجیے گا۔ رات کو کیا دیکھیں گی؟

NEELAM RIASAT NOVELS

وہ ایک دم سے تپ گئی۔

زکریا، میں پچھلے تین چار دن سے اس چار دیواری میں بند ہوں۔مجھے شدید''
ڈپریشن ہو رہا ہے۔اگر میں تھوڑی دیر باہر واک کر لوں گی تو تمہیں کیا تکلیف
ہے؟میں کب کہہ رہی ہوں مجھے سر پر اٹھا کر لے کر جاؤ۔اپنے پیروں سے
''چلوں گی۔

زکریا نے ایک دم ہاتھ کھڑے کر دیے۔

''ٹھیک ہے، ٹھیک ہے، سمجھ گیا۔چلیں،آئیں۔''

وہ اسے گھورتے ہوئے اس سے پہلے گھر سے باہر نکل آئی۔

چارلی اس کے پیچھے تھا۔زکریا نے دروازے کو باہر سے کنڈی لگا دی۔

بتول نے حیرت سے پوچھا،

''''تالا نہیں لگاؤ گے؟

وہ بے نیازی سے بولا،

''''ادھر کس نے آنا ہے۔

بتول نے اپنے ارد گرد نگاہ ڈالی۔ گہرا اندھیرا دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ہوا چل رہی تھی۔اس نے آنکھیں بند کر کے ہوا کو اپنے چہرے پر محسوس کیا۔

زکریا گودام کی جانب بڑھ گیا۔بتول اس کی پیروی میں چل رہی تھی۔چارلی جانوروں کی آوازیں سن رہا تھا۔جدھر سے گیدڑ کی آواز آتی،ادھر کو اس کے کان مڑ جاتے۔

زکریا نے گودام کے گیٹ کا کوڈ ڈالا تو گیٹ کھل گیا۔

وہ بتی جلائے بغیر اندر گیا۔بتول اور چارلی باہر ہی رک گئے۔

دو منٹ بعد ہی موٹر سائیکل اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔اگلے پل موٹر سائیکل گیٹ سے باہر تھا۔اس نے کوڈ ڈال کر گیٹ واپس بند کر دیا۔

بتول کہے بغیر نہ رہ سکی،

""یہاں تو لاک لگا یا ہوا ہے۔گھر کو کیوں کھلا رکھا؟

"یہاں کروڑوں کی مشینری پڑی ہے۔گھر پر کیا ہے؟"

''تمہاری آئی ڈی، تمہارا اسلحہ، تمہارے پیسے۔''

اندھیرے میں اس کو ایک نگاہ غور سے دیکھا، پھر نظر پھیر لی۔

دھیرے سے بولا،

''اسلحہ میرے نام پر نہیں ہے۔ بیٹھیں۔

''ہم اس پر سواری کریں گے تو چارلی کیسے آئے گا؟''

''وہ ساتھ ساتھ چلتا ہوا آجائے گا۔''

وہ ڈیرے کی بتیوں کی جانب نگاہ ڈال کر بولی،

''کیا ڈیرہ بہت دور ہے؟

''نہیں۔''

''پھر ہم موٹر سائیکل پر کیوں جا رہے ہیں؟''

''تاکہ جلدی پہنچ جائیں اور جلدی واپسی ہو سکے۔''

''اچھا۔''

NEELAM RIASAT NOVELS

"جی۔"

وہ ایک طرف ٹانگیں کر کے بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی،

""تم نے روٹیاں پکڑی ہوئی تھیں، وہ کدھر گئیں؟

زکریا نے مڑ کر دیکھا، اس کے بیٹھ جانے کی تصدیق کر لینے کے بعد موٹر سائیکل آگے بڑھاتے ہوئے بولا،

""وہ میں نے جیب میں رکھ لی ہیں۔

"اُف اللہ زکریا، اب وہ روٹیاں کھانے کے لائق نہیں رہی ہیں۔"

"انسان نے کھانی بھی نہیں ہیں۔ جس کے لیے ہیں، وہ کھا لے گا۔"

"کس کے لیے ہیں؟"

"مارول کے لیے۔"

"مارول کون ہے؟"

"چارلی کا بھائی۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

"اوہ۔"

موٹر سائیکل کی بتی اندھیرے کو چیر کر ایک لائن سی بنا رہی تھی۔ اس لائن میں کچا راستہ نظر آرہا تھا۔ بتول اس پہاڑ جیسے انسان سے جتنی دوری بنا کر بیٹھ سکتی تھی، بیٹھی ہوئی تھی۔ چاندنی رات میں راستے پر اپنا سایہ ابھر رہا تھا۔

اس نے گردن پیچھے کو موڑ کر دیکھا۔ چارلی بھاگتا ہوا آرہا تھا۔ کبھی رک کر کسی سمت دیکھنے لگتا، مگر چند سیکنڈ بعد پھر بھاگتا ہوا ان کی طرف آجاتا۔ زکریا درمیانی رفتار پر موٹر سائیکل چلا رہا تھا، اس لیے ان کو ڈیرے تک پہنچنے میں چھ منٹ لگ گئے۔

وہاں پہنچ کر اس نے بائیک چھوٹی سی اونچائی والی دیوار کے باہر ہی روک دی۔

سامنے کھڑے لڑکے کو دیکھ کر پوچھتے ہوئے بائیک اسٹینڈ کرنے لگا،

"""کیا مال کو آج اندر باندھا ہے؟

نئیں، ابا کہندا اے اجے اینی ٹھنڈ نہیں ہوئی۔ اگلے ہفتے تک ایناں نوں باہر ہی" "رکھنا اے۔

دیوار کے اس پار جانور بندھے تھے، مگر بتول کو اس طرف سے گوبر اور جانوروں کی بدبو اتنی تیز آئی کہ بے اختیار اس نے جلدی سے اپنا دوپٹہ ناک پر رکھ لیا۔ ماتھے پر بل پڑ گئے۔ وہ وہیں موٹر سائیکل کے پاس کھڑی رہی، زکریا اندر چلا گیا۔

اب وہ کسی ساور کو آوازیں دے رہا تھا، اور بتول اپنے بازو پر کاٹنے والے مچھر کو ہاتھ مار کر بڑبڑائی،

""یہاں کتنی بدبو ہے۔

ساور، رات کو اوس پڑنی ہے۔ اگر سب کو اندر نہیں باندھنا تو کم از کم سجروں کو"
"اندر کر دو۔

(جس بھینس کی ڈلیوری ہوئی ہو یا ہونے والی ہو)

وہ ہدایات دیتا آگے بڑھ گیا، جبکہ بتول مچھروں اور بدبو سے تنگ ہونے کے باوجود باہر گیدڑوں کا شور سنتے ہی ڈر کر چار دیواری کے اندر آ گئی۔

اندھیرے میں پیر رکھ کہیں رہی تھی، پڑ کہیں پر رہا تھا۔اس کو زکریا اور دوسرے لوگوں پر رشک آیا—کیسے اعتماد کے ساتھ چل پھر رہے تھے۔

ابھی پوری طرح اندر بھی نہیں آئی تھی کہ کتے کے بھونکنے پر سینے میں دل دہل گیا۔قدم لڑکھڑا گئے،اور چیخ مار کر سمت کا تعین کیے بغیر اندھا دھند بھاگی۔

حویلی کے دوسرے کونے کو پہنچنے والے زکریا کو چیخ نے متوجہ کیا۔اس نے وہیں سے سیٹی مار کر آواز لگائی،

""مارول، باز آجا۔

مارول جو زور و شور سے بھونکنے میں مصروف تھا،زکریا کے حکم پر ایک دم چپ کر گیا۔مگر بتول اپنی جان بچانے کے چکر میں جو بھاگی تو گوبر کے ڈھیر میں سے ہوتی ہوئی ایک کونے میں لگ کر کھڑی تھی۔

اور اب پوری طرح آنکھیں پھاڑ کر اپنے سامنے موجود بھینس کو خونخوار نظروں سے خود کو دیکھتے پا کر سینے سے دبی دبی چیخ نکلی،

""زکریا...مجھے بچا لو پلیز... نہیں تو یہ مجھے کھا جائے گی۔

بھینس نے اس کی جانب سر کیا تو وہ حلق پھاڑ کر بولی،

"زکریا...!"

وہ تیزی سے چلتا اس تک پہنچا تھا۔

"آپ ادھر کیسے پہنچ گئی ہیں؟"

زکریا نے بھینس کو ایک طرف دھکیل کر اس کے لیے باہر نکلنے کا راستہ بناتے ہوئے حیرت سے پوچھا، جس پر وہ ڈرتے ہوئے بولی،

"اس کو پکڑ کر رکھنا، یہ مجھے گھور رہی ہے۔"

"یہ آپ کو کچھ نہیں کہے گی۔ بھینسیں گوشت نہیں کھاتی ہیں۔"

وہ ڈرتے ڈرتے اس کونے سے نکلی اور زکریا کے بازو کو زور سے جکڑ لیا۔

"تمہارا کتا تو مجھے کھا ہی جاتا اگر تم آواز نہ لگاتے۔"

زکریا نے اپنے بازو کو دیکھا جو بتول کی گرفت میں تھا، اور بتول کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ وہ صاف محسوس کر رہا تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول کی چیخوں نے پاگاں کی نیند توڑ دی تھی۔ وہ سر پر بندھے دوپٹے سمیت باہر آئی۔

بتول پر نظر پڑتے ہی بولی،

"''میرا تے مڑ ترہا نکل گیا۔ ساڈے گھر کیڑی چھور آ گئی آ۔

زکریا نے پاگاں کو دیکھ کر جیسے سکھ کا سانس لیا۔ جلدی سے بولا،

"''مائی، بی بی کو اپنے ساتھ اندر لے جاؤ۔

زکریا کی نظر بتول کے جوتوں پر پڑی جو پوری طرح گوبر اور مٹی سے بھرے ہوئے تھے۔ وہ پانی کے خوض کی جانب آ گیا۔ اس طرف کوئی جانور نہیں تھا، اس لیے بتول نے زکریا کا بازو چھوڑ دیا۔

زکریا نے پانی کے ٹب میں سے ایک مگ بھر کر بتول کے جوتوں پر ڈالا۔ پھر دو مگ مزید ڈالے۔

پاگاں وہاں پہنچ گئی۔ بتول اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے ساتھ چل پڑی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ساتھ ساتھ پوچھ رہی تھی،

"پاگاں،آپ یہاں کیسے رہتی ہو؟ یہاں تو اتنا گند ہے،اور بدبو اتنی ہے، یہاں تو کھڑا نہیں ہوا جارہا ہے۔"

پاگاں نے بتول کو سر تا پا ایسے دیکھا جیسے اس کی دماغی حالت پر شبہ ہو رہا ہو،

"تو گوئے وچ کھڑیں گی،تا بوتے آونی ہی اے۔انسان وانگ سکے سکے چل نا۔"

پاگاں کے ساتھ ایک کمرے میں قدم رکھے، گرماہٹ کا احساس تو ہوا مگر بلب کی مدھم روشنی میں اس کمرے کے کونے میں کھڑے بکری کے بچے نظر آئے۔

بتول کی آنکھیں پھیل گئیں۔

اس نے وہاں بچھے بستر کی جانب اشارہ کیا،

"""پاگاں، یہ تمہارا بیڈروم ہے یا بکریوں کا؟

ایہناں دی ماں مر گئی اے۔ایس لئی میں ایہناں نوں اپنے نال رکھدی آں۔"

"بارتے ایں سر دی نال مر جان گے۔آجا، ایتھے بیٹھ جا۔

بتول انہی قدموں سے واپس ہو گئی۔

کمرے میں تو دو پل رکنا محال ہے۔اندر موجود جانوروں کی خاص بدبو سے مجھے"

"لگا کھانا باہر آجائے گا۔

"نہیں، میں یہاں باہر ہی ٹھیک ہوں۔"

حویلی کے تین کونوں میں بلب تو جل رہے تھے، مگر اندھیرا پھر بھی تھا۔کہیں کسی جانور کے گلے میں بندھی ٹلی بولی، کہیں کوئی جانور زور سے سانس لیتا، ماحول میں بظاہر خاموشی ہونے کے باوجود ایک شور تھا۔زندگی کے ردھم کا شور ایک ایسے نظام کا شور جو سامنے نظر نہیں آتا مگر پس منظر میں ہر وقت چل رہا ہے۔ہر چیز ایک دوسرے سے جڑی ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول کو یوں محسوس ہوا کہ وہ کسی اور سیارے پر نکل آئی ہے۔ یہاں کا نظام حیات اس کی زندگی سے بہت مختلف ہے۔ یہاں کے قانون و قائدے بھی الگ ہیں۔

گھوڑے کی ہنہناہٹ پر اس نے اس جانب دیکھا۔ زکریا ایک ایسے کمرے کے باہر کھڑا تھا، جس پر لگے آدھے دروازے کے اوپر سے سفید رنگ کا گھوڑا گردن نکال کر زکریا کے ہاتھ کو سونگھ رہا تھا۔

باقی کا سارا وقت وہ وہیں کمرے کے باہر دیوار کے پاس کھڑی رہی۔ چارلی آرام سے آگے پیچھے چہل قدمی کرتا رہا۔ اس کا بھائی مارول بار بار بتول کو مشکوک نظروں سے دیکھتا۔ بتول اس سے نظر چرا لیتی۔

بیس منٹ بعد زکریا اپنے کام مکمل کر کے آیا، اپنی جیب سے چابی نکالتے ہوئے باہر کو جاتے ہوئے اس سے کہا،

"""آجائیں۔

جب تک وہ باہر آئی، وہ بائیک ریورس کر چکا تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول اس کے پیچھے بیٹھی، وہ مائی سے کہہ رہا تھا،

''امانت سے کہنا، رات کو رستم کی خبر لیتا رہے۔ اس کی طبیعت مجھے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔ اس کا چارہ بھی ویسے ہی پڑا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی مسئلہ ہو تو فوراً مجھے کال مار دینا۔ میں نے ڈاکٹر کو بلایا ہے، وہ دوپہر تک آئے گا۔''

پاگاں نے اس کو تسلی دی۔

موٹر سائیکل کے آگے بڑھتے ہی بتول نے پوچھا،

''رستم کون ہے؟''

''میرا گھوڑا۔''

''اوہ۔''

موٹر سائیکل کی آواز کے سوا نہ وہاں پر کوئی اور آواز تھی، نہ ان دونوں کے سوا کوئی انسان۔ ہر سیکنڈ کے ساتھ ڈیرہ دور ہوتا گیا۔

گھر تک پہنچتے جھینگو کی آواز زیادہ تیز ہو گئی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

گھر پہنچ کر بھی بتول کے دماغ سے وہ بو نہ گئی۔ مجبوراً اس نے اپنے پسندیدہ باڈی واش سے ہاتھ لیا۔ اپنے جوتے سیدھے ڈسٹ بن میں پھینک دیے۔

آئندہ یہاں اکیلی رہ لوں گی، مگر اس بدبو کے گھر میں نہیں جاؤں گی۔ اب سمجھ "آیا کہ اس نے یہ گھر حویلی سے دور کیوں بنایا ہوا ہے۔"

جیسے ہی وہ بیڈ پر لیٹی، تمام فکریں واپس آ گئیں۔ تب اس کو احساس ہوا کہ پچھلے ایک گھنٹے میں اس کا دماغ جانوروں اور ان کی بدبو نے اتنا مصروف رکھا کہ وقتی طور پر ہی سہی، مگر وہ اپنے مسائل بھول گئی تھی۔

اب جب پھر سے کل کیا ہو گا جیسے سوال سے سامنا ہوا تو بے اختیار وہ بیڈ سے نکل آئی۔ اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ صوفے پر لیٹے زکریا کا چہرہ دوسری جانب تھا۔ بتول اس کے سر کی جانب کھڑی تھی۔ چارلی صوفے کے پاس لیٹا ہوا تھا۔

بتول کو لگا شاید وہ سو گیا ہو۔

NEELAM RIASAT NOVELS

مگر اس کے دائیں پیر کو مسلسل حرکت کرتے دیکھ کر وہ بولی،

""زکریا؟

"جی بی بی۔"

میں ساری عمر یہاں چھپ کر نہیں بیٹھ سکتی ہوں۔ تم آج کی رات سوچ لو،"

"کل مجھے اپنا فیصلہ بتا دینا۔

وہ اسی طرح لیٹے لیٹے پوچھنے لگا،

""اگر میں نہ کر دوں تو؟

تم اپنے فیصلے میں بالکل آزاد ہو۔ میں تمہیں مجبور نہیں کروں گی، مگر پھر میں"

"یہاں بھی نہیں رہوں گی۔

"کہاں جائیں گی؟"

"اپنے گھر جاوں گی۔"

"اگر میں ہاں کروں تو آپ یہاں رہیں گی؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

''ہاں، کیونکہ پھر میرے پاس یہاں رکنے کا کوئی جواز ہوگا۔''

آپ مجھے جانتی نہیں ہیں، مگر میں ضرور جانتا ہوں کہ اگر میں آپ سے شادی''
''کرلوں، تو آپ ساری عمر پچھتاتی رہیں گی۔

اپنے فیصلے کے اثرات کی ذمہ داری میں خود ہوں گی۔ جو بھی ہو، میں کبھی''
''تمہیں الزام نہیں دوں گی۔

''ٹھیک ہے۔ کل ہم نکاح کر لیتے ہیں، مگر میری ایک شرط ہے۔''

بتول کتنی دیر اس کے سر کے سیاہ بالوں کو دیکھتی رہی۔ زکریا کو لگا وہ خود ہی پیچھے ہٹ جائے گی، مگر بتول نے اس کو حیران کر دیا۔

''کیسی شرط؟''

یہ شادی صرف کاغذی نہیں ہوگی، بلکہ ایک حقیقت پر مبنی تعلق ہوگا جس میں''
دونوں فریقین کے حقوق و فرائض ہوں گے۔ میں جانتا ہوں آپ صرف آج کا

NEELAM RIASAT NOVELS

سوچ رہی ہیں۔ آپ کو لگ رہا ہے کل جب سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا، آپ مجھ سے طلاق لے لیں گی۔"

وہ دیکھ بھی نہیں رہا تھا، پھر بھی بتول نے اس کے اتنا سچ بولنے پر نظر چرائی۔

"کل کی کل دیکھ لیں گے زکریا۔ ابھی کے لیے آج اہم ہے۔"

وہ دھیمے سے ہنسا،

""میں نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے۔ اب آپ سوچ سمجھ لیں۔

بتول نے چارلی کی وجہ سے دروازہ لاک نہیں کیا۔

بیڈ پر آنے کے بعد اس نے ابو کا فون لیا اور الگ الگ پاس ورڈ ٹرائی کرنے لگی۔ جو پاس ورڈ وہ زیادہ استعمال کرتے تھے، وہ نہیں چل رہا تھا۔ وہ ان کی عادت سے واقف تھی، ہر ماہ وہ اپنے لیپ ٹاپ اور فون کا پاس ورڈ تبدیل کرتے تھے۔

بار بار کوشش کرنے کی وجہ سے سکرین پہلے ایک منٹ، پھر پانچ منٹ، اور پھر آدھے گھنٹے کے لیے لاک ہو گئی۔

اس نے لیپ ٹاپ نکالا مگر وائی فائی نہ ہونے کی وجہ سے اس پر کچھ نہ کر پائی۔

بس گیلری میں پڑی ابو کی اور اپنی تصویریں دیکھ دیکھ کر روتے روتے سو گئی۔

بتول کی تو آنکھ لگ گئی۔ایک وہ تھا جو نہ جانے کون کون سے واقعات کو دماغ کی خالی سکرین پر دہرا رہا تھا کہ نیند آنکھوں سے کوسوں کی دوری پر لگ رہی تھی۔ کروٹ پر کروٹ بدل بدل کر اب دماغ کے ساتھ ساتھ اس کا جسم بھی دکھ رہا تھا۔

******

رسپشن پر بیٹھی لڑکی نے سلام کی آواز پر سر اٹھا کر اپنے سامنے موجود خاتون کو مسکرا کر پوچھا،

""وعلیکم السلام جی، میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں؟

آصفہ مکرم نے جواب دیا،

""میرا نام آصفہ مکرم ہے۔میری وکیل صاحبہ کے ساتھ ملاقات طہ ہے۔اس کے لیے آئی ہوں۔""

لڑکی نے کمپیوٹر پر سپریڈ شیٹ والی سلائیڈ کھول کر آصفہ نام کو کنفرم کرنے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا،

"""آپ اندر تشریف لے جائیں۔

آصفہ نے اپنے ہینڈ بیگ پر مضبوط گرفت رکھی، جو اس کی ذہنی کشمکش کی عکاس تھی۔ اس نے لڑکی کا شکریہ ادا کیا۔

لکڑی کا بھاری دروازہ دھکیل کر جب وہ کمرے میں داخل ہوئی، تو آفس کافی کھلا تھا۔ دو دیواروں میں کھڑکیاں تھیں جن کے آگے بھاری پردے گرے ہوئے تھے۔ فرش پر قالین بچا ہوا تھا۔ دائیں دیوار کے ساتھ بنی الماری میں ترتیب سے فائلیں لگی ہوئی تھیں۔ اس کے ساتھ ایک بڑے گملے میں پودا پڑا ہوا تھا۔ دیوار سے تھوڑا ہٹ کر صوفے اور کافی کی میز رکھی گئی تھی۔ دروازے سے بالکل سامنے والی کھڑکی کے آگے بھاری لکڑی کا ڈیسک رکھا تھا، جس پر آصفہ کی ہم عمر وکیل اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کا استقبال کرنے کے لیے آئی۔

سلام دعا کے بعد آصفہ نے کہنا شروع کیا،

""وکیل صاحبہ، آپ کی بہت مہربانی جو آپ نے مجھے اپنا قیمتی وقت دیا۔

وکیل نے مسکراتے ہوئے کہا،

"پلیز وکیل صاحبہ کی بجائے اگر آپ مجھے ثمن کہہ کر مخاطب کریں تو مجھے زیادہ اچھا لگے گا۔ سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں وقت کی انتہائی پابند ہوں۔ اور مجھے خوشی ہوئی کہ آپ دیئے گئے وقت سے تین منٹ پہلے ہی پہنچ گئی ہیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیے۔"

آصفہ میز کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گئی۔

ثمن نے بھی اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا،

""شکریہ۔ فرمائیں، میں آپ کے لیے کیا کر سکتی ہوں؟

آصفہ نے اپنی گود میں رکھے ہاتھوں کو آپس میں مسلتے ہوئے کہنا شروع کیا،

"مسز ثمن، مجھے آپ کے بارے میں میری دوست نے بتایا ہے۔ اس کا کہنا ہے

کہ جس وقت میں کوئی میری مدد نہیں کر رہا ہوتا، آپ کچھ نہ کچھ ضرور کریں گی۔"

ثمن نے نرمی سے گویا ہوئیں،

"مسائل کا حل تو اللہ کی ذات خود نکال دیتی ہے۔ انسان تو محض وسیلہ بنتا ہے۔ اگر اللہ نے آپ کو آسانی پہنچانے کے لیے مجھے چنا ہے، تو پھر کوئی نہ کوئی سبب بنا دے گا۔ آپ مجھے تفصیل سے بتائیں، کیا ہوا ہے؟"

آصفہ کے لب کپکپانے لگے۔ نظریں جھک گئیں۔ بڑی مشکل سے رندھی سی آواز میں بولی،

"یہی تو علم نہیں ہے کہ کیا ہوا ہے۔ مگر میرا گھر اجڑ گیا ہے۔ گھر سے جس پل نکلی ہوں، تب میری ساری اولاد ہنستی بولتی زندگی سے بھرپور چھوڑ کر نکلی ہوں۔ واپس آئی ہوں تو نہ میرا بیٹا وہ رہا نہ میری بڑی بیٹی۔ میرا تو آنگن ہی برباد ہو گیا ہے۔ جن بچوں کی بھلائی کو میں نے ہمیشہ اپنی پہلی ترجیح رکھا تھی، مجھ سے کہیں

بہت بڑی کوتاہی ہوئی ہے۔ میرے بچے مجھ سے چھن گئے ہیں۔اور ظلم کی انتہا یہ ہے کہ مجھے وجہ بھی معلوم نہیں ہے۔"

ثمن نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کونے میں رکھی میز پر پڑا کانچ کا جگ اٹھایا اور ایک گلاس میں پانی انڈیل کر آصفہ کو دیا،

""یہ پی لیں اور خود کو تھوڑا پر سکون کریں تا کہ آپ مجھ سے بات کر سکیں۔

آصفہ نے پانی کا گلاس تھام لیا۔ ثمن نے میز پر رکھے ٹشو کے ڈبے کو آصفہ کی جانب بڑھایا۔ آصفہ نے وہ دو ٹشو لے کر اپنا چہرہ صاف کیا جو پوری طرح آنسوؤں سے تر تھا۔ کچھ بولنے کے قابل ہوئی تو کہنے لگی،

"میرا نام آصفہ ہے۔ مکرم میرے دوسرے شوہر کا نام ہے۔ میرے پہلے شوہر کا روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تھا۔ مکرم سے شادی سے پہلے میری شرط یہی تھی کہ اگر وہ میرے دو بچوں کو قبول کرے گا تو میں اس سے شادی کروں گی۔ اور مکرم نے کبھی اپنے اور میرے بچوں میں فرق نہیں کیا تھا۔ اس نے ہر طرح سے میرے دونوں بڑے بچوں کا خیال کیا ہے۔ مکرم کا ایک ہی بھائی تھا جو عمر

NEELAM RIASAT NOVELS

میں مکرم سے چھوٹا تھا اور ہمارے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا تھا۔ کاروبار میں بھی پورا ساتھ دیتا تھا۔ جب سے مکرم کے بھائی کی موت ہوئی ہے اور میرے بیٹے نے اس کی موت کا الزام اپنے سر لیا ہے، تب سے میں تین لوگ کھو چکی ہوں۔ میری بیٹی ارسلہ، میرا بیٹا ٹیپو اور میرا شوہر مکرم۔ یہ تینوں ایک دم خاموش ہو گئے ہیں۔''

''ٹیپو کو اعتراف جرم کے بعد جب سے سزا ہوئی ہے، تب سے مکرم صرف ایک دفعہ اس سے ملنے گیا ہے۔ گھر میں ٹیپو کے بارے میں بات کرنے پر پابندی لگ گئی ہے۔ میں اپنا دکھ بھی بیان نہیں کر سکتی۔''

آصفہ نے اس دن جو ہوا، جیسے ہوا، سب ثمن کو بتایا اور اس کے بعد سے جو تبدیلی ہوئی وہ بھی مختصر بتا دی۔

ثمن نے پوچھا،

''آپ مجھ سے کیا چاہتی ہیں؟''

آصفہ بولی،

''میں نے سنا ہے کہ آپ کسی خیراتی ادارے سے منسلک ہیں جہاں ذہنی مسائل کا حل کیا جاتا ہے، ڈپریشن کا علاج کیا جاتا ہے۔ مجھے یقین ہو چلا ہے کہ میری ارسلہ ڈپریشن میں ہے۔''

ثمن نے پوری توجہ سے سنتے ہوئے پوچھا،

''آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے؟''

آصفہ نے جواب دیا،

''سب سے پہلے اس نے بولنا بند کیا۔ میں سمجھی، بھائی کا دکھ ہے، چند ماہ میں ٹھیک ہو جائے گی۔ مگر وقت کے ساتھ اس نے دوست چھوڑ دیے، رشتے داروں سے ملنا ترک کیا۔ سکول جانے سے صاف انکار کیا۔ میری کوئی منت سماجت اس کی ہاں میں تبدیل نہیں کر پائی۔ اس کی صحت بہت متاثر ہوئی، اس نے فیملی کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دیا۔ دن کا زیادہ وقت وہ اپنے کمرے میں بند رہتی ہے۔ اکثر رات کو نیند میں ڈر کے اٹھ جاتی ہے، پھر گھنٹہ بھر روتی ہے۔

مجھے بتاتی بھی نہیں کہ کیا چیز اس کو ڈرا رہی ہے۔ سوکھ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئی ہے۔ آنکھوں کے نیچے اتنے گہرے ہلکے ہیں جیسے سالوں سے بیمار ہو۔ یہ ساری علامات ایک صحت مند انسان میں نہیں پائی جاتیں۔ یقیناً اس سب کے پیچھے کوئی ایسی گتھی ہے جو سلجھنا ضروری ہے۔ کبھی کبھی مجھے بہت برے خیالات آتے ہیں کہ کہیں سعود نے ارسلہ یا ٹیپو کو نقصان نہ پہنچایا ہو۔ آخر اس کی لاش ارسلہ کے کمرے میں کیوں تھی؟ وہ وہاں کیسے گیا؟"

ثمن پوری دلچسپی سے آصفہ کو سُن رہی تھیں، پھر سوال کیا،

""کیا آپ نے یہ باتیں ارسلہ سے پوچھیں ہیں؟"

آصفہ بولی،

"بہت دفعہ کوشش کی ہے، مگر مجھے اب ایسا لگنے لگا ہے کہ جب بھی میں سعود کے بارے میں کچھ پوچھتی ہوں، ارسلہ مجھ سے مزید دور ہو جاتی ہے۔ مجھے ایسے دیکھتی ہے جیسے میں اس کی دشمن ہوں۔"

ایک آنسو گال پر لائن بناتا جا رہا تھا۔ آصفہ نے اس آنسو کو ٹشو میں جذب کرتے ہوئے اپنی بات جاری رکھی،

''میں تھک گئی ہوں۔ مجھے اس مسئلے کا کوئی حل نکالنا ہے۔ میں اپنی اولاد کو یوں حالات کے ہاتھ پر نہیں چھوڑ سکتی ہوں۔ میں جب بھی ملاقات کا وقت لیتی ہوں، میرا بیٹا مجھ سے ملنے آ جاتا ہے، مگر صرف اپنی بہنوں کا حال پوچھتا ہے۔ اس نے اتنے ماہ میں ایک دفعہ بھی مجھ سے میرے بارے میں کوئی بات نہیں کی، اور اگر میں کچھ پوچھتی ہوں تو ٹال دیتا ہے۔''

ثمن نے سنجیدگی سے گویا ہوئیں،

''جو تفصیل آپ نے بتائی ہے وہ تشویش ناک ہے۔ اور ایک ماں کے لیے یہ سب دیکھنا یقیناً بہت مشکل مرحلہ ہے۔ سب سے پہلے تو ہمیں آپ کی بیٹی پر فوکس کرنا پڑے گا، کیونکہ سچ تو وہ ہی بتا سکتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے بولنے سے اس کے بھائی کی سزا میں کمی ہو جائے۔ قتل کا سبب کیا تھا وغیرہ۔ میری ایک بہت قریبی دوست ہیں جو اپنے بھائی کے ساتھ ایک مینٹل ہیلتھ

کلینک چلاتی ہیں۔وہ بہت تجربہ کار سائیکالوجسٹ بھی ہیں۔وہ یقیناآپ کی مدد کر سکتی ہیں۔"

ثمن نے وضاحت کی،

"مگر یہاں مسئلہ یہ ہے کہ وہ لاہور میں نہیں ہیں۔ان کا ادارہ اسلام آباد میں ہے۔کلینک کے اندر ہی انہوں نے ہسپتال ٹائپ ایک چھوٹا سا سسٹم بنا رکھا ہے، جہاں ایسے مریض رہتے ہیں جن کو چوبیس گھنٹے مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔جن کی حالت ایسی ہے کہ وہ یا تو خود اپنے آپ کو نقصان پہنچا سکتے ہیں یا اپنے ساتھ رہنے والوں کے لیے خطرہ ہیں۔ان کو یہاں رکھا جاتا ہے۔ظاہر ہے،آپ کی بیٹی اللہ معافی اتنی بیمار نہیں ہے، مگر چونکہ مجھے ڈاکٹر فرحین پر پورا یقین ہے کہ وہ آپ کی مدد کر سکتی ہیں،اس لیے میرا مشورہ یہی ہوگا کہ آپ اپنی بیٹی کو کچھ عرصے کے لیے ان کے پاس چھوڑ دیں۔فیصلہ تو آپ کا ہی ہوگا، میں تو فقط مشورہ ہی دے سکتی ہوں۔میں خود بھی اسلام آباد آتی جاتی رہتی ہوں۔اگر آپ

ارسلہ کو وہاں بھیجنے کا فیصلہ لیتی ہیں تو میں آتے جاتے اس سے مل لیا کروں گی۔

''آپ بھی جب چاہیں چکر لگا سکتی ہیں۔

آصفہ نے پوچھا،

''ٹھیک ہے، سب تو ٹھیک ہے، مگر کیا آپ کو نہیں لگتا کہ اگر وہ اپنے سے زیادہ ذہنی کشمکش کے شکار لوگوں کے ساتھ رہے گی تو خود کو زیادہ بیمار تصور کرے گی؟''

ثمن نے جواب دیا،

''نہیں، وہاں ایک وقت میں صرف دس یا بارہ لوگوں کو ہی رکھا جاتا ہے۔ زیادہ تر لوگ آپ کی طرح دوسرے شہروں سے آئے ہوتے ہیں۔ ورنہ جو لوکل مریض ہیں، وہ ریگولر سیشن لیتے ہیں۔ ان کو ہاسٹل میں نہیں رکھا جاتا ہے۔''

آصفہ دلچسپی لیتے ہوئے مزید معلومات لینے لگی اور اگلا سوال پوچھا،

''''کیا وہاں مرد بھی رہتے ہیں؟

ثمن نے جواب دیا،

،،نہیں، یہ ادارہ صرف خواتین کی بہبود کے لیے کام کرتا ہے۔ڈاکٹر فرحین کے مریض مرد بھی ہیں، مگر ہاسٹل صرف لڑکیوں کے لیے ہے۔چوبیس گھنٹے سکیورٹی مہیا کی جاتی ہے۔وہاں بچیاں بالکل محفوظ ہیں۔سٹاف میں بھی زیادہ تر خواتین ہیں۔تین وقت تازہ کھانا بنتا ہے، مختلف قسم کی کلاسیں اور کلب ہوتے ہیں تاکہ بچیاں بوریت کا شکار نہ ہوں۔موبائل رکھنے کی اجازت نہیں ہے، مگر گھر والے ہفتے میں دو دن فون کر سکتے ہیں۔ملاقات ہفتے میں ایک دن ہوتی ہے۔''

آصفہ نے کہا،

،،جتنی سہولیات آپ بنا رہی ہیں،اس حساب سے تو ان کی فیس بہت زیادہ ہو گی۔''

ثمن نے جواب دیا،

''ارے نہیں، یہ ایک خیراتی ادارہ ہے۔آپ کی آمدنی کے مطابق فیس لی جاتی ہے۔اس میں بھی یقین کریں، بہت ہی مناسب فیس ہے۔''

آصفہ نے دل میں سوچا کہ مکرم کے ساتھ مشورہ کرنے کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ اسے صاف کہہ دینا ہے جو تمہاری مرضی ہے وہ کرو۔اس نے اپنے بھائی سے مشورہ کرنے کا سوچا۔اسی لیے تھوڑا وقت مانگا۔

''میں گھر پر مشورہ کر کے آپ کو فون کروں؟''

ثمن نے کہا،

''ہاں، کیوں نہیں۔اور دوسرا، میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں، آپ کے بیٹے کا وکیل کون سا ہے؟اگر آپ کو برا نہ لگے تو کیا میں وکیل کا نام جان سکتی ہوں؟''

آصفہ نے بلا جھجک وکیل کا نام بتا دیا۔

ثمن نے کچھ سوچتے ہوئے کہا،

''وکیل تو اچھا ہی ہے۔کیا آپ مجھے اپنے بیٹے کی فائل کی کاپی دے سکتی ہیں؟

NEELAM RIASAT NOVELS

میں اس کا کیس پڑھنا چاہتی ہوں۔اگر میری سمجھ میں کچھ آیا تو آپ کو بتادوں گی۔''

آصفہ نے کہا،

''جی، کیوں نہیں۔یہ تو بہت اچھی بات ہے۔میں آج ہی آپ کو فائل کی کاپی ای میل کردوں گی۔آپ مجھے اپنا ای میل ایڈریس لکھوادیں۔''

ثمن نے میز کے دراز سے اپنا کارڈ نکال کر اس کے سامنے رکھا۔

''مشورہ کر کے آپ مجھے اپنا فیصلہ دے دینا، پھر میں فرحین سے بات کر کے سب کچھ طے کرلوں گی۔''

آصفہ نے کہا،

''مسز ثمن، آپ کا بہت بہت شکریہ۔آپ نے اتنی توجہ سے میری بات سنی، میں دل سے آپ کی مشکور ہوں۔اللہ آپ کو خوش رکھے۔''

ثمن نے مسکراتے ہوئے کہا،

''شکریہ کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔بچے ہمارا سب سے قیمتی سرمایہ ہوتے

NEELAM RIASAT NOVELS

ہیں۔ان کی مدد کرنا تو ہم سب کا فرض ہے۔میرا کام ہی اپنے نوجوانوں کی مدد کرنا ہے۔مجھے خوشی ہے کہ آپ ٹھیک جگہ پہنچی ہیں۔مجھ سے اور میری ٹیم سے جو بھی ہو سکا، ہم کریں گے۔آگے کامیابی دینا یا نہ دینا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔"

آصفہ جب وہاں سے نکلی تو بہت حد تک پرامید تھی۔گھر تک پہنچتے سارا راستہ وہ یہی دعا کرتی رہی کہ ارسلہ مان جائے۔

****

صوفے پر سونے سے اس کی گردن میں کھچاؤ سا محسوس ہو رہا تھا۔اس نے ایک ہاتھ سے اپنی گردن کی مساج کرتے ہوئے واش روم کا رخ کیا۔

وضو کر کے فجر پڑھنے کے بعد وہ کچن میں آیا۔تازہ دہی جگ میں ڈال کر لسی بنائی، ایک گلاس پی کر باہر آیا۔چپل بدل کر ٹریز زپہنے۔فضا میں خنکی تھی، اس لیے اس نے دوسرے کمرے کے سٹینڈ پر لٹکی ہڈی ٹی شرٹ اوپر پہنی اور صبح کی دوڑ کے لیے نکل پڑا۔

چارلی کو اپنے ساتھ آتے دیکھ کر اس نے بیرونی دروازہ باہر سے لاک کر دیا۔

ابھی سورج نہیں نکلا تھا۔اس نے کانوں میں ائر پوڈ لگائے اور فون پر تلاوت لگا کر بھاگنا شروع کیا۔

شروع میں اس کی سپیڈ بہت کم تھی، مگر اگلے دس منٹ میں وہ تیز رفتار میں بھاگ رہا تھا۔ مختلف راستوں اور پگڈنڈیوں پر وہ مسلسل بھاگتا رہا، یہاں تک کہ سورج پوری طرح نکل آیا۔جب وہ ڈیرے پر پہنچا تو بھینسوں کا دودھ دھویا جا چکا تھا۔ان کا آدمی ویگن میں دودھ کے ڈرم لاد رہا تھا۔

زکریا کو دوڑنے کے دوران گرمی لگ گئی تھی، جس پر اس نے ہڈی اتار کر اپنی کمر پر باندھی ہوئی تھی۔ پسینے سے اس کی شرٹ آگے پیچھے دونوں طرف بھیگی ہوئی تھی۔

فرقان، جو شہر میں دودھ لے کر جاتا تھا، نے زکریا کو دیکھ کر اپنی جیب سے ایک پیکٹ نکال کر اس کی جانب بڑھایا

سر، یہ اس مہینے کا حساب ہے۔ابھی کچھ گھروں سے پیسے لینے باقی ہیں، وہ“ ”پرسوں تک مل جائیں گے۔

زکریا نے اپنی آستین کے ساتھ ماتھے کا پسینہ صاف کرتے ہوئے پیکٹ کو تھوڑا سا کھولا، پانچ پانچ ہزار کے نوٹوں کی گڈی پر اک نگاہ ڈالنے کے بعد اسے اپنے ٹراوزر کی پچھلی جیب میں ٹھونس دیا۔ ساتھ ہی فرقان سے بولا

آج عصر کے وقت میرا نکاح ہے۔ مصطفی کے ڈیرے پر وقت سے پہنچ جانا۔"

"اور ہاں، بیس تیس لوگوں کے لیے کھیر بنالانا۔

فرقان اور وہاں موجود چاروں افراد حیران رہ گئے۔ پاگاں ہی پوچھنے کی جرات رکھتی تھی۔

"خیر، نال بہت چنگی خبر دیتی آ۔ پر نکاح کدے نال ہونا اے؟"

زکریا نے کہ

بی بی نال۔ چلو، تم لوگ ابھی لگو اپنے کام پر تاکہ دوپہر کو فارغ ہو کر تقریب"

"میں شامل ہو سکو۔

ان کو وہیں کھڑا چھوڑ کر خود رستم کے کمرے کی طرف چلا گیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

رستم کے چہرے پر تھکاوٹ اور بیماری صاف نظر آ رہی تھی۔ زکریا کے دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا۔ وہ اس کے پاس آیا۔ دونوں ہاتھوں میں رستم کا چہرہ بھر کر اس کی پیشانی چومتے ہوئے پوچھا۔

"کیا رات والی دوائی سے آرام نہیں آیا؟ فکر نہ کرنا، میں ابھی ڈاکٹر کو بلاتا ہوں، وہ تمہیں دوائی بدل کر دے گا۔ تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔ لگتا ہے میرے شہزادے کی نیند بھی پوری نہیں ہوئی ہے۔"

رستم نے اپنے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

زکریا نے ڈاکٹر کو فون کرنے کے لیے جیب سے فون نکالا تو اس پر مصطفیٰ کی طرف سے میسج آیا ہوا تھا۔

"رات کو جب تم نے مجھے اپنے ارادے سے آگاہ کیا، میں سو رہا تھا۔ صبح اٹھ کر تمہارے میسج پڑھے ہیں۔ عصر کو میرے ڈیرے پر تمام انتظام مکمل ہوں گے۔ تم بھابھی کو لے کر پہنچ جانا۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے صحیح وقت پر اچھا فیصلہ لیا

ہے۔یقیناتم دونوں ایک دوسرے کے لیے بالکل موضوع رہو گے۔اللہ اس رشتے میں برکت ڈالے۔"

اس نے جواب میں فقط "شکریہ" کا لفظ لکھا اور چیٹ بند کر دی۔

ڈاکٹر کو کال کر کے رستم کی حالت سے باخبر کیا۔

ڈاکٹر نے تین گھنٹے بعد آنے کا وقت دیا۔

"تم رستم کو گرم کپڑا اوڑھاؤ، میں گھر کا چکر لگا کر آتا ہوں۔"

وہ باہر کو نکل رہا تھا جب گھر والے حصے سے پاگاں کی آواز آئی:

"باو، روٹی لے جاو!"

وہ رک گیا۔مائی ہاتھ میں صاف ستھرا چھابہ اور اس پر نیا نکور رنگین رومال میں لپٹی روٹیاں اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔

"آلو دے پراٹھے نے، مکھن نال کھانا۔فریج وچ مکھن پیا اے۔"

زکریا نے کہا،

"جی،اچھا۔شکریہ۔"

چارلی تو کب کا گھر جا چکا تھا۔ جس وقت زکریا گھر پہنچا، پونے دس ہو رہے تھے۔

چارلی کو دروازے کے باہر بیٹھا دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ بی بی ابھی سوئی ہوئی ہیں۔

اس نے گملے کے نیچے سے چابی نکال کر دروازہ کھولا۔

سامنے صوفے پر بتول آدھی کھلی آنکھوں اور بکھرے بالوں سمیت اپنی رضائی اوڑھے بیٹھی ہوئی تھی۔

جمائی روکتے ہوئے اسے دیکھ کر بولی۔

"چارلی کہاں ہے؟"

تب ہی چارلی صاحب نے بھونک کر اپنی موجودگی سے آگاہ کیا۔

گڈ مارننگ، میرے ہینڈسم بوائے! تم میرے بغیر ہی سیر و سپاٹے کرنے گئے" تھے۔"

اس کی آواز نیند کے خمار لیے ہوئے تھی۔ زکریا نے سنا، مگر ان سنی کرتے ہوئے خاموشی سے کچن میں چلا گیا۔

چارلی بتول کے پاس آیا، اپنا سر اس کی گود میں رکھا۔ چارلی کی فر میں ہاتھ پھیرنا بتول کی عادت بنتی جا رہی تھی، اور چارلی کو بھی لاڈ اٹھوانے کا مزہ آتا تھا۔

زکریا اپنے کمرے کی جانب جاتے ہوئے اس کی طرف دیکھے بغیر اسے مطلع کرنے لگا۔

"مائی، آلو کے پراٹھے بھیجے ہیں۔ اور آج مغرب کے وقت مصطفیٰ کے ڈیرے پر نکاح ہوگا۔"

بتول کے سوال سے ثابت ہوا کہ اس کا دماغ ابھی پوری طرح جاگا نہیں تھا۔ وہ پوچھنے لگی۔

"کس کا نکاح ہے؟"

زکریا کے قدم رک گئے۔ بتول کی جانب پلٹ کر اس نے گہری سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا۔

بتول نے اس کے اس طرح دیکھنے پر بھنویں اچکا کر پوچھا۔

"بتاؤ نا؟"

وہ اسی طرح اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

بتول جی، آج مغرب کے وقت آپ کا اور میرا نکاح ہونا ہے۔ وقت پر تیار"

"رہیے گا۔

بتول نے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا۔

"...اوا چھا"

مگر زکریا نے اس کے ردعمل کو دیکھے بغیر اندر چلا گیا۔

الماری سے اپنا استری شدہ کالا شلوار سوٹ لیکر باہر نکلا۔

بتول نے اس کی خاموشی محسوس کی، تو زکریا سے کچھ نہیں کہا، مگر جیسے ہی زکریا واش روم میں بند ہوا، بتول نے چارلی کے کان میں سرگوشی کی۔

لاٹ صاحب کا منہ دیکھا ہے، کیسے سوجھے ہوئے رس گلے جیسا لگ رہا ہے۔"

ایسے لگ رہا ہے جیسے میں گن پوائنٹ پر نکاح کروا رہی ہوں۔ بھئی، مرضی نہیں

"ہے تو سیدھا انکار کر دونا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اسی پل صحن کے کونے میں بنے واش روم کا دروازہ کھلا۔سنک پر رکھا شیمپو

اٹھاتے ہوئے زکریا نے چارلی کو مخاطب کر کے بولا۔

مرد جب کوئی فیصلہ کرلیتا ہے، تو پھر پچھتاتا نہیں۔اور نہ کوئی میرے ساتھ"

زبردستی کر سکتا ہے۔میں اپنے رستم کی وجہ سے تھوڑا پریشان ہوں۔لوگوں کو

چاہیے یا تو بہادر بن کر بولڈ قدم اٹھائیں، یا پھر دوسروں کے رد عمل کی فکر میں

"فضول کے وہموں کا شکار نہ ہوں۔

واش روم کا دروازہ ایک دفعہ پھر بند ہو گیا۔

چارلی نے سوالیہ نظروں سے بتول کو دیکھا۔بتول نے اس سے کہا۔

"اس کے کان تو بہت پتلے ہیں۔"

چارلی نے بھونک کر اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔

بتول وہیں بیٹھے بیٹھے دوبارہ سو گئی۔

زکریا تولیے سے بال خشک کرتا سیدھا کچن میں گیا اور چارلی کا کھانا لا کر اس کے

برتنوں میں ڈال دیا۔

آواز سے بتول کی آنکھ کھل گئی۔

زکریا نے بال بنائے، ہائی نیک کے زپ والا کریم جمپر پہنا اور گھر سے نکلنے سے پہلے اتنا کہا۔

''میں پانچ بجے آپ کو لینے آؤں گا۔ امید ہے آپ تیار ہوں گی۔''

زکریا نے پیچھے دروازہ بند کر دیا۔

بتول نے چارلی کو دیکھ کر کندھے اچکائے، جو پر امید نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

چارلی نے کہا۔

''برے وقت سے ڈرنا نہیں۔ دیکھو، میں اپنے باپ کی اکلوتی لاڈلی بیٹی کس طرح خاموشی سے آج نکاح کرنے جا رہی ہوں۔ جانتے ہو، ایک زمانہ میرے ابو جی کو جانتا ہے۔ میری شادی پر میرے ابو نے جتنی خوشی منانی تھی، شہر بھر میں اس کی دھوم ہوتی۔ ایک میرے ابو دنیا سے چلے گئے، ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ہر رشتہ ہی ختم ہو گیا ہے۔

میرا اتنا بڑا خاندان ہے، مگر کتنی بد نصیبی ہے، اس وقت میں کسی پر اعتبار نہیں کر سکتی۔ تایا اور ان کا فریبی قاتل بیٹا جیت گئے ہیں، سب کو جھوٹی داستان سنا کر میرے خلاف کر لیا ہے۔

انسان اپنی مکاری اور بد نیتی میں یہ بھول جاتا ہے کہ وہ جو بھی کرے، خدا نہیں ہے۔ جتنا مرضی کسی کا برا چاہ لے، آخر میں اسے اللہ کی بارگاہ میں جوابدہ ہونا ہے۔ تب یہ بے بس کیا کرے گا؟ کیا ظلم کرنے والوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ وہ مالک نہیں ہیں؟ مالک بہت بڑا ہے، سارے اختیار رکھتا ہے، اور انسان اس مالک کے آگے کچھ بھی وجود نہیں رکھتا۔"

بتول نے کہا۔

"جانتے ہو، میری سہیلیاں مجھے کہتی تھیں کہ وہ میری شادی پر مہینے بھر میرے گھر پر رہیں گی۔ ہر روز ڈھولکی بجے گی، ناچ گانے ہوں گے، مٹھائیاں بٹیں گی۔ کیسی بے بسی آگئی ہے! میں ان کو بتا بھی نہیں سکتی کہ آج میں شادی کر رہی ہوں۔ میری زندگی کا نیا موڑ کس طرح آیا ہے۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

اس نے اپنی آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیے۔

کمرے میں آکر بیڈ سائیڈ دراز سے ابو کا فون نکالا اور مختلف پاس ورڈ ٹرائی کرتی رہی، جب تک کہ فون پھر سے آدھے گھنٹے کے لیے لاک ہو گیا۔

کتنی دیر تک سکرین پر لگی ابو کی تصویر کو دیکھ کر بے بسی سے روتی رہی۔

پھر دل میں خیال آیا کہ میں نے ایک دفعہ بھی ابو کو کچھ پڑھ کر نہیں بخشا۔ تو واش روم گئی، غسل کر کے دو رکعت نفل پڑھی، اور ابو کو بخشا۔ سورہ یاسین، واقعہ اور الرحمن ایک ایک دفعہ پڑھ کر ابو کی روح کو ثواب بھیجا۔

دل کو تھوڑا سکون سا آیا، تو بھوک جاگ گئی۔

کچن میں جا کر اپنے لیے پراٹھا گرم کیا۔ چارلی کو بھی کھانا دیا۔

چائے کے کپ کے ساتھ پراٹھا کھایا تو دماغ کی بتی پوری طرح روشن ہوئی۔

برتن وہیں چھوڑ کر کمرے میں آئی۔ پونے چار ہو رہے تھے، پانچ بجے زکریا نے آنے کا کہا تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

الماری کا خانہ کھولتے ہوئے چارلی سے باتیں کرنے لگی:

''یہ دیکھ رہے ہو؟ یہ سب سگھڑاپا تمہارے اس زکریا کا ہے۔ ویسے، تمہیں کیا لگتا ہے؟ عموماً لوگ اپنے جانوروں کو اپنی اولاد ہی سمجھتے ہیں۔ کیا زکریا تمہیں اپنی اولاد سمجھتا ہے، یا بھائی، یا کزن؟''

وہ مسکراتے ہوئے یہ سب پوچھ رہی تھی۔ چارلی بس آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھ رہا تھا۔

بتول نے کہا۔

''اچھا بابا، غصہ کیوں کرتے ہو؟ ویسے تمہارا دکھی ہونا بنتا ہے۔ ایسا کھڑوس باپ اگر میرا ہوتا، تو سوچو زندگی کتنی بور ہوتی۔ اس لیے مجھے تم سے پوری ہمدردی ہے، اور اب تمہیں کسی قسم کی فکر نہیں کرنی، کیونکہ جب میں واپس جاوں گی، تو تم میرے ساتھ جاوگے۔

بلکہ میرے دماغ میں ایک زبردست آئیڈیا آیا ہے، جو بعد میں بتاؤں گی۔ پہلے تم میری مدد کرو: کون سا سوٹ پہنوں؟''

وہ گال پر انگلی رکھ کر، پر سوچ نظروں سے اپنے کپڑوں کو دیکھ کر بولی۔

زاہدہ باجی کو داد دینی پڑے گی۔انہوں نے پورے یقین کے ساتھ میرا سامان" بھیجا ہے کہ میں واپس کبھی نہیں آؤں گی۔ مگر اس میں میرا ہی فائدہ ہو گیا ہے، کیونکہ یہ شخص اتنی زمین کا مالک ہے۔اس کی الماری میں پیسہ پڑا ہے، مگر یہ سب کس کام کا؟ اتنا کنجوس ہے، جھوٹے منہ نہیں کہا کہ چلو تمہیں نکاح کا ایک عدد جوڑا ہی دلوا دوں۔ارے، اتنا سا تو غریب سے غریب دلہا بھی کر دیتا ہے۔"

چارلی نے آواز نکالی، جس پر وہ ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"میں جانتی ہوں،اپنے باپ کے خلاف باتیں تمہیں اچھی نہیں لگ رہی ہیں، مگر جو حقیقت ہے وہ ہے۔خود سوچو، اگر میں عام سے سوٹ میں نکاح کرواتی، تصویریں عدالت میں جائیں گی، یقیناپریس میں بھی آئیں گی۔سادہ سا حلیہ دیکھتے ہی لوگ باتیں بنائیں گے،ایسا لگے گا میرے ساتھ زور زبردستی کی جارہی ہے۔

اچھے سے تیار ہوں گی، چہرے پر مسکراہٹ ہو گی، تب ہی لوگ مانیں گے کہ خوشی سے نکاح کیا ہے۔اب میرے پاس میری ناکام منگنی والا سوٹ بھی ہے،

مگر میں وہ نہیں پہنوں گی۔ بلکہ عید والا کریم فرنچ لیس والا سوٹ پہنوں گی، ساتھ شاکنگ لپ اسٹک لگاوں گی، اور وہ جو میری کزن کی مہندی والے سوٹ کے ساتھ والا آر گنزا کا شاکنگ دوپٹہ ہے، وہ بھی پہنوں گی۔ پیروں میں وہی کھسہ پہن لوں گی جو یہاں پہن کر آئی تھی۔ کیا خیال ہے؟ کیا پیاری لگوں گی؟ مجھے تو پیارا لگنے کے لیے ڈینٹنگ پینٹنگ کرنی پڑے گی۔ اب میں تمہارے جیسی لکی تھوڑی ہوں، جو ہر حال میں اتنی خوبصورت لگ سکوں، جیسے تم لگتے ہو۔"

چارلی سکون سے بیٹھ کر اس کی باتیں سن رہا تھا۔

"پہلے کپڑے استری کرتے ہیں، اس کے بعد میں میک اپ شروع کروں گی۔ ٹھیک ہے؟ بالوں کا میں نے سوچا ہے فرنچ چوٹی بنالوں گی۔ پتا، میں نے سوچا تھا اپنی شادی پر آف وائٹ گوٹے والا شرارہ پہنوں گی۔ چلو، اب شرارہ نہ سہی، لونگ شرٹ ہی سہی۔ کیا کہتے ہو؟"

استری شدہ کپڑے کمرے کے دروازے پر ڈال کر، خود اپنا میک اپ باکس لے کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ ماہر ہاتھوں سے اس نے آدھے گھنٹے لگا کر اپنا خوبصورت میک اپ کیا۔ تیز شاکنگ لپ اسٹک لگا کر اپنا کہنا سچ کر دیا۔

****

ارسلہ تو سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گئی۔

آصفہ گھر آئی، تو عاشو اور نور حسب معمول ارسلہ کے کمرے میں اس کے ساتھ کھیل رہی تھیں۔ یہ بات آصفہ نے بہت نوٹ کی تھی کہ ارسلہ چاہے اس سے بات کرے یا نہ کرے، اپنی بہنوں کا بہت خیال کرتی ہے۔

وہ ارسلہ کے کمرے میں آئی تو عاشو نے ارسلہ کے ریشمی دوپٹے کو ساڑھی کی طرح اپنے گرد لپیٹا ہوا تھا، اور نور نے اپنے سر پر آصفہ کی ایکسٹینشن لگائی ہوئی تھی، ہونٹوں پر لپ اسٹک اور پیروں میں ایک نے ماں کی اور ایک نے بہن کی

ہیل پہنی ہوئی تھی۔ بیڈ کے پاس رکھے صوفے پر بیٹھ کر ٹیچر ٹیچر کھیل رہی تھیں۔

مکرم ابھی تک گھر نہیں آیا تھا۔

آصفہ کو دیکھتے ہی عاشو نے نعرہ لگایا۔

"ممی، کھانے میں کیا ہے۔ تم نے دوپہر کو کھانا نہیں کھایا تھا۔ ماما، دوپہر کو گزرے دس گھنٹے ہوگئے ہیں۔ مجھے سموسہ کھانا ہے، پلیز منگوادیں۔"

آصفہ نے مسکراتے ہوئے اپنی بیٹی کو دیکھا۔ آج کل بس گھر میں عاشو کی آواز سے ہی رونق تھی، ورنہ کون بولتا تھا۔

ارسلہ خاموش نظروں سے عاشو اور نور کو دیکھ رہی تھی۔

آصفہ نے کہا۔

"تم نے جو الماریوں سے نئے لباس کے دوپٹے نکال کر گند ڈال دیا ہے، وہ سمیٹو، تب میں سموسہ منگوادوں گی۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

ممما، بھوک میں مجھ سے کچھ نہیں ہوتا۔ یہ سب آپ کی گونگی بیٹی کرے گی۔"
مجھے سموسہ منگوادیں یا میں بائیک پر جا کر خود لے آؤں گی۔"

ارسلہ نے اسی وقت اسے ٹوک دیا۔

خبردار، جو تم اکیلی گھر سے کہیں گئی۔ اتنا ہی مر رہی ہوں تو ماما کے ساتھ جا کر"
سموسہ لے آؤ۔"

آصفہ نے یونہی ارسلہ کو رد عمل دیکھنے کے لیے کہہ دیا۔

"ارسلہ، اگر عاشو جانا چاہتی ہے تو جانے دو، یہ گلی کے اینڈ پر ہی جانا ہے۔"

ارسلہ نے کہا۔

مما، آپ یورپ میں نہیں رہتی ہیں، جہاں کوئی آتے جاتے لڑکیوں کو سر سے"
پیر تک سکین نہیں کرتا۔ آپ کے یہاں مرد سر سے پیر تک لڑکیوں کا ایکسرے
کرتے ہیں۔ آپ کیسی ماں ہیں جو اپنی بیٹی کو بھیڑیوں کے بیچ اکیلا بھیجنا چاہتی
ہیں۔"

آصفہ کو اس کے الفاظ نے تکلیف دی، مگر چونکہ اس وقت اس کے دماغ میں ایک مشن تھا، اس لیے ارسلہ کی بات کو ٹال دیا۔

اُٹھ کر ارسلہ کے کمرے کی کھڑکی کے پردے ہٹا کر کھڑکی کھولی۔

"یہ کیا کر رہی ہیں۔ باہر اتنی پیاری ہوا چل رہی ہے۔ کھڑکی کھولی ہے تاکہ اندر تازہ ہوا آئے۔"

"پلیز پردے آگے کر دیں۔ مجھے الجھن ہوتی ہے، ساتھ والے گھروں کی نگاہ پڑتی ہو گی۔"

آصفہ نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کمرہ ایک طرف ہے، کھڑکی کے اس طرف دیوار ہے۔ یہاں کس کی نظر پڑنی ہے۔"

ارسلہ نے کہا۔

"یہ میرا کمرہ ہے، ماما، تو پلیز مجھے میری مرضی سے رکھنے دیں۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

اس نے بیڈ سے اتر کر پہلے کھڑکی بند کی، پھر پردہ برابر کر دیا۔

میں کہیں نہیں جاؤں گی۔ کچھ دنوں کی بات ہے۔ چاہے ایک دن کی بات ہی" کیوں نہ ہو۔ مجھے نہیں جانا ہے۔ میں جیسی ہوں، ٹھیک ہوں۔ آپ مہربانی کر کے مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں۔"

آصفہ بھی ڈٹ گئی۔

کیسے تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں۔ بتاو۔ میرے سامنے تم اندر ہی اندر" مر رہی ہو، اور تم یہ چاہتی ہو کہ میں چپ چاپ تمہیں مرنے دوں۔ میں تمہاری ماں ہوں، ارسلہ۔ تم مجھ پر بھی اعتماد نہیں کرتی ہو۔ میں مانتی ہوں، میں کوئی بہت اچھی ماں نہیں ہوں، مگر میں ایک مجبور ماں ہوں، ارسلہ۔ میرے لیے کچھ مت کرو، مگر خدا کے لیے، اپنے بھائی کی خاطر خود پر جبر کر کے میرے ساتھ چلو۔"

ارسلہ اسلام آباد مینٹل ہیلتھ انسٹی ٹیوشن جانے کے لئے مان گئی تھی۔ یہ معرکہ کیسے سر ہوا، یہ صرف آصفہ اور ان کا رب جانتا تھا۔ انہوں نے کس کس کا واسطہ

نہیں دیا، کیسے کیسے نہیں سمجھایا۔آخر میں ٹیپو کی زندگی جیل میں گل جائے والی لائن نے ارسلہ کو ماں کے آگے ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا تھا، کیونکہ ارسلہ اپنی جگہ ہر وقت اس آگ میں جل رہی تھی کہ اس کی وجہ سے اس کا بھائی جیل میں ہے۔

جب آصفہ نے کہا۔

اگر تم یوں خاموشی اوڑھ کر بیٹھی رہو گی، مجھے مدد کرنے کی اجازت نہیں دو" گی، تو تمہارا بھائی ساری عمر جیل میں رہے گا۔اس کی زندگی جیل میں گل جائے گی۔میں یہ کیسے ہونے دوں۔تم میرے لیے نہیں، صرف ٹیپو کا سوچو۔ہم میں سے کسی کی پرواہ مت کرو، بس اپنے بھائی کا احساس کر لو۔وہ تعلیم میں اتنا اچھا ہے، اس کے بہت خواب تھے۔وہ غصے والا یا مار دھاڑ کرنے والا نہیں ہے۔پلیز، ارسلہ، میری جان، میری مدد کرو۔میں بہت مجبور ماں ہوں، میرے پر رحم کھاو۔"

ماں کے ساتھ ارسلہ بھی رونے لگی، مگر اس نے ہاں کر دی۔

اگر میرے اسلام آباد جانے سے آپ کو لگتا ہے کہ آپ کا بیٹا گھر آجائے گا، تو''

''میں چلی جاتی ہوں۔ مگر میں ایک ہفتے سے زیادہ وہاں نہیں رہوں گی۔

آصفہ پہلے تو بے یقینی سے اسے دیکھتی رہی، پھر کھینچ کر اپنے سینے سے لگالیا۔

ارسلہ کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا، جسے نوٹس کرنے کے بعد آصفہ کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی، کیونکہ اسے یاد آیا کہ ارسلہ گلے ملنا یا ہاتھ ملانا بالکل پسند نہیں کرتی۔

اسی دن آصفہ نے ارسلہ کے ساتھ مل کر اس کی پیکنگ کی۔

ڈنر پر اس نے مکرم کو بتایا۔ مکرم نے ارسلہ سے براہ راست کہا۔

نہ جانے اس عورت کو ہم سب ذہنی مریض کیوں لگنے لگے ہیں۔ جو کچھ''

تمہارے بیٹے نے کیا ہے، اس کے بعد کوئی بھی بلاوجہ کھی کھی کھا کھا نہیں کر سکتا۔ ارسلہ بیٹی، آپ کوئی فیصلہ ماں کے پریشر میں مت کرنا۔ اگر آپ کا دل نہیں ہے، تو آپ کو کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ کے احساسات سمجھ سکتا ہوں۔ مجھے یہ گھر نہ چلانا ہوتا تو یقین مانیں، میں اپنے کمرے سے بھی

باہر نہیں نکلتا۔ لوگوں کی باتیں سننا، ان کے سوال، پھر لوگوں کی نظریں، یہ سب برداشت کرنا بہت مشکل کام ہے۔ اس لیے اگر تم نے خود کو اس گھر تک محدود کر لیا ہے، تو کوئی بات نہیں، جیسے تم خوش ہو۔"

ارسلہ نے ماں کی جھکی ہوئی نظروں کو دیکھا، بہنوں کے چہرے پر پھیلتا تجسس دیکھا، اور جب اپنے بھائی کا خیال آیا تو آنسو پیتے ہوئے بولی۔

"شکریہ، ابو، مگر میں کوشش کرنا چاہتی ہوں، شاید میرے نائٹ میرز میں کمی آئے۔"

"ٹھیک ہے بیٹی۔"

مکرم نے ارسلہ کی بات تو مان لی، مگر بیوی پر مشکوک نظر ڈال کر کھانے میں مصروف ہو گئے۔

اگلے دن صبح کے وقت آصفہ اپنے بھائی کے ساتھ تینوں بیٹیوں کے ہمراہ اسلام آباد چلی آئیں۔ مکرم نے ارسلہ کو خرچ دے دیا، مگر کام کا بہانہ بنا کر ساتھ نہ آئے۔

****

پورے پانچ بجے باہر گاڑی کا ہارن بجا تھا۔

وہ چارلی کے ساتھ باہر گئی۔ دونوں ہاتھوں میں اپنی لونگ شرٹ اور ٹراوزر کو سائیڈ سے پکڑا ہوا تھا تاکہ باہر مٹی نہ لگے۔ چہرہ گلابی دوپٹے کے حالے میں چمک رہا تھا۔

اس کی تیاری کو دیکھ کر ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا زکریا آنکھ جھپکنا بھول گیا۔

دماغ میں اس پل ایک ہی سوال آیا۔

کیا یہ اتنی شاندار عورت میری شریک حیات بن رہی ہے؟

وہ گاڑی میں بیٹھنے کی بجائے اس کی کھڑکی میں آکر رکی۔

زکریا نے شیشہ گرا کر پہلے تو گلا صاف کیا، پھر پیسنجر سیٹ کی جانب اشارہ کر کے بولا۔

وہ آپ کی سیٹ ہے۔ دوسری طرف سے آئیں۔

مجھے علم ہے میری سیٹ کون سی ہے۔پہلے تم باہر نکلو۔اندر بیڈ پہ میں نے تمہارے کپڑے رکھے ہیں۔ جا کر پہن آؤ۔

زکریا نے حیرت سے اپنے لباس کو دیکھ کر کہا۔

میں نے پہلے سے کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔

وہ گہری سانس کھینچ کر بولی۔

زکریا، میں نے کریم رنگ پہنا ہے۔ تم بھی یہی رنگ پہنو گے۔اب جاؤ، کپڑے بدل کر آؤ۔

زکریا تعجب کا اظہار کرنے لگا۔

یہ کہاں لکھا ہے کہ ہم نے ایک ہی رنگ کا لباس پہننا ہے؟

یہ میری پلاننگ میں لکھا ہے۔اب پلیز مزید سوال نہیں کرنا۔ابھی دو گھنٹے بعد میں تمہاری بیوی ہوں گی۔ میرے لیے تم اتنا تو کر سکتے ہو نا؟

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا منہ کھولے، حیرت کے عروج پہ اس کو دیکھے گیا۔ پھر آنکھیں گھما کر گاڑی سے نکلا، اور اس کے سامنے جھک کر بولا۔

بیگم صاحبہ، آپ گاڑی میں تشریف رکھیے۔ آپ کا نوکر تیار ہو کر آتا ہے۔

وہ اس پہ احسان کرتے ہوئے پیسنجر سیٹ کی جانب چل پڑی۔

زکریا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اندر چلا گیا۔

بتول نے اس کی پشت کو دیکھتے ہوئے چارلی کے لیے پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

چلو بیٹا، بیٹھو۔ نہیں تو آپ کے پاپا غصہ کریں گے۔

چارلی خوشی خوشی اچھل کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ سوار ہو گیا۔

بتول نے اس کا دروازہ بند کیا، پھر اپنی سیٹ پہ بیٹھی۔

گاڑی کا انجن چل رہا تھا۔ نرم لیدر کی سیٹ اور گاڑی کا انٹیریر نوٹس کرتے ہوئے وہ چارلی سے بولی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

چارلی بیٹا، آپ کے پاپا ہمیں اپنی پرانی جیپ کی بجائے نئی ہنڈا میں لے کر جا رہے ہیں۔ واہ۔

پانچ منٹ بعد ہی زکریا واپس آگیا۔ کالے لباس کی جگہ بوسکی کا سوٹ پہنا تھا، ساتھ سفید واسکٹ کی اگلی جیب پہ شاکنگ رومال لگا ہوا تھا۔

اس کو دیکھ کر بتول بولی۔

چارلی، مائے ڈارلنگ بوائے، نکاح کی تصویروں میں آپ کے اماں ابا ایک دم بم لگنے والے ہیں۔

زکریا نے دروازہ کھولا۔ جیسے ہی چارلی پہ نگاہ پڑی، ہاتھ وہیں رُک گئے۔

یہ کدھر جا رہا ہے؟

بتول اسی کی طرح تیزی سے بولی۔

یہ اپنے باپ کے نکاح پہ جا رہا ہے۔

زکریا نے اس کو گھورا اور کہا۔

بیگم صاحبہ، میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔

صاحب جی، میں بھی مذاق نہیں کر رہی ہوں۔ میرا یہاں یہ فقط چارلی ہی دوست ہے۔ کم از کم یہ تو میرے ساتھ ضرور جائے گا۔

!اوہ، تو یہ آپ کی طرف سے گواہ بننے کے لیے ساتھ جا رہا ہے۔ ویری انٹرسٹنگ

جیسے ہی وہ لوگ اپنی زمین کے گیٹ سے باہر نکلے، بتول نے ایک نظر ساتھ بیٹھے زکریا پہ ڈالی اور کہا۔

میری ایک فرمائش ہے۔

زکریا نے دل میں اللہ سے خیر مانگی اور ڈرتے ہوئے پوچھا۔

کیا فرمائش ہے؟

حق مہر کے طور پر مجھے چارلی چاہیے ہے۔

زکریا بولا۔

ہیں؟؟

NEELAM RIASAT NOVELS

ہاں۔

مگر یہ تو پہلے ہی آپ کے پاس ہے۔

میں اس پہ پورا پورا حق چاہتی ہوں، تا کہ کل کو تم کبھی بھی یہ دعوی نہ کر سکو کہ یہ تمہارا کتا ہے۔اب چاہے اس کو حق مہر کے طور پر مجھے دے دو یا پھر ویڈنگ گفٹ کے طور پر تمہاری مرضی ہے۔

زکریا سامنے سے نگاہ ہٹا کر اس کو دیکھ کر پوچھنے لگا۔

مجھے لگتا ہے مجھے سننے میں غلطی لگی ہے۔کیا آپ مجھ سے پراپرٹی یا ہیرے جواہرات مانگنے کی بجائے گفٹ میں میرا کتا مانگ رہی ہیں؟

وہ منہ پھلا کر بولی۔

پراپرٹی اور ہیرے جواہرات کی بات تمہارے منہ سے بالکل اچھی نہیں لگ رہی ہے۔ایک نکاح کا جوڑا تو دلوایا نہیں۔میں اپنا پرانا سوٹ پہنے ہوئے ہوں۔اس لیے تم میرے پہ احسان کرو اور مجھے یہ کتا دے دو۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس وار پہ زکریا کے دونوں بھنویں اوپر کو شوٹ کر گئے۔

اوہ۔۔! تو یہ بات ہے؟ شادی کا سوٹ نہ دلوانے کا غصہ ہے۔

وہ جلدی سے اپنے دوپٹے کو دوبارہ سے سیٹ کرتے ہوئے بولی۔

ویسے ایک بات کا جواب تو دو۔

جی، پوچھیے؟

وہ جو اس دن تم نے ڈائیلاگ مارا تھا۔ کہ تمہارے خاندان میں طلاق کی شرح زیرہ فیصد ہے۔

ہاں جی، سچ کہا تھا۔

تمہیں دیکھ کر یقین تو نہیں آرہا ہے کہ ایسا ہوتا ہوگا۔ کیونکہ تمہارے خاندان کے مرد بھی تو تم جیسے ہی ہوں گے۔ جن کو یہ بھی نہیں پتا کہ نکاح کا جوڑا لے کر دینا چاہیے۔ یا پھر ہو سکتا ہے تمہارے خاندان میں جو عورتیں بیاہ کر آتی ہیں وہ

NEELAM RIASAT NOVELS

اللہ میاں کی گائے، انتہائی سیدھی اور سادہ ہوں۔ جو اپنے حقوق ہی نہیں مانگتی ہوں گی۔ اسی صورت میں شادی کامیاب ہو سکتی ہے۔

مگر میری بات کان کھول کر سن لو، زکریا علی خان، میں ایسی باتوں پہ ہر گز کمپرومائز نہیں کروں گی۔ خاص کر ایسے میں جب تم ہر چیز افورڈ کر سکتے ہو۔ ہاں، اگر تم مالی طور پہ مضبوط نہ ہوتے تو الگ بات تھی۔ تب میں اپنی جیب سے لگالیتی۔ پر تمہاری کنجوسی کا عالم دیکھ کر میں نے ابھی سے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اپنی جیب سے ایک پیسہ نہیں لگاؤں گی۔

زکریا سنجیدہ نظروں سے اس کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

یعنی تا عمر مجھے نکاح کا سوٹ نہ لے کر دینے پہ تعنے سننے پڑیں گے؟

بتول نے سر کو اثبات میں ہلا کر جوش سے کہا۔

سو فیصد۔ یہ گناہ کبھی معاف نہیں ہو گا۔

زکریا مزید کہنے لگا۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ نکاح کن حالات میں ہو رہا ہے؟

زکریا، جذباتی ڈائیلاگز کا سہارا مت لو۔ جن بھی حالات میں سہی نکاح ہو تو رہا ہے نا؟

تم تو بہت تیز ہو۔ سوچا ہو گا مصطفی کے گھر پہ مولوی کو بلا کر نکاح کر کے اس کو واپس گھر لے آؤں گا۔ ابھی تو تم اپنی مرضی کرو، بعد میں پوچھوں گی۔

وہ بے چارگی سے بولا۔

دیکھیں، آپ خامخواہ مجھ سے خفا ہو رہی ہیں۔ مجھے وقت پہ بتا دیتیں، میں آپ کو سب کچھ دلوا دیتا۔ اب عین وقت پہ کیوں شکوے کر کے موڈ خراب کر رہی ہیں؟

بتول نے گہرا سانس کھینچا اور مزید کچھ کہنے کا ارادہ ترک کر کے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔

چارلی کان کھڑے کر کے دونوں کو پشت سے دیکھ رہا تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

کچے سے مین روڈ تک آنے کے دوران زکریا نے ایک دو دفعہ گردن موڑ کر خاموش بیٹھی بتول کو دیکھا، مگر کہا کچھ نہیں۔

جیسے ہی گاڑی مین روڈ پہ چڑھی، وہاں پہلے سے موجود دو کالے شیشوں والی بڑی گاڑیاں ان کے ساتھ چل پڑیں۔ایک آگے نکل گئی،ایک ان کی کار کے پیچھے لگ گئی۔

بتول نے گھبرا کر زکریا سے پوچھا۔

یہ کون ہیں؟

وہ اسی تحمل سے بولا۔

اپنے لوگ ہیں۔

مصطفی کا گھر شہر کے اندر تھا۔ان کو وہاں پہنچنے میں آدھا گھنٹہ لگ گیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اتنی بڑی بڑی دیواریں، قلعے جیسا بڑا سا گیٹ عبور کر کے، جیسے ہی کار اندر داخل ہوئی، دوسری گاڑیاں وہیں رک گئیں۔ لمبی سی پگڈنڈی کو پار کر کے وہ لوگ گھر کی عمارت کے سامنے پہنچے۔

بتول نے عمارت کو باہر سے ہی دیکھ کر کہا۔

یہ گھر نہیں، کوئی محل لگ رہا ہے۔

زکریا نے اس کو مزید معلومات دیتے ہوئے بتایا۔

مصطفی کی فیملی بہت بڑی ہے۔ سب کے گھر اسی احاطے کے اندر ہیں۔

گھر کے سامنے بڑے سے لان کے اندر ٹینٹ لگا ہوا تھا۔ مختلف لوگ اس ٹینٹ کے اندر باہر آجا رہے تھے۔

ان کی گاڑی کو رکتا دیکھ کر ایک حسین چہرے والی خاتون گھر کی عمارت سے برآمد ہو کر ان کی جانب آئی۔ ان کے ساتھ ایک دو عورتیں اور بھی تھیں۔

زکریا گاڑی سے نکل کر سلام کرنے لگا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

جس کا جواب دیتے ہوئے وہ مسکراتے ہوئے بولیں۔

بہت وقت پر پہنچ گئے ہو۔ میں تو یہ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی کہ کہیں تم دیر سے نہ آؤ، اور بتول کو تیار ہونے کا وقت ہی نہ مل سکے۔

زکریا مسکراہٹ دبا کر بولا۔

ہم دونوں بالکل تیار ہیں۔

انہوں نے ایک نظر گاڑی سے نکلتی بتول کو دیکھا اور بے اختیار منہ سے ماشاللہ نکلا۔

زکریا نے تعارف کروایا۔

بھابھی، یہ بتول ہیں۔ اور بتول، یہ صائمہ بھابھی ہیں۔ مصطفی بھائی کے بڑے بھائی کی بیگم ہیں۔ آپ ان کے ساتھ اندر چلی جائیں۔

زکریا نے گاڑی واپس ریورس کی اور مردانہ کی جانب بنے ڈرائینگ روم کے سامنے پارک کر کے چارلی کا دروازہ کھولا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ینگ مین، آپ کو اپنے بہترین رویے کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔ یہاں بہت سے بچے ہیں، ان کو تنگ نہیں کرنا ہے۔

چارلی نے ناراض نظروں سے جتایا۔

میں کیوں کسی کو تنگ کروں گا۔

چارلی کو کالر ڈالنے کے بعد ڈیرے سے آئے بندوں کے حوالے کر کے وہ خود ڈرائنگ روم کی جانب چلا گیا، جہاں گھر کے تمام مرد پہلے سے موجود تھے۔ جنہوں نے کھلے دل سے اس کا استقبال کیا۔

بتول اتنے سارے اجنبی مگر خوش باش چہرے اپنے ارد گرد دیکھ کر اچھا بھی محسوس کر رہی تھی، اور تھوڑا عجیب بھی لگ رہا تھا۔ اس کو ایک کمرے میں لایا گیا، جہاں پہلے سے بیوٹیشن اس کا انتظار کر رہی تھی۔

صائمہ بھابھی کمرے میں داخل ہوتے ہی جوش سے بولی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

لو جی، دلہن آگئی ہے۔اب آپ جلدی سے اس کو تیار کریں۔میک تو اس نے بہت پیارا کیا ہوا ہے۔آپ اس کے سوٹ کے لحاظ سے تھوڑی بہت تبدیلی کر لیں۔

بتول حیران، کہ یہاں تو پورا شادی والا ماحول بنا ہوا ہے۔

صائمہ جس جس سے تعارف کروا رہی تھیں، ہر خاتون اچھے سے تیار تھی۔

صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس بچے ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔

مصطفی کی امی نے کہا۔

بتول کو جلدی تیار کرو۔ مردوں کا پتہ ہی ہے، ایک دم سے جلدی جلدی کا شور مچا دیں گے۔اور پھر زکریا کے بندوں نے واپس بھی جانا ہے۔زیادہ رات نہ کرنا۔ پاگاں بتا رہی تھی زکریا کا گھوڑا ٹھیک نہیں ہے۔سارا دن وہ بچارہ اسی کو سیوا کرتا رہا ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول چپ چاپ بس سن رہی تھی۔اندر کی آوازوں سے فرار کے لیے وہ صبح سے مسلسل بول رہی تھی تاکہ اندر کا شور اس پہ حاوی نہ ہو سکے۔مگر اب اس کے ارد گرد اتنا شور ہو گیا تھا کہ اندر کی آوازیں کہیں دور چلی گئی تھیں۔

صائمہ بھابھی اپنی ساس کی بات آگے بڑھاتے ہوئے بولیں۔

بتول، میری پیاری بہن، میں امید کرتی ہوں تمہیں اپنا سوٹ پسند آجائے گا۔ عام حالات میں تم خود جا کر اپنی شاپنگ کرتیں۔مجھے زکریا نے اتنی بڑی ذمہ داری دی تھی۔پتا خود کے لیے کچھ لینا آسان ہے، کسی کے لیے خریداری کرنا بہت مشکل ہے۔یہ ہی ڈر لگا رہتا ہے، نہ جانے پسند آئے یا نہ۔پھر میں نے لڑکیوں سے مشورہ کر کے جو آج کل ٹرینڈ میں اسٹائل چل رہا ہے، وہ لے لیا ہے۔رنگ کے بارے میں تو زکریا نے کہہ دیا تھا کہ زیادہ شوخ رنگ نہ ہو۔اس لیے ہم نے لائٹ پنک رنگ لیا ہے۔

ساتھ ہی انہوں نے الماری میں لٹکا ہنگر نکال کر اس کے سامنے کیا۔

بہت زیادہ نفیس اور بھاری کام والا لہنگا تھا، لائٹ پنک کے اوپر کہیں کہیں شاکنگ اور سبز رنگ کا کام بھی تھا۔

صائمہ بتارہی تھیں۔

زکریا نے بس اتنا کہا، بھابھی، بجٹ کھلا ہے مگر وقت بہت کم ہے، اب یہ آپ کی مہارت پہ ہے کہ آپ کیسے پانچ گھنٹے کے اندر اندر ساری تیاری کرتی ہیں۔ دیکھ لو، میں نے جوتے، کپڑے، زیور، میک اپ ہر چیز پوری کر دی ہے۔ مصطفی نے ہوٹل والوں کو کھانے اور ڈیکوریشن کا آرڈر دے دیا۔ وہ لوگ واقف ہیں، اس لیے اتنے شارٹ نوٹس کا گلہ نہیں کیا، اسی وقت آکر کام پہ لگ گئے۔

اپنی ساس کو بتانے لگیں۔

امی، میں سوچ رہی تھی کہ ایک چھوٹی سی تقریب پہ زکریا نے پچیس تیس لاکھ لگادیا ہے، اگر یہ لڑکا بڑا فنکشن رکھتا تو بہت پیسہ لگاتا۔ دس لاکھ کا تو ایک سیٹ ہی آیا ہے۔ اماں سونا تو اب آسمان سے باتیں کررہا ہے۔ میں سوچ رہی تھی، بچوں

NEELAM RIASAT NOVELS

کی شادی کے لیے ابھی سے لیکر رکھ دیتے ہیں، اگلے تین چار سال میں تو مزید ریٹ اوپر ہی جانا ہے۔

بیوٹیشن کے ہاتھ مہارت سے چل رہے تھے اور بتول دانت پہ دانت جمائے بس سامنے دیکھ رہی تھی۔

تیار تو وہ اس دن بھی ہوئی تھی جب لاہور سے آئی تھی، مگر آج میں اور اس دن میں بہت فرق تھا۔ آج اس کا دل خزاں کے پتے کی طرح کانپ رہا تھا۔

جیسے ہی وہ تیار ہوئی، خواتین اس کو اپنے ساتھ لان میں لگی مارکی میں لے آئیں، جہاں تازہ پھولوں سے سٹیج سجایا گیا ہوا تھا۔

وہاں پندرہ بیس خواتین میزوں پہ براجمان تھیں، درمیان میں پردہ لگا کر دوسری جانب مرد حضرات کا انتظام تھا۔

مائی پاگاں کو دیکھتے ہی بتول نے اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا۔

پاگاں نے اس کے پاس آتے ہی اپنی جیب سے سو سو کے نئے نوٹ نکال کر بتول پر سے وارے۔

بتول نے اس کو اپنے پاس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

پاگاں اس کے پاس بیٹھی، ابھی وہ بتول کی تعریف کرنے ہی والی تھی کہ بتول نے اس کا ہاتھ اپنے یخ ہوتے ہاتھوں کے درمیان تھام لیا۔

پاگاں نے بتول کے وجود کی کپکپاہٹ محسوس کرتے ہوئے فوراً پوچھا۔

سردی لگدی اے پئی؟

بتول کی بھرائی ہوئی نظروں میں نہ جانے کیا دیکھ لیا کہ پاگاں نے مزید کوئی سوال نہ کیا، بلکہ ہلکے ہلکے سے بتول کی کمر سہلاتے ہوئے لفظوں کا سہارا لیے بغیر تسلی دینے لگی۔

تین چار منٹ بعد ہی دو بزرگ حضرات کے ساتھ مولوی صاحب ادھر آ گئے۔

آنے والے بزرگ کے سفید بالوں کو دیکھ کر اپنے ابو کا چہرہ یاد آگیا۔ پھر کیا تھا، جو آنسو نکلنا شروع ہوئے تو تھمنے سے انکاری ہو گئے۔

کانپتے ہاتھوں سے نکاح نامہ پہ اپنا نام لکھا۔

اس کو روتا دیکھ کر زیادہ تر خواتین کی آنکھیں بھر آئیں۔

مصطفی کی امی نے اس کو گلے لگا کر تسلی دی۔ اس کی ہچکی بندھ گئی۔

کسی نے سرگوشی کی۔

ایسے موقع پہ بیٹی کو اپنے ماں باپ بہت یاد آتے ہیں۔ اس بچاری کا تو دکھ دوگنا ہے۔ باپ کو اتنی بے دردی سے مار دیا گیا۔

صائمہ نے خواتین کو ٹوک دیا۔

اس وقت ایسی باتیں مت کریں۔ بتول یہ لو، تم پانی پیو۔ دیکھو تو سارا میک اپ پھیل گیا ہے۔ مصطفی بھائی کہہ رہے تھے تمہاری شادی کی تصویر میڈیا میں دینی ہے۔ ایسے روتے رہنے سے تصویر فریش نہیں آئے گی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول نے ان کی بات سمجھ کر سر ہاں میں ہلایا۔ گہرے سانس بھر کے اپنے جذبات کو قابو کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ پانی کے دو چار گھونٹ بھرے۔

صائمہ نے اشارے سے بیوٹیشن کو سٹیج پہ بلایا۔

اس کا میک اپ تھوڑا ٹچ اپ کر دو۔ میں دولہے اور فوٹو گرافر کو بلاتی ہوں۔

اور پھر بتول نے زکریا کو عورتوں کے ہال میں داخل ہوتے دیکھا۔

اس نے وہی سوٹ پہنا ہوا تھا جو بتول نے اس کے لیے استری کیا تھا۔ گلے میں پھولوں کی مالا کا اضافہ ہوا تھا۔

نظریں فقط سٹیج پہ موجود ایک ہی لڑکی کی جانب اُٹھیں، پھر وہیں رک کر رہ گئیں۔

دونوں کی نظریں ایک دوسرے کے چہرے سے ہٹنے سے انکاری ہو گئیں۔

بتول کی آنکھیں پھر سے بھر آئیں۔ لب بری طرح سے کپکپانے لگے۔

زکریا نے ماتھے پہ ہلکی سی تیوری ابھر کر فوراً غائب ہو گئی۔

وہ اس کے پاس آیا۔

السلام علیکم۔

زکریا نے جس کو سلام کیا تھا اس نے تو اب سر جھکا لیا تھا۔ ٹشو میں آنسو پرو رہی تھی، مگر اس کے پاس موجود خواتین نے جوش و خروش سے سلام کا جواب دیا۔

بتول کے برابر بیٹھتے ہی اس کی توجہ بتول کی گود میں رکھے ہاتھوں پہ گئی۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

زکریا نے بے آرامی سے پہلو بدلا، اپنی زبان کو روک نہ پایا۔

شام تک تو نکاح کا بہت جوش تھا۔ اب کیا ہوا ہے؟ لگتا ہے سارا شوق ہوا ہو گیا ہے۔

بتول نے ایک دن سر گھما کر اس کو دیکھا۔

فوٹو گرافر نے عین اسی پل کلک کیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

دوسری تصویر میں دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔ یہ پلان نہیں تھا، فطری طور پہ ہی وہ لوگ خاموش گفتگو کرتے گئے، جسے کیمرے والے نے قید کر لیا۔

شام تک تو تم ایسے دکھی تھے جیسے سولی چڑھنے جا رہے ہو، اب ایسے اکڑ کر بیٹھے ہو، بڑا معرکہ مار لیا ہو۔

اگلے پل بتول نے وہ منظر دیکھا جو شاید ساری زندگی کے لیے اس کی یادداشت میں رہنے والا تھا۔

زکریا کے لب ہلکا سا مسکرائے تھے، اور یہ مسکراہٹ اس کی آنکھوں سے بھی جھلکی تھی۔ وہ بولا۔

آپ معرکے کی بات کرتی ہیں، مجھے ایسا لگ رہا ہے آج دنیا فتح کر لی ہے۔

وہ اس کو ششدر چھوڑ کر واپس مردانے میں چلا گیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

سب نے کھانا کھایا۔بتول کے گلے سے ایک نوالہ نہیں اترا۔اس نے شکر کیا جب گھر جانے کا وقت آیا۔

خواتین کی سنگت میں اس کو گاڑی تک لایا گیا، مگر بتول نے محسوس کیا وہ ان کی صبح والی کار نہیں تھی، بلکہ ڈرائیور بھی کوئی اجنبی تھا۔

****

سفید گیٹ کے پیچھے سفید عمارت ہریالی سے بھری ہوئی تھی۔بیرونی دیوار کے ساتھ ساتھ یہ قد آور درخت ایسے کھڑے تھے جیسے عمارت کی حفاظت کے لیے معمور ہوں، آتے جاتے لوگوں کو اندر نگاہ ڈالنے کی بھی اجازت نہ دیتے ہوں۔

پیلے، گلابی اور لال پھولوں والی بیلیں دیوار سے یوں لپٹی ہوئی تھیں جیسے برسوں کی دوستی اور بے تکلفی میں پورا اعتماد ہو۔

NEELAM RIASAT NOVELS

شام کا وقت تھا۔درختوں کی اونچلی شاخوں پر سورج کی الوداعی کرنیں اپنے چھپنے کی اطلاع دے رہی تھیں، جس پر درخت اداسی کا اظہار کرتے ہوئے تھکے تھکے سے نڈھال نظر آرہے تھے۔اور پرندے رخصتی کے گیت گارہے تھے، کیونکہ ان کی مسافت کی شام ہوئی تھی۔اب انہیں امید کی نیند لینی تھی اور پھر خود کو آنے والے کل کی مسافت کے لیے تیار کرنا تھا۔

ہارن کی آواز پر گیٹ واہو گیا۔

باوردی چوکیدار نے ان سے نام وغیرہ جاننے کے بعد گاڑی اندر لے جانے کا کہا۔

جیسے ہی گاڑی آہستگی سے چلتی عمارت کے اندر داخل ہوئی،ہرے بھرے گھاس والے لمبے لان اور اس کی چاروں طرف لگے رنگ بھرنگے گلابوں نے طبعیت پر خوشگوار پہلا تاثر چھوڑا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

پورچ کا سائز اتنا تھا کہ وہاں ایک ہی وقت میں چار پانچ گاڑیاں پوری آجائیں۔

پہلے سے ایک نئی ساخت کی ٹویوٹا کھڑی تھی اور ایک 1980s کی

BMW 3 series، وہ بھی لال رنگ میں۔

نئی ٹیکنالوجی کے دور میں، جب ایک سے بڑھ کر ایک نئے ماڈل کی گاڑیاں سڑکوں پر نظر آتی ہیں، ارسلہ کو لگا کہ یہ سرخ کار ابھی تک وقت کی لگام کو کہیں پیچھے روکنے کی کوشش میں ہے، جیسے گئے وقت کی کسی خوبصورت یاد کی طرح۔

اندرونی دروازے کے سامنے کا پورچ کا حصہ بالکونی کے نیچے چھپا ہوا تھا۔ انہیں وہاں اتار کر ماموں گاڑی آگے پارک کرنے چلے گئے۔

دور سے ایسے لگتا تھا جیسے عمارت کو جانے والا دروازہ یہی ہے، مگر وہ لوگ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئے تو چھوٹے سے برامدے کے بعد پیچھے صرف ایک آفس تھا۔

آصفہ نے آفس کے باہر لگی گھنٹی کا بٹن دبایا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ابھی تک چوکیدار کے بعد ایک عدد مالی دکھائی دیا تھا۔اس کے علاوہ کوئی انسان نظر نہیں آیا تھا۔خاموش ساکت ساماحول ارسلہ کو اپنے دل جیسا لگا۔

بیل کے جواب میں ایک دم سے کسی نے دروازہ کھولا۔

چوبیس پچیس سالہ درمیانے قد اور گندمی رنگت کا لڑکا، سفید رنگ کی شرٹ پہ سرخ ٹائی لگائے، آنکھوں پر کالے فریم والی عینک کے پیچھے سے دیکھتی سیاہ آنکھیں اتنی سنجیدہ اور سوبر پروفائل کے بعد، جیسے ہی اس کے پیروں پر نظر پڑی تو ایسا لگا جیسے بہت بڑے ریسٹورنٹ میں بیٹھ کر نان ٹکی آرڈر کی ہو۔

کالی پتلون کے نیچے نیلے رنگ کی کینچی چپل تھی۔

وہ سراپا سوال بن کر آصفہ اور اس کی ٹیم کو دیکھ رہا تھا۔

"جی؟"

"میں ارسلہ کی امی ہوں۔ ہم لوگ لاہور سے آئے ہیں۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

اوا چھا، اچھا! آیئے اندر تشریف لایئے۔ ثمن آپی کا آج صبح ہی فون آیا تھا کہ "
"آپ لوگ آ رہے ہیں۔

اندر جس جوش سے بلایا گیا تھا، ان لوگوں کو کمرے کی حالت دیکھ کر سخت مایوسی ہوئی۔

کمرے کے وسط میں بڑا سا لکڑی کا ڈیسک تھا، جو اس وقت اپنی گنجائش سے زیادہ فائلوں سے بھرا ہوا تھا۔ اسی کاغذات کے ڈھیر میں کپ نظر آئے، جس میں چائے کے سوکھے نشان تھے۔ ایک لال رنگ کی گیند بھی اسی ڈھیر میں نظر آ رہی تھی۔

سیدھی طرف کے پہلے کونے پر ایک ہاتھ کی ایکسر سائز کرنے والا آلہ پڑا ہوا تھا۔ جس ڈبے میں قلم وغیرہ ہوتے ہیں وہ الٹا ہوا تھا اور اس کا سامان سرے سے غائب تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

پردے گرے ہوئے تھے۔ چار میں سے دو کرسیاں فائلز کے باکسز گود میں لیے ہوئی تھیں۔ باقی جو دو کرسیاں خالی تھیں، عاشو اور نور کسی بھی تکلف کے بغیر آرام سے بیٹھ گئیں۔

اس لڑکے نے ایک مسکراتی نگاہ عاشو اور نور پر ڈالی اور ڈیسک کے سامنے کھڑے ہو کر ایک گتا اٹھایا، جس پر کچھ کاغذات جڑے ہوئے تھے۔

اس نے وہ آصفہ کی جانب بڑھایا۔

ارسلہ جیسے وہاں تھی ہی نہیں۔ خاموشی سے بس جائزہ لے رہی تھی۔

:جب وہ لڑکا آصفہ کو کاغذات دے کر کہہ رہا تھا

"میرا نام اسماعیل شہاب ہے۔ میں یہاں کا مینجر اور حصے دار ہوں۔ آپ کو ابھی بس یہ فارم فل کرنے ہیں۔ نارملی میں سیکیورٹی چیک وغیرہ کرتا ہوں، مثلاً آپ کا خاندان وغیرہ وغیرہ، مگر آپ چونکہ ثمن آپی کے توسط سے آئی ہیں، انہوں نے آپ کی گارنٹی دے دی ہے۔ اس لیے آپ یہ فارم پر کر دیں۔ جب تک میں کسی کو بلاتا ہوں کہ وہ آپ کو آپ کا کمرہ دکھا دیں۔"

آصفہ نے فارم پر ایک نظر دوڑائی، جب تک ماموں بھی وہیں پہنچ گئے۔

انہوں نے اسماعیل کی جانب ہاتھ بڑھایا، جسے اسماعیل نے الٹے ہاتھ سے تھام لیا کیونکہ اس کے سیدھے ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ماموں نے تشویش سے اس کے دونوں ہاتھوں کو دیکھا۔

ایک پر تو پٹی بندھی تھی، مگر حالت دوسرے ہاتھ کی بھی کچھ اچھی نہ تھی۔ سوجھن کے ساتھ ساتھ گہرے نیلے نشان کہیں کہیں سے تو خون رس رہا تھا، جیسے ہاتھوں پر خارش کر کے ساری جلد کو ناخنوں سے نوچ دیا گیا ہو۔

:ماموں از رائے ہمدردی بولے

لگتا ہے آپ کو اگیزما کی شکایت ہے۔ہمارے قریب میں ایک حکیم صاحب"

"اس کا علاج کرتے ہیں۔آپ کہیں تو ان سے دوائی بنوا کر لا دوں گا۔

اسماعیل نے قدرے چونک کر اپنے ہاتھوں کو دیکھا اور دھیرے سے عام سے انداز میں بولا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

"بہت مہربانی۔ آپ یہ فارم بھریں، میں سٹاف کو بلاتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اسماعیل کمرے سے نکل گیا۔

آصفہ نے عاشو کو اٹھنے کو بولا۔

"عاشو بیٹی، مجھے یہاں بیٹھ کر یہ فارم بھرنے دو۔"

"مما، کیا میں باہر چلی جاؤں؟"

آصفہ کی بجائے جواب ارسلہ نے دیا تھا۔

"تمہاری جان کو سکون نہیں ہے۔ گھر پہ نہیں ہو۔ جو جدھر مرضی منہ اٹھا کر چل پڑو، نہ جانے یہاں کیسے کیسے لوگ موجود ہیں۔ تم بھی تو یہاں رہو گی۔ میں تو فضول ہوں، جہاں مرضی جیسے مرضی لوگوں کے درمیان پھینک دی جاوں۔"

آصفہ نے اسماعیل کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر ارسلہ کو ٹوک دیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ارسلہ، تم فضول نہیں، اہم ہو۔ اسی لیے تو تمہاری بہتری کو مد نظر رکھتے ہوئے"
یہ مشکل قدم اٹھارہی ہوں۔ میں تو وہ ماں ہوں جس نے تم لوگوں کو ننھیال
"...میں بھی کبھی اکیلے نہیں

رہنے دیا۔ میں اپنے دل پر پتھر رکھ کر تمہیں یہاں لائی ہوں۔

اسماعیل اپنے ڈیسک کی جانب بڑھتے ہوئے دونوں ماں بیٹی پر بہت گہری، جانچتی ہوئی نگاہ ڈالی۔ اس کے پیچھے دو خواتین بھی آئیں۔

"شاہدہ، نئ مہمان کا سامان اٹھالیں اور ان کو ان کا کمرہ دکھادیں۔"

مسز مکرم، آپ کے پاس میرے لیے کوئی سوال ہو تو ابھی پوچھ سکتی ہیں۔""
آصفہ کی انگلیاں تیزی سے فارم بھرنے میں مصروف تھیں۔

"ایک مہینے کی فیس کتنی ہے؟"

جن کی ماہانہ آمدنی پچاس ہزار سے کم ہو، ان کی فیس معاف ہے۔ انہیں دوائی"
اور کھانا وغیرہ بھی مفت میں مہیا کیا جاتا ہے۔ بس اپنی پے سلپ دکھانی ہو گی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اور جن کی تنخواہ پچاس سے ایک لاکھ ہے، ان کی فیس ڈھائی ہزار ہے۔ اسی طرح "جیسے جیسے تنخواہ بڑھتی ہے، آپ کی فیس بھی بڑھ جاتی ہے۔

آصفہ نے کہا۔

"میرے شوہر کی ماہانہ آمدنی پانچ لاکھ روپیہ ہے۔"

اسماعیل نے چھوٹتے ہی کہا۔

"پھر آپ کو مہینے کا بیس ہزار دینا پڑے گا۔"

آصفہ نے مزید معلومات چاہیں۔

"داخلہ فیس بھی ہے؟"

اسماعیل کرسی پر بیٹھ کر ڈیسک کے دراز میں سے کچھ ڈھونڈنے لگے۔

"نہیں، داخلہ فیس نہیں ہے۔"

"کیا میری امی اور بہنیں آج کی رات میرے ساتھ رک سکتی ہیں؟"

اسماعیل نے سر اٹھا کر ارسلہ کو دیکھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ارسلہ کو عجیب سا احساس ہوا۔ بظاہر چند سیکنڈ کی نگاہ تھی، مگر وہ خاموش جانچتی نظریں بے آرام کرنے کا باعث بنیں۔ باقی کسر اس کے جواب نے پوری کردی۔

"مہمان کے ساتھ آنے والوں کے رہنے کا ہمارے پاس کوئی انتظام نہیں ہے۔ شام چھ بجے باہر کا گیٹ بند ہو جاتا ہے۔ یہ کل صبح دس بجے آپ سے ملنے آسکتے ہیں۔"

ارسلہ کے دل کی دھڑکن ایک دم تیز ہونے لگی۔

آصفہ نے فارم بھر کر اسماعیل کی جانب بڑھایا اور ساتھ ہی اپنے پرس سے بیس ہزار روپے گن کر اسماعیل کے سامنے ڈیسک پر رکھ دیے۔

ماموں عاشو اور نور کے ہمراہ گاڑی سے ارسلہ کا سامان نکالنے چلے گئے۔ سٹاف کی دونوں خواتین بھی ان کے ساتھ تھیں۔

ارسلہ نے آصفہ کا ہاتھ پکڑا۔ جیسے ہی آصفہ اس کی جانب متوجہ ہوئیں، ارسلہ نے نم آنکھوں سے ماں کو دیکھتے ہوئے اپنا سر نفی میں ہلایا۔

آصفہ، جو سارا راستہ بار بار اس پر نظر ڈالتی آئی تھیں کہ کہیں اپنا ذہن بدل نہ دے، اس وقت ارسلہ کو یوں دیکھ کر ایک دم پریشان ہو گئیں۔

اسماعیل کے لیے ایسے جذباتی سین نئی بات نہیں تھے۔ وہ ہر دوسرے روز یہی سب کچھ دیکھتا تھا۔ اس لیے اس نے آصفہ سے کہا

"مسز مکرم، آپ مس ارسلہ کو اندر لے جائیں۔ اس وقت ہال میں ہوسٹل کی تقریباً تمام لڑکیاں موجود ہیں۔ ان سے مل کر ان کے وہم اور خدشات شاید کچھ حد تک دور ہو جائیں۔ اور ڈاکٹر فرحین بھی وہیں موجود ہیں۔"

آصفہ نے تشکر سے اسماعیل کو دیکھا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے ارسلہ کو لے کر باہر نکل آئی۔

"آپ بس مجھ سے جان چھڑوانا چاہ رہی ہیں، تاکہ آپ اپنے شوہر اور بیٹیوں کے ساتھ سکون کی زندگی گزار سکیں۔"

آصفہ کوئی بچی نہ تھی، وہ باخوبی سمجھ رہی تھی کہ یہ سب ارسلہ دل سے نہیں کہہ رہی۔ ایک کے بعد ایک نفرت آمیز جملہ آ رہا تھا۔

"آپ کو بس لوگوں کے سامنے اپنی لائف پرفیکٹ دکھانی ہے۔ بھائی کے لیے بھی اگر آپ نے دل سے کوشش کی ہوتی تو وہ جیل نہ جاتا۔

اللہ کرے آپ مر جائیں۔ اللہ کرے میں مر جاؤں۔ آپ کی جان چھوٹ جائے۔ مجھے گھر سے اتنی دور پھینک کر جا رہی ہیں۔"

آصفہ نے ہمت دکھائی، دانت سے دانت نہیں اٹھایا۔ جیسے ہی ہال میں داخل ہوئے، ارسلہ کی زبان پھر سے چپ ہو گئی۔

بڑا سا اوپن ہال تھا، جس کے ایک کونے میں ٹی وی کارنر کا ٹیگ لگا ہوا تھا۔ دیوار میں بتالیس انچ کی ایل سی ڈی تھی۔ اس کے سامنے سٹنگ روم اسٹائل میں صوفے اور میز رکھی ہوئی تھی۔

ایک جانب دیوار گیر خانوں میں کتابیں لگی ہوئی تھیں۔ وہاں لکڑی کی آرائشی دیوار تھی، جسے اگر کونا بنا کر کھڑا کیا جاتا تو یہ حصہ ایک کمرے کی شکل دے دیتا۔ لائبریری کے فرش پر کالین پڑا ہوا تھا، جس پر چار پانچ بن بیگ، کچھ ایک سیٹر

صوفے اور کچھ کرسیاں موجود تھیں۔اسی کے ساتھ آگے کھڑکی کے آگے دو کمپیوٹر فکس تھے۔

ہال کا تیسرا کونا آرٹ اور ایکسر سائز کے لیے مختص تھا۔

مگر اس وقت تقریباً بائیس لڑکیاں ہال کے درمیان میں گول دائرہ بنا کر کرسیوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔

آصفہ اور ارسلہ کو دیکھ کر فرحین اپنا کام اپنی کولیگ کو دیکر خود ان کی جانب آئیں۔قریب آنے پر خوش دلی سے مخاطب ہوئی۔

"السلام علیکم مسز مکرم، میرا نام فرحین ہے۔کیسی ہیں آپ؟"

"وعلیکم السلام ڈاکٹر فرحین، میں ٹھیک ہوں۔بہت شکریہ ارسلہ کو یہاں جگہ دینے کے لیے۔البتہ میں ایک بات ضرور کہنا چاہوں گی، جب آپ کے بارے میں سنا تھا تو میں تو کوئی مڈل ایج کی خاتون کا خاکہ بنا بیٹھی تھی، مگر آپ تو ماشاء اللہ جوان ہیں۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

فرحین دلکشی سے ہنستے ہوئے بولی۔

بہت شکریہ، مگر نہیں، اتنی بھی جوان نہیں ہوں۔اور جس ماں کے اتنے "
"سارے شرارتی بچے ہوں، وہ تو ماں کو وقت سے پہلے ہی بوڑھا کر دیتے ہیں نا۔

فرحین نے لڑکیوں کے لیے اپنے شرارتی بچوں کا لفظ استعمال کیا تو آصفہ کو اندازہ ہوا کہ یہ نازک سی پیاری لڑکی اپنے کام سے کتنی مخلص ہے۔ کیونکہ مریضوں کے گروپ میں ایک دو لڑکیاں تو فرحین سے زیادہ عمر کی ہی لگ رہی تھیں۔

آئیں، میں آپ کو یہاں کا ٹور دے دوں۔ارسلہ اپنا کمرہ بھی دیکھ لیں گی، ساتھ "
"ساتھ ہم باتیں بھی کریں گے۔

آدھے گھنٹے کے ٹور کے بعد ارسلہ کو ماں کو الوداع کہنے کا وقت آیا۔اس نے بہنوں کو گلے لگایا اور پیار کیا، ماں اور ماموں سے ملے بغیر اندر چلی گئی۔

گاڑی گیٹ سے نکلتے وقت آصفہ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ماموں نے انہیں تسلی دی۔رات کے لیے انہوں نے ہوٹل بک کروایا ہوا تھا۔وہاں جا کر شاور لیا، ڈنر کیا، اور جب عاشو اور نور سو گئیں، تب آصفہ نے مکرم کو فون ملایا۔

مگر مکرم نے فون کا جواب نہیں دیا۔ تین چار دفعہ کوشش کرنے کے بعد، آنسو صاف کرتے ہوئے، اس نے ڈاکٹر فرحین کا نمبر ملایا۔ "آیا۔"

"ہیلو؟"

"ہیلو ڈاکٹر، میں آصفہ بول رہی ہوں۔ سوری، آپ کو اتنی رات میں تکلیف دی۔"

"آپ کو کچھ بھی بہانہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسز مکرم، یہ سب نارمل روٹین ہے۔ جب پہلی دفعہ والدین اپنی بچیوں کو ہمارے پاس چھوڑ کر جاتے ہیں، تو آپ کی طرح ہی پریشان ہوتے ہیں۔ میں جانتی ہوں، آپ نے ارسلہ کا پوچھنے کے لیے کال کی ہے۔ آپ کے جانے کے بعد اس نے اپنی رومیٹ کے ساتھ ڈنر کیا تھا۔ نرس نے بتایا ہے کہ ارسلہ نے کھانا براہ نام ہی کھایا ہے۔ مگر آپ فکر نہ کریں۔ ہمارا کچن چوبیس گھنٹے کھلا رہتا ہے۔ جب بھی اسے بھوک محسوس ہوئی، میں نے اسے بتا دیا ہے کہ بلا جھجک وہ کھانا مانگ سکتی ہے۔ ابھی وہ سونے کے لیے اپنے کمرے میں جا چکی ہے۔"

بہت شکریہ۔ میں امید کرتی ہوں کہ ارسلہ کا دل آپ کے یہاں لگ جائے۔"

"مجھے آپ کا ماحول بہت پسند آیا ہے۔ بالکل گھر جیسا ہی لگ رہا تھا۔

ہاں جی، اسی لیے تو ہم نے لڑکیوں کی تعداد کم رکھی ہوئی ہے تاکہ ہم پورے"

"فوکس کے ساتھ ان کی مدد کر سکیں۔

آصفہ نے اپنے گیلے بال کانوں کے پیچھے اڑسائے اور ہچکچاہٹ سے پوچھا:

"ڈاکٹر فرحین، آپ کو کیا لگتا ہے؟ کتنے دن لگیں گے آپ کو ارسلہ کو نارمل کرنے میں؟ آپ کو کیا لگتا ہے کہ کب وہ آپ کے ساتھ ساری باتیں کرے

"گی؟

دیکھیں مسز مکرم، ابھی یہ سب کہنا اور سوچنا بہت قبل از وقت ہے۔ ہم کبھی" بھی مریض کو کچھ بتانے پر فورس نہیں کرتے۔ خاص کر کسی بھی قسم کے پوسٹ ٹروما والے مریضوں کے ساتھ تو آپ کو بہت تحمل اور صبر سے کام لینا ہوتا ہے۔ آپ کو انہیں محفوظ ہونے کا احساس دینا ہے۔ آپ کو انہیں آپ پر اعتماد کرنا سکھانا ہے۔ یہ سب کچھ ایک رات میں نہیں ہوتا ہے۔ ابھی آپ کچھ

NEELAM RIASAT NOVELS

ہفتوں کے لیے اپنے آپ پر فوکس کریں۔اپنا خیال رکھیں کیونکہ آپ بہت سٹریسڈ لگتی ہیں۔اپنے دوسرے بچوں کا خیال کریں۔ارسلہ کی طرف سے بے فکر ہو جائیں۔وہ میرے ساتھ ہے۔میں اس کا پورا خیال کروں گی۔امید ہے آپ کی تسلی ہو گئی ہو گی۔"

آصفہ بولیں:

"بہت شکریہ فرحین،آپ نے اتنے اچھے سے میرے سوالوں کے جواب دیے۔بس ایک آخری بات یا خدشہ ظاہر کرنا چاہتی ہوں۔
ارسلہ نے مجھ سے کہا ہے کہ اگر اس کا یہاں دل نہیں لگا تو وہ ایک ہفتے بعد گھر آجائے گی۔"

اوہ،اچھا۔ٹھیک ہے۔ہم اپنی پوری کوشش کریں گے۔آپ بس دعا کرتی رہنا۔"

آصفہ نے فون بند کر کے واپس بیڈ سائیڈ دراز پر رکھا۔عشا پڑھی اور بچیوں کے پاس ہی سو گئی۔

اگلے دن انہوں نے ناشتہ ہوٹل میں کیا۔ بچیوں کو فیصل مسجد کی سیر کروانے کے بعد گھر کی راہ لی۔

دوپہر سے کچھ دیر بعد ہی وہ لوگ گھر پہنچے تھے۔ سیدھی میکے گئیں، وہاں کام والی سے گھر لے جانے کے لیے کھانا بنوایا اور شام کو گھر آ گئیں۔

مکرم رات گئے کہیں گھر آئے۔ بیوی کو دیکھ کر بس سلام کا جواب دیا۔

آصفہ نے کھانے کا پوچھا تو بولے:

"دوپہر میں کھانا کھایا تھا، اب بھوک نہیں ہے۔ ویسے بھی اتنے ویران گھر کو دیکھ کر کس کو کھانے کی یاد آتی ہے۔ ارسلہ سے دو باتیں کر لیتا تھا۔ تم اس کو بھی پاگل بول کر مینٹل ہاؤس چھوڑ آئی ہو۔ کل کو مجھے بھی یونہی کہیں چھوڑ آنا۔ تمہارے بیٹے نے میرا سارا گھر اجاڑ دیا ہے۔ تم پھر بھی اسی کا ساتھ دے رہی ہو۔ ارسلہ کو کچھ نہیں ہوا ہے۔ مگر تم چاہتی ہو اس کو ڈر گزو غیرہ دے کر اپنے بیٹے کے حق میں بیان دلوا لو۔

"میں تمہیں صاف صاف بتا رہا ہوں، وہ یہاں نہیں آئے گا۔

بہت ساری نفرت میں بھگوئے ہوئے الفاظ اور لہجہ۔ آصفہ کتنی دیر تک وہیں کھڑی رہیں۔ آنسو لڑیوں کی صورت میں گر رہے تھے۔

میاں بیوی ایک ٹیم ہوتے ہیں۔ جب شوہر ہر بات کا الزام بیوی پہ ٹھہرا کر خود کو بری الذمہ سمجھ کر ایک طرف ہو جائے، نہ جذباتی مدد کرے نہ اخلاقی، تو وہ محرومی وقتی طور پر عورت کو دکھ دیتی ہے۔ مگر اندر ہی اندر اسے مضبوط اور آزاد کر دیتی ہے۔ یہی آصفہ کے ساتھ ہوا۔

اسے پہلے دن ہی یہ سمجھ آ گیا کہ اگر اپنی بیٹی کو واپس نارمل کرنا ہے یا اپنے بیٹے کو جیل سے گھر لانا ہے، تو ساری محنت آصفہ کو خود کرنی ہو گی۔ یہ سب کچھ اسی کو کرنا ہے۔

اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اللہ نے جان بوجھ کر اسے انسانی سہاروں کی بجائے اللہ پر اعتماد کرنے کی ٹریننگ دی ہے۔

کیونکہ اللہ کی طرف انسان تب ہی پوری طرح رجوع کرتا ہے جب دنیا سے مایوس ہو جائے۔

****

جیسے ہی وہ پچھلی سیٹ پہ بیٹھی، ڈرائیونگ سیٹ سے کہا گیا۔

السلام علیکم بھابھی۔ شادی مبارک ہو۔

بتول آواز سے زیادہ لہجہ پہچان گئی۔

وعلیکم السلام۔ خیر مبارک۔

پاگاں زکریا کو بتا رہی تھیں کہ آپ نکاح کے وقت بہت روئی ہیں۔ اتنی جلدی آپ کو اپنی غلطی کا احساس ہو جانا بہت بڑی بات ہے۔ کیونکہ کچھ لوگ سالوں گزرنے کے بعد یہ بات سمجھتے ہیں۔ آپ تو بہت سمجھدار ہیں۔

دوسری طرف کا دروازہ کھول کر زکریا بتول کے برابر بیٹھا اور ساتھ ہی حکم دیا۔

مہرداد، میری بیوی کے کان بھر لیے ہوں تو گاڑی اسٹارٹ کر لو۔

تم نے ابھی ہی ٹپکنا تھا۔

ہاں، کیونکہ بہت دیر ہو گئی ہے۔

میرا ایک مشورہ ہے۔ رات میرے گھر پہ رک جاو۔ صبح ناشتہ کر کے چلے جانا۔

اس وقت راستے میں خطرہ بھی ہو گا۔

بہت شکریہ۔ مگر میرا رستم ٹھیک نہیں ہے، مجھے اس کے لیے گھر جانا ہے۔

ان کی گاڑی گیٹ سے اکیلی ہی نکلی تھی۔ مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی شہر سے نکلنے والی تھی۔ جہاں شام کو ان کے ساتھ آنے والی دونوں گارڈ کی گاڑیاں ان کے انتظار میں تھیں۔

مہر داد، سُرخ کار دیکھ رہے ہو؟

مہر داد نے بیک ویو مرر میں نظر آتی سُرخ کار کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

ہاں۔ کار میں دو لوگ ہیں۔

پیچھے سے دیکھنے والوں کو یہی لگتا کہ زکریا بتول کے کندھے پہ سر رکھ کر لیٹا ہوا ہے۔

مگر وہ اس پوزیشن میں جھک کر سائیڈ مرر سے سڑک کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ اپنے ہولسٹر سے پسٹل نکال کر اس کا میگزین چیک کر رہا تھا۔

مہر داد نے بہت آرام سے ڈیش بورڈ کے خانے سے اپنا پسٹل نکال کر اپنی گود میں

رکھ لیا۔

زکریا بولا۔

ایسا لگ رہا ہے وہ کسی کے انتظار میں ہیں۔

ہاں۔خاص فاصلہ رکھے ہوئے ہیں۔رکو،ان کو نچاتے ہیں۔

متوازی سپیڈ سے جاتے جاتے ایک دم اس نے دائیں طرف آنے والے بازار میں گاڑی ڈال دی،

سُرخ کار آگے نکل گئی۔ مگر رک گئی۔اور پلٹ کر واپس آئی۔

مہر داد تب تک بہت آگے نکل گیا تھا۔

بتول ان دونوں کی جانب سے منتظر تھی کہ وہ لوگ بتائیں گے کہ کون ان کا پیچھا کر رہا ہے۔ مگر وہ دونوں جیسے اس کی موجودگی سے لاعلم تھے۔

زکریا بولا۔

مجھے ادھر اتار دو۔ تم آگے جاو۔

جیسے ہی سپیڈ بریکر پہ گاڑی کی سپیڈ کم ہوئی زکریا نے بتول کو نصیحت کی۔

سیٹ پہ لیٹ جائیں،اپنا سر اوپر نہیں کرنا ہے۔سُن لیا؟

اس کے ساتھ ہی دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔گاڑی اسی سپیڈ سے آگے بڑھ گئی۔

بتول نے احتجاج کیا۔

یہ کیوں نیچے اُتر گیا ہے؟وہ لوگ اس کو دیکھ چکے ہوں گے۔پلیز مہرداد بھائی، گاڑی واپس لیکر جائیں۔زکریا کو کیوں اترنے دیا ہے؟

جانے دیں کمینے کو۔

بتول فکرمندی سے بولی:

وہ مر بھی سکتا ہے۔

مہرداد بولا:

ہم سب نے ہی مرنا ہے۔

مگر جس طرح وہ نیچے اترا ہے،یہ قتل کم،خودکشی زیادہ ہے۔

آپ اس کی فکر نہ کریں۔اپنا سر نیچے رکھیں۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ارے، آپ کیسے دوست ہیں؟

ارے، آپ کیسی بیوی ہیں؟

اس مصیبت میں آپ کو مذاق سوجھ رہا ہے؟

دیکھو، میری بہن، اپنا ایک ہی اصول ہے۔ جو ہونا ہے وہ ہو کر رہنا ہے۔ پھر بے مطلب کی فکر مندی میں اپنا خون کیوں جلایا جائے۔ اب اس کمینے کو موت سے خاص پیار ہے، بار بار خود کو موت کے منہ میں پھینکتا ہے، تو پھر آپ اور میں کیا کر سکتے ہیں؟

یہ سوچ کر کے ابھی زکریا کی جان جا سکتی ہے۔ بتول کو اپنے ہاتھ پیر سے جان نکلتی محسوس ہوئی۔ انگزائیٹی ایک دم سو فیصد اوپر چلی گئی۔

آ۔ آپ نے کار نہ روکی تو میں باہر چھلانگ لگا دوں گی۔

مہرداد نے بیک ویو مرر سے اس کی آنکھوں میں یقین اور ارادہ دیکھتے ہی گاڑی کو لاک کر دیا۔ اور ہاتھ باندھ کر بولا۔

ایسا سوچنا بھی نہیں میری ماں، اگر آپ کو کچھ ہوا تو وہ آدمی میرا قتل کر دے گا۔

بتول نے اسی انداز میں پوچھا۔

اور اگر زکریا کو کچھ ہوا تو؟

مہرداد مکھی اُڑاتے ہوئے بولا۔

He is a big boy, don't worry about him. He is capable of taking care of himself.

کتنی دیر تک گاڑی چلتی رہی۔نہ تو پیچھے سے لال کار آئی۔نہ زکریا کی طرف سے کوئی خبر آئی۔

بتول چونکی تو تب جب شہر بہت پیچھے رہ گیا۔اندھیری سڑک پہ گاڑی سو کی سپیڈ سے بھاگتی جارہی تھی۔جیسے ہی کچے کو جانے والے راستے پہ گاڑی پہنچی،سامنے زکریا کچھ آدمیوں کے ساتھ کھڑا تھا۔

بتول کا سینے میں اٹکا سانس بحال ہوا مگر زکریا کے گال پہ خون کی ایک لائن دیکھ کر فکرمندی کی جگہ غصے نے لے لی۔مٹھیاں بھینچ کر وہ گاڑی کی ہیڈلائٹس میں اس کا جائزہ لیتی رہی۔زکریا کی بوسکی کی قمیض کے دامن پہ خون کے نشان تھے۔

وہ فون پہ بات کر رہا تھا۔اسی دوران اس نے کالے شیشے والی گاڑیوں میں سوار ہونے والوں سے ہاتھ ملائے۔

دونوں گاڑیاں مخالف سمت میں نکل گئی۔دو موٹر سائیکل پہ سوار چار لوگ وہیں تھے۔جن کے ہاتھوں میں اسلحہ تھا۔زکریا فرنٹ پیسنجر سیٹ کا دروازہ کھول کر مہرداد کے برابر بیٹھ گیا۔جیسے ہی مہرداد نے کار آگے بڑھائی،موٹر سائیکل ان کے پیچھے آ گئے۔

زکریا نے فون بند کر کے اپنی گود میں رکھا۔پر سوچ نظروں سے سامنے دیکھ رہا تھا۔

اس کی خاموشی پہ مہرداد کو پوچھنا پڑا۔

کیا سب کچھ ٹھیک ہے؟

زکریا نے دھیرے سے نفی میں گردن ہلائی۔

اسلام آباد سے بلال کو پکڑ لیا گیا ہے۔

اوہ۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس کو تھانے میں لیکر نہیں گئے۔بلکہ ریکارڈ میں ہے ہی نہیں کہ اس کی گرفتاری ہوئی ہے۔

بتول کا غصہ وہیں ختم ہو گیا۔ نئ فکر لاحق ہو گئ۔

اب کیا ہو گا؟

اس کے سوال پہ زکریا نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔

اس کو صحیح سلامت دیکھ کر گہری سانس خارج ہوئی۔

ساتھ ہی بولا۔

اللہ مالک ہے۔جو ہو گا دیکھ لیں گے۔آپ پریشان نہ ہوں۔

یہ سب میری وجہ سے ہو رہا ہے۔اتنے لوگوں کی زندگیاں میری وجہ سے متاثر ہو رہی ہیں۔

زکریا پوری طرح سے پیچھے کو گھوما۔

تو؟

مجھے ساری صورتحال سے مائنس کر دو تو سب کی زندگی واپس سکون میں آجائے

گی۔

زکریا نرمی سے بولا۔

جب لوگ ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں، تو ایک دوسرے کے لیے کھڑے ہونا پڑتا ہے۔ یہ عام انسانی فطرت اور ضرورت ہے۔ آپ کو اتنا سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔

زکریا، مجھے اس وقت، اس لمحے اپنا آپ بہت خود غرض لگ رہا ہے۔ ابھی راستے میں بھی جو کچھ ہوا ہے اس کی وجہ میں ہوں۔

زکریا اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

ہم اس موضوع پہ گھر پہنچ کر بات کریں گے۔ ابھی مجھے مہر داد سے بات کرنی ہے۔

مہر داد جلدی سے بولا۔

بھابھی یہ آپ کو ٹال رہا ہے۔ آپ نے اس کی باتوں میں بالکل نہیں آنا ہے۔ یاد رہے ابھی آدھا گھنٹہ پہلے یہ کیسے ہیرو بن کر گاڑی سے نکلا تھا۔ اس کی جان بھی

جا سکتی تھی۔

آپ اس کے لیے اتنی فکر مند تھیں۔اس کے پیچھے گاڑی سے کودنے والی تھیں۔اور یہ آپ کو باتوں میں لگا رہا ہے۔

زکریا پہلی دفعہ فکر مند نظر آیا۔

مہرداد تو اپنی بکواس بند کر، مجھے یہ بتا،اس کا کیا مطلب ہے کہ یہ گاڑی سے کودنے والی تھیں؟

اچھا، ویسے میری باتیں تجھے بکواس لگ رہی ہیں، واہ،اور پھر پوچھا بھی مجھ سے ہی جا رہا ہے۔

میں نے جو پوچھا ہے پلیز اس کا جواب دو نا؟

بھابھی، بچاری کو فکر لگ گئی تھی کہ اب ایک عدد منحوس ہی سہی، مگر اللہ نے بدقسمتی سے تمہارے جیسا شوہر دے ہی دیا ہے تو کہیں پہلے دن ہی تم گولی ولی لگنے سے لڑھک نہ جاو۔اس لیے مجھ سے کہہ رہی تھیں، میں تمہیں خودکشی سے روکوں، ورنہ وہ چلتی کار سے چھلانگ مار دیں گی۔

مہرداد بھائی خدا کی قسم آپ بہت بکواس کرتے ہیں۔

مہرداد نے بڑی مشکل سے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر اپنا قہقہہ روکا۔

زکریا نے مسکراتی نظروں سے مہرداد کو دیکھ کر پوچھا۔

بیٹا بے عزتی کروالی؟ چین پڑ گیا؟

مہرداد پھر مہرداد ہے، آرام سے بولا۔

ابو جب آپ کی کوئی عزت نہیں ہے تو میری کہاں سے ہو گی۔

زکریا بولا۔

میں تیرا منہ توڑ دوں گا، اگر مجھے ساتھ گھسیٹا۔

مہرداد نے گاڑی گھر کے باہر روکتے ہوئے کہا۔

چلو، بچوں گھر آ گیا ہے۔ مجھے اجازت دو۔

بندے کا پُتر بن کر گاڑی کو بند کر، اس وقت کہیں نہیں جانے دوں گا۔

مہرداد بولا۔

جہاں میری عزت نہ ہو، میں وہاں نہیں رک سکتا ہوں۔

تمہاری عزت تواس پوری دنیامیں کہیں بھی نہیں ہے۔

ہاں۔پر بات پتا کیا ہے۔جب کبھی میں سوچتا ہوں کہ مر جانا چاہیے، پھر تمہاری طرف دھیان چلا جاتا ہے۔تو دل سے آواز آتی ہے کہ اگر یہ بے غیرت ڈھیٹ بن کر جی سکتا ہے تو میں کیوں نہیں۔

یااللہ ! تم دونوں کا کیا مسئلہ ہے۔ایک دوسرے کی اتنی بے عزتی کرتے ہو۔ بلال کو کس نے پکڑا ہے اس کی کوئی خبر نہیں ہے۔زکریا کے چہرے پہ چوٹ کیسے آئی ہے اس پہ کوئی بات نہیں ہو رہی ہے۔اس کے کپڑوں پہ خون کیوں لگا ہوا ہے۔اتنے برے حالات کے اندر بھی تم دونوں کو سنجیدہ نہیں ہو۔

وہ گاڑی سے نکلی اور دونوں ہاتھوں سے اپنا بھاری لہنگا سنبھالتی گھر کی جانب چل پڑی۔اماں پاگاں آگے سے اس کی مدد کو آگئی۔

گاڑی میں ایک دم خاموشی چھاگئی۔

جسے مہر داد نے توڑا۔

میں اپنے طور پہ پتا کروانے کی کوشش کرتا ہوں کہ بلال کو کہاں لیکر گئے ہیں۔

انگلی ٹیڑھی کرنی پڑے گی مہرداد۔سیدھی سے کام نہیں ہو رہا ہے۔

فلحال تو اسلام آباد میں ایک فیملی کو تحفظ کی ضرورت ہے۔بلال اسی کام پہ لگا ہوا تھا۔اگر تم یہ سنبھال لو تو باقی میں دیکھ لوں گا۔

فکر نہ کرو، مجھے اڈریس وغیرہ بھجوادو۔انسپکٹر کا ٹیکسٹ آیا تھا،لال گاڑی والوں کو جوتے پڑتے ہی انہوں نے اعتراف کر لیا ہے کہ وہ لوگ لاہور سے بھیجے گئے ہیں۔تمہاری سسرال کی جانب سے شادی کا تحفہ۔تم نے ایک کے بازو پہ گولی مار دی ہے۔

وہ سامنے سے میرا نشانہ لیے ہوئے تھا۔اگر ایک سیکنڈ کے لیے میں چونک جاتا تو اس وقت یہاں نہ بیٹھا ہوتا۔میری دلہن نکاح کے فوراً بعد ہی بیوہ ہو جاتی۔

ویسے ایک بات تو بتاؤ زکریا۔

کیا؟

جتنے بھی واقعات آج تک میری نظر یا علم سے گزرے ہیں، نشانہ ہونے کے باوجود تم نے کبھی کسی کی جان نہیں لی ہے۔اس کی کیا وجہ ہے؟

زکریا سامنے اپنے گھر کے دروازے کو دیکھ رہا تھا، جہاں سے بتول اندر جا چکی تھی۔

کیونکہ مہرداد، میں قاتل نہیں ہوں۔ گاڑی ڈیرے کی طرف لیکر چلو، میں نے تمہارا بستر تیار کروایا ہوا ہے۔ اور مجھے رستم کی خبر لینی ہے۔

مہرداد نے گاڑی سٹارٹ کر کے گیئر میں ڈالتے ہوئے کہا۔

مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ مجھے رستم کے پاس چھوڑ کر تم واپس گھر آ جاؤ گے؟

بالکل ٹھیک لگ رہا ہے۔ بیگم صاحبہ کا موڈ خراب ہے۔ میرے لیے ان کے سوالات کا جواب دینا اس وقت سب سے ضروری کام ہے، ورنہ اپنی بینڈ بج جائے گی۔

مہرداد نے زکریا کے کندھے پہ تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

میرا بیٹا میرا نام روشن کرے گا۔ زن مرید ابھی سے بیوی سے ڈر رہا ہے۔

زکریا نے کندھے اچکائے۔

ڈیرے پہ مہرداد کو اتار کر چارلی کو ساتھ لیے واپسی کی راہ لی۔

****

ارسلہ کی آج یہاں دوسری رات تھی۔ ساری لڑکیاں سوگئی ہوئی تھیں۔ کل تو وہ بھی نو بجے سے پہلے ہی سوگئی تھی۔ یقیناً سفر کی تھکان کی وجہ سے ایسا ہوا تھا۔ مگر آج تو جیسے نیند آنکھوں سے روٹھ ہی گئی۔

سارا دن بھی اس کا اداسی میں ہی گزرا تھا۔ نہ کچھ کھانے کو من کیا۔ نہ کسی سے بات ہی کرنے کا دل چاہا۔ حالانکہ اس کی رومیٹ بار بار اس کے ساتھ دوستی کرنے کی کوشش کرتی رہی ہے۔ سوچوں میں غلطاں تھی۔ جب ایک فلک شگاف چیخ نے ہاسٹل کے پرسکون ماحول کو تار تار کر دیا۔

ارسلہ اچھل کر اپنے بیڈ پہ اٹھ بیٹھی۔ اور فکر مندی سے اپنے کمرے میں موجود لڑکی کو دیکھا جو خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔

وہ ایک نسوانی چیخ تھی۔

ارسلہ کا دماغ خوف سے سُن ہونے والا تھا۔

اس نے اٹھ کر اپنے کمرے کا دروازہ دوبارہ سے چیک کیا۔ لاک کو دو دفعہ تو پہلے

ہی دیکھا تھا۔

پھر دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس آئی۔

پردہ ہلکا سا ہٹا کر باہر جھانکنا چاہا مگر اندھیرے کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔

اس کے کمرے میں ڈم سی روشنی جل رہی تھی۔

چیخ کی آواز دوبارہ نہیں آئی۔ مگر ارسلہ بیڈ پہ اکڑو بیٹھی ہوئی تھی۔ایک سو ایک سوال اس کے زہن کی سکرین پہ چل رہے تھے۔

چیخ کس کی ہو سکتی ہے؟ کیا کوئی لڑکی اس لمحے، اس پل یہاں، اس ہوسٹل میں کسی مشکل کا شکار ہے؟ کیا کوئی جسمانی تکلیف میں ہے؟ بیماری میں تو اتنی دلخراش چیخ نہیں مارتا۔ کیا یہ چیخ مدد کے لیے پکار تھی؟

یہ جگہ محفوظ نہیں ہے۔ یہاں کچھ تو گڑبڑ ہے۔

ابھی وہ دوبارہ بیڈ میں جانے کا سوچ ہی رہی تھی کہ ایک دفعہ پھر سے ساری عمارت چیخوں سے گونج گئی۔اس دفعہ تو پورے ایک منٹ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس نے اپنی رومیٹ کو اُٹھانا چاہا، جس نے مزید کمبل میں منہ چھپا لیا۔ جب ارسلہ نے اس کو بار بار ہلایا کہ پلیز اُٹھو، باہر کوئی رو رہا ہے، تو اس نے بس اتنا کہا:

چپ کر کے سو جاو، یہ یہاں روز کا کام ہے۔

اس کے بعد ارسلہ میں اس کو جگانے کی ہمت نہیں ہوئی۔ مگر وہ خود یوں لاپرواہ ہو کر سو نہیں سکتی تھی۔ نہ ہی اس آواز کو اگنور کر سکتی تھی۔ اگر کوئی لڑکی مشکل میں ہے تو؟

اس نے جلدی جلدی الماری کھول کر اپنے ہینڈ بیگ میں موجود میک اپ بیگ میں سے سٹیل کا نیل فائلر نکالا، جو لمبائی میں اس کے ہاتھ جتنا تھا۔ ایک طرف پکڑنے کے لیے پلاسٹک کا کور لگا ہوا تھا اور دوسرا سرا نوک دار تھا۔

جلدی جلدی بیگ کو واپس الماری میں رکھا، اپنی چپل پہنی اور کمرے کا دروازہ کھول کر جیسے ہی باہر نکلی۔ تاریک لمبے کاریڈور میں آواز کی شدت پچاس فیصد زیادہ محسوس ہوئی۔

اس نے بالکونی کی باڑ کے پاس جا کر ایک نظر نیچے ڈالی۔ صحن خالی تھا۔ کچن کی

جانب بتی جل رہی تھی، مگر کوئی ذِی روح نظر نہ آئی۔

تازہ چیخوں میں ایک فقرہ بھی سنائی دے رہا تھا، جو وہ سمجھ نہیں پائی کہ کیا کہا جا رہا ہے۔ دبے پاؤں اس سمت کو چل پڑی جس طرف سے آواز آ رہی تھی۔

لمبا کاریڈور عبور کر کے دوسرے جانب کو مڑی۔ آخر والے کمرے کے دروازے کے نیچے سے روشنی چھن کر باہر آ رہی تھی، جس میں ایک ہیولا بھی دکھائی دے رہا تھا۔ رات کے وقت ایک الگ تھلگ کمرے سے کسی لڑکی کی چیخوں کا آنا کس جانب اشارہ کرتا ہے؟ یہ سوال ایک عام انسان کو بے چین کر دے، یہ تو پھر ارسلہ ہے، جس کی مثال دودھ کے جلے جیسی ہے، جو پھر چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔

نیل فائلر پہ ارسلہ کی گرفت مزید مضبوط ہو گئی۔

دروازے کے قریب پہنچی تو سب صاف سنائی دینے لگا۔

مجھے چھوڑو! میرے...ہاتھ...ہاتھ چھ... چھوڑو!

بار بار چیخوں کے درمیان یہی کہا جا رہا تھا، جس پہلو نے ارسلہ کے قدم من من

NEELAM RIASAT NOVELS

کے بھاری کر دیے وہ یہ تھا کہ آواز سے لڑکی نارمل نہیں لگ رہی تھی۔اس ہاسٹل میں چار پانچ لڑکیاں خاص ضرورت والی تھیں، جن کو آٹزم کی بیماری ہے۔آواز سے یہ لڑکی انہی میں سے ایک لگ رہی تھی۔

ارسلہ نے بے بسی سے ساری عمارت پہ نگاہ ڈالی۔ایک طرف اتنی ہلچل، اتنی تکلیف دہ چیخیں اور دوسری جانب وہاں پہ رہنے والوں کی بے حسی کا عالم کہ کسی نے ایک گردن تک نکال کر دیکھنے کی کوشش نہیں کی کہ کون رو رہا ہے۔

ارسلہ نے کانپتے ہاتھوں سے بہت آہستہ آہستہ دروازے کا ہینڈل گھمایا۔ہلکا سا دروازہ وا ہوتے ہی اس نے گردن آگے کر کے اندر نگاہ ماری اور ساکت رہ گئی۔

کمرے کے کونے میں جو لڑکی نیم برہنہ کھڑی زور زور سے چیخ رہی تھی، وہ سبین تھی، جس کو آٹزم تھا۔مگر دن کے وقت وہ بالکل ٹھیک تھی۔اس نے شام کو سب لڑکیوں کے ساتھ بیٹھ کر ٹی وی دیکھا تھا۔ساتھ ساتھ مسکرا مسکرا کر شرارتیں بھی کر رہی تھی۔

اس وقت وہ بالکل مختلف حالت میں تھی، نہ چہرے پہ مسکراہٹ، نہ آنکھوں

میں چمک، بلکہ بہت تکلیف میں تھی۔اور ارسلہ سے بہتر اس کی تکلیف کو اور کون سمجھ سکتا ہے؟

پہلی دفعہ ارسلہ نے سبین کے عین سامنے کھڑے مرد کو غور سے دیکھا، جس کی پشت دروازے کی جانب تھی۔ارسلہ اس کا چہرہ دیکھے بغیر ہی اس کو پہچان گئی۔

وہ کوئی اور نہیں، یہاں کا مینجر تھا۔

اسماعیل شہاب۔

ارسلہ کا دماغ جواب دے رہا تھا۔یعنی انسانی ہمدردی اور علاج کے نام پہ یہاں لڑکیوں کو لا کر ان کے ساتھ یہ گھناونہ کھیل کھیلا جاتا ہے؟

اور میری ماں دنیا کے سب ہسپتال اور ڈاکٹر چھوڑ کر مجھے یہاں لائی ہے؟

گزرے وقت کے واقعات ایک ایک کر کے یاد آ گئے، جیسے فلم ہی چل پڑی ہو۔

پورے غصے اور نفرت سے وہ دروازہ تھوڑا سا اور کھول کر کمرے میں داخل ہوئی۔نیل فائلر پہ گرفت اتنی مضبوط تھی کہ اس کی انگلیاں سفید ہو رہی تھیں۔

میرے لیے ٹیپو فرشتہ بنا تھا۔اس نے مجھے بچایا تھا۔میرا فرض ہے کہ میں اس لڑکی کے لیے کچھ کروں۔یہ میری تکلیف سے گزر رہی ہے۔

چار قدموں کے بعد، جیسے ہی وہ اسماعیل سے ایک قدم کی دوری پہ تھی،اس نے فائلر والا ہاتھ پیچھے کو کھینچ کر پورے زور سے آگے لائی اور فائلر کو اسماعیل کی بائیں سائیڈ میں کھونپ دیا۔

وہ جو پوری مضبوطی سے سبین کے ہاتھ پکڑ کر کھڑا تھا،دروازے کے کھلنے پہ یہی سمجھا تھا کہ شاید کوئی نرس اس کے لیے پانی وغیرہ لائی ہے۔اپنی بائیں طرف ایک تیز درد کی لہر پہ اس نے چونک کر گردن موڑی،سامنے ارسلہ اس کو پوری نفرت سے دیکھ رہی تھی۔

دونوں کی نظریں ملیں۔ارسلہ حقارت سے بولی۔

تم نے کیا سمجھ لیا؟تم جو مرضی کروگے،کوئی تمہیں روکنے والا نہیں آئے گا۔

اسماعیل کی گرفت سبین کے ہاتھوں پہ نرم پڑتے ہی سبین نے ہاتھ واپس کھینچ لیے،البتہ چیخ وہ ابھی بھی پہلے کی طرح رہی تھی۔

ارسلہ اتنی دیر میں فائلر کو واپس کھینچ کر ایک دفعہ پھر سے اسی مقام پہ کھونپ چکی تھی۔اسماعیل نے اپنا ہاتھ دائیں گردے والی جگہ پہ چھو کر آنکھوں کے سامنے کیا تو ہاتھ لہو سے بھرا ہوا تھا۔

اس نے سبین کو اپنی پشت پہ کیا اور ارسلہ کی جانب مڑ کر سختی سے پوچھا۔

آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟

تمہارے گندے وجود سے اس دنیا کو پاک کر رہی ہو۔درندے۔۔

اس کمرے سے چلی جائیں۔

اسماعیل کی بادامی شرٹ تیزی سے خون میں نہا رہی تھی، جس پہ وہ خون کی روانی دیکھ کر بڑبڑایا۔

لگتا ہے آپ نے میری آرٹری کاٹ دی ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس کے ساتھ ہی اس نے دیوار میں لگے سرخ بٹن کو تین چار مرتبہ دبایا۔ارسلہ کا سارا فوکس اسماعیل پہ تھا۔جیسے ہی وہ سبین سے تھوڑا دور ہوا ارسلہ جلدی سے سبین کے پاس آئی جو اسماعیل کے بہتے خون کی طرف اشارہ کر کے مزید چیخ رہی تھی۔

ارسلہ نے سبین کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

سبین چلو یہاں سے چلیں۔

اسماعیل نے ارسلہ اور سبین کے درمیان آنا چاہا مگر ارسلہ نے اس کو ایک طرف دھکیل دیا۔اتنی سی دیر میں اسماعیل کا اتنا خون نکل گیا تھا کہ اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا نظر آرہا تھا،لڑکھڑا کر گرتے ہوئے اسماعیل کی نگاہوں میں ایک منظر تھا۔

سبین کے ہاتھوں میں ارسلہ کے سر کے بال تھے۔اور ارسلہ کے منہ سے نکلنے والی چیخ پہ وہ آنکھیں بند ہونے سے پہلے بڑبڑایا۔

What have you done. You foolish girl.

نرس لال بتی کی بیل پر بہت جلدی میں بستر سے نکل کر وہاں پہنچی تھی کیونکہ یہ ایمر جنسی کے لئے تھا، عام طور پر اگر اسماعیل کو کوئی چیز چاہیے ہوتی تو وہ فون کر لیتا تھا۔ جیسے ہی نرس کمرے کے قریب آئی کھلا دروازہ دیکھ کر اس کے قدموں کی رفتار مزید تیز ہو گئی۔ اس نے بھاگ کر باقی کا راستہ طہ کیا۔

دروازے سے اندر دیکھا۔

اسماعیل خون میں بھیگا فرش پہ ساکت پڑا تھا۔ سبین نے پورے زور سے ارسلہ کے بالوں کو اپنی دونوں مٹھیوں میں جھکڑا ہوا تھا، اور اس کو آگے پیچھے دھکیل رہی تھی۔ ارسلہ کی چیخیں باہر تک جا رہی تھیں۔

نرس نے اسی وقت بھاگ کر باقی سٹاف کو مطلاع کیا۔

فرحین بھی باقیوں کی طرح نیند سے اٹھ کر بھاگی آئی۔

فرحین نے جلدی سے سبین کے بازو میں انجکشن لگایا۔

لڑکوں نے مل کر اسماعیل کو اٹھایا اور گاڑی میں ڈال کر قریبی ہسپتال لے گئے، کیونکہ فرحین نے ایک دفعہ دیکھتے ہی کہہ دیا۔اس کا خون بہت نکل رہا ہے۔اس کو جلد از جلد ہسپتال پہنچاو۔

خود وہ ارسلہ اور سبین پہ کام کرنے لگی۔

****

آپا کچن میں کیا کر رہی ہیں؟

لہنگے کو دونوں ہاتھوں سے تھامے وہ آکر کچن کے دروازے میں رک کر پاگاں سے پوچھ رہی تھی۔

پاگاں نے کام سے سر اُٹھائے بغیر جواب دیا۔

بار بندے آئے نے اونہاں لئی روٹی گرم کرن دئیی آں۔تو وی اوتھے روٹی نہیں سی کھادی۔

نہیں، مجھے بھوک نہیں ہے۔میں نے فروٹ سالاد کھایا تھا۔باہر آدمی کون آئے

ہیں؟اور کچھ خبر ہے کہ راستے میں کیا ہوا تھا؟

مانوں نے دسیا اے بندے پچھے لگ گئے سن۔۔فئیر ہوئے سن، بندے پولیس نے پھڑ لے نے۔

مائی کھانا بڑی سی ٹرے میں رکھ کر دروازے تک لے گئی۔سامنے سے ایک لڑکے نے اس کے ہاتھ سے ٹرے لے کر آگے دے دیا۔اسی طرح دو تین چکر لگا کر کھانا دینے کے بعد مائی چائے بنانے لگی۔

جب زکریا گھر آیا، بتول برامدے میں صوفے کے اوپر بیٹھی ہوئی تھی۔وہ صوفے کے درمیان میں تھی اور باقی کا صوفہ اس کے لہنگے نے سنبھالا ہوا تھا۔

چارلی اندر آیا تو اس کے گلے میں پنک ربن بندھا ہوا تھا۔

ساری بدمزگی بھول کر بتول کے لب پھیل گئے۔اس نے بانہیں کھول کر چارلی کا استقبال کیا۔

چارلی منہ اُٹھا کر بھونکنے لگا، جیسے کہہ رہا ہو تم کہاں تھیں، مجھے ساتھ لے جا کر وہاں پہ اکیلا چھوڑ دیا۔

ربن کے علاوہ چارلی کے گلے میں بندھا بیلٹ بھی تبدیل تھا۔بتول نے نئے بیلٹ پہ لگا ٹیگ پڑھا۔ براون چمڑے پہ گولڈن لوہے کا ٹیگ تھا جس میں لکھا تھا:

My name is Charlie and I belong to Mrs Batool Zakariya Ali Khan.

بتول نے دونوں ہاتھ منہ پہ رکھ کر جذبات کو کنڑول کرنے کی کوشش میں گلے میں اٹکنے والے پھندے کو نگل کر چارلی کو پھر ایک نظر برامدے کے پلر کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑے زکریا کو دیکھا۔

چارلی، میری جان۔ تم دنیا کے سب سے ہینڈسم کتے ہو۔زکریا، اتنے پیارے تحفے کے لیے بہت بہت شکریہ۔

زکریا نرم نگاہوں سے اس کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا:

کیا میں یہ امید رکھوں کہ اس تحفے کے بدلے میں آپ کا مجھ پہ جو بھی غصہ ہو، وہ ختم ہو جائے گا؟

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول کے ہنستے لب ایک دم سنجیدہ ہو گئے۔

اس نے چارلی کو گلے لگا کر اس کے چہرے کو سہلاتے ہوئے کہا:

چارلی بیٹا، مجھے آپ کے ابا سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔آپ اندر کمرے میں جاو۔

زکریا نے بھنویں اچکا کر اس کو سوالیہ نظروں سے دیکھا اور حیرت سے چارلی کو دیکھا جو اسی وقت اپنی دم ہلاتا اندر کمرے میں چلا گیا۔

زکریا نے بتول سے پوچھا:

سیریسلی ؟ایک کتے کو میری پہلی اولاد بنا دیا؟

بتول آرام سے بولی:

زکریا، تمہاری دوسری اولاد بھی کتا ہی ہے، چارلی کا بھائی، مارول۔

زکریا کے تاثرات ایسے تھے کہ کوئی دیکھ لیتا تو اسی وقت رحم آجاتا۔اس نے بتول سے پوچھا:

چارلی کو اندر کیوں بھیجا ہے ؟

کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ وہ ہم دونوں کو لڑائی کرتے دیکھے۔ماں باپ کی لڑائی کا بچوں کے ذہن پہ بہت برا اثر پڑتا ہے۔

زکریا یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔بتول کو پوچھنا پڑا:

ایسے کیوں گھور رہے ہو؟

میں یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں۔آپ مذاق کر رہی ہیں یا سنجیدہ ہیں؟

میں سو فیصد سنجیدہ ہوں، زکریا۔اب اگر وہاں کھڑے رہ کر میرا ہر زاویے سے جائزہ لے لیا ہو تو پلیز سامنے صوفے پہ بیٹھ جاو۔

زکریا کے چہرے پہ صاف لکھا تھا کہ وہ مسلسل بے یقینی کا شکار ہے۔

جی بیگم صاحبہ، جو آپ کا حکم۔۔لیں بیٹھ گیا۔اب خادم کے لیے اگلا حکم کیا ہے؟

بلکہ ایک منٹ، مجھے ایک بات کلیر کرنی ہے۔کیا مہرداد نے جو کہا وہ سچ ہے؟ کیا واقعی آپ نے چلتی گاڑی سے کودنے کی دھمکی دی تھی؟

تو اور کیا کرتی؟ تم نے کچھ سوچا سمجھا جب ایک دم گاڑی سے اتر گئے؟

NEELAM RIASAT NOVELS

میں آپ سے ایک درخواست کر رہا ہوں۔ پلیز، آئندہ ایسی بات مذاق میں بھی نہیں ہو گی۔

بتول سینے پہ دونوں بازو باندھے اس کو دیکھنے لگی۔ اور دیکھتے دیکھتے بتول کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

یہ دھوپ چھاؤں کا موسم دیکھ کر تو زکریا کی جان پہ بن آئی۔

بتول آنسو صاف کرنے کے لیے نگاہ مار کر کوئی کپڑا ڈھونڈنے لگی۔ زکریا آگے کو ہو کر بیٹھا اور اپنی سائیڈ جیب سے سفید رومال نکال کر اس کی جانب بڑھا دیا۔

بتول نے شکریہ بول کر رومال تھام لیا اور اپنی آنکھیں صاف کیں۔

رومال پہ کالا کاجل لگ گیا۔ زکریا کی نگاہیں کچھ پل کاجل پہ جم کر رہ گئیں۔

گلا کھنکار کر بولا:

آج اتنے سارے آنسو کیوں نکل رہے ہیں؟ شادی سب کی ہونی ہوتی ہے، اتنا برا حادثہ نہیں ہے کہ اس کے لیے رو رو کر خود کو ہلکان کیا جائے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول کے رونے میں کمی آنے کی بجائے مزید تیزی آگئی۔

زکریا نے بے بسی سے ہاتھ مسلتے ہوئے کہا:

مجھے بتائیں، ایسا کیا کروں جو آپ فوراً سے رونا بند کر دیں گی؟

بتول نے رومال سے آنسو پونچھتے ہوئے بولنا شروع کیا:

زکریا، میں نے ابو سے ہمیشہ کہا تھا کہ وہ اپنی جان کی اہمیت سمجھ کر خود کو محفوظ رکھنے کے اقدامات کیا کریں۔ عدیل کا ہمارے گھر آنا بند کر دیں۔ اپنے لیے الگ سے گارڈ رکھیں۔ تایا پہ بالکل اعتبار نہ کیا کریں۔ مگر انہوں نے ہمیشہ میری باتوں کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ میں بہت زیادہ سوچتی ہوں، ایسا کچھ نہیں ہوگا، یہ وہ۔۔ مگر دیکھ لو، لاپرواہی نے آج کیا دن دکھایا ہے، میرے پیارے ابو جی کی لاڈلی آج غیر لوگوں کے سامنے نکاح کر آئی۔

میں مانتی ہوں انسان کی موت برحق ہے، جب حکم آجائے ہم سب نے جانا ہی ہے، مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے نا کہ ہم زندگی کو بالکل ہی غیر سنجیدہ لیں۔

تمہیں آج اور ابھی مجھ سے یہ وعدہ کرنا ہوگا زکریا کہ تم اپنی حرکتیں بند کر دو گے۔ تم عام انسان ہو۔ گولی لگنے سے مر جاؤ گے۔ پھر میں کیا کروں گی، ہاں؟ جب آج خود کو ہیرو سمجھ کر گاڑی سے نکلے تھے، ایک منٹ کے لیے تم نے یہ سوچا کہ اگر تم دشمنوں کے ہاتھ لگ جاتے، تم مر جاتے، تو میں اس وقت کہاں اور کس حال میں ہوتی؟

زکریا کی نظریں بتول کے چہرے پہ جمی تھیں اور زبان تالو سے لگی ہوئی تھی۔ وہ کسی بت کی طرح ساکت بیٹھا اس کو دیکھ رہا تھا، جو آنسو بہاتی جارہی تھی اور بولتی جارہی تھی۔

میری امی اپنے ماں باپ کی اکلوتی بیٹی تھیں۔ آگے میں اپنے ماں باپ کی ایک ہی اولاد ہوں۔ میرے ابو کا خاندان اتنا بڑا ہونے کے باوجود میں ایک غیر آدمی پہ انحصار کر رہی تھی۔ وہ غیر آدمی تم تھے۔ پہلے تم ابو کے جاننے والے تھے، ان کے منہ بولے بیٹے تھے یا ان کے ورکر تھے۔ تمہارا مجھ سے براہ راست کوئی تعلق نہ ہونے کے باوجود ابو نے مجھے تمہارا اعتبار کرنے کی تلقین کی۔ میں ان کی

آخری نصیحت کے تحت تمہارے ساتھ آئی تھی۔ مگر اس وقت جو تمہارا میرے ساتھ تعلق ہے، وہ ماضی کے ہر حوالے سے زیادہ مضبوط ہے اور اصل ہے۔ جو تمہارا ابو کے ساتھ رہا ہو گا، وہ ایک جذباتی وابستگی کا تعلق تھا۔

بتول نے اس کے اور اپنی طرف اشارہ کر کے کہا:

یہ جو ہے نا اس میں جذبات نہیں ہیں، مگر یہ حقیقت ہے۔ تمہیں کچھ ہو گا تو اس کا اثر براہ راست میرے پہ پڑے گا۔ مجھے کچھ ہو گا تو وہ تمہیں نا چاہتے ہوئے بھی متاثر کرے گا۔ میں تم سے گھر گاڑی کچھ نہیں مانگتی۔ مجھے کچھ بھی غم دے دینا، زکریا، مگر مجھے یہ غم مت دینا کہ میں تمہارا آخری دیدار بھی نہ کر سکوں۔ کیونکہ اس کے لیے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ مجھے یہ دکھ میرے باپ کی طرف سے ملا ہے جو قبر تک میرے ساتھ جائے گا۔ مجھے مزید ایسے روگ نہیں لینے ہیں۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس لیے آج کے بعد، جب تم گھر سے باہر جاو، اپنی جان کے لیے کوئی خطرہ مول لینے سے پہلے یہ یاد رکھنا کہ بتول زکریا علی خان کا باپ، ماں، بہن، بھائی، چچا، ماما، دادا، دادی، ساس، سسر، دنیا کا ہر رشتہ صرف تم ہی ہو۔

زکریا کو یوں لگا جیسے بتول احمد نے ایک ہی وار میں اس کو چاروں شانے چت کر دیا۔ زکریا کا چہرہ سفید لٹھے جیسے ہو گیا۔ رنگ فق، سُرخ ہوتی آنکھیں جن میں پانی چمک رہا تھا۔ منہ کھولے وہ بتول کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے بتول نے اس کو سزائے موت سنادی ہو۔

اماں پاگاں کچن میں برتن دھوتے ہوئے گاہے بگاہے ان دونوں پہ ایک نظر ڈال لیتی۔ اماں کو زکریا کے چہرے پہ پھیلی بے بسی اور سنجیدگی دیکھ کر ڈر لگ رہا تھا کہ جیسے یہ چھ فٹ سے لمبا چوڑا مضبوط مرد کسی بھی پل ایک بچے کی طرح رو دے گا۔

وہ ایک دم سے اپنی جگہ سے اُٹھا اور گھر سے ہی نکل گیا۔

بتول اس کو جاتا دیکھ کر اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اماں پاگاں کو اپنے پاس آتا دیکھ کر بتول بڑبڑائی:

لگتا ہے میری باتوں سے ڈر گیا ہے۔بچارہ۔۔

مائی مسکراتے ہوئے بولی۔۔

باو، تے انج بھجیا اے جنج سپ ویکھ لیا سو۔۔

بہت اچھے، باجی پاگاں، تم مجھے سانپ سے ملا رہی ہو۔

نئیں تو تاں بہت سوہنی شزادی ایں۔۔ میرے باو دی کاروالی ایں۔۔ ساڈی مالکن۔۔

مائی نے اپنی سر پہ لی چادر کے ایک کونے پہ لگی گراہ کھول کر ایک ڈبیہ برامد کی۔

مائی نے انگوٹھی بتول کی جانب بڑھائی۔

ایں میرے ولوں، تیری شادی کا تحفہ ای۔

بتول کو خشگوار حیرت نے گھیرا۔

اماں، میں اتنا مہنگا تحفہ نہیں لوں گی۔

نہ نہ۔۔انج نا آکھ۔۔ ہتھ اگے کر، میں آپ پادیساں۔

بتول اس کی محبت کے جواب میں صرف پیار سے مسکرا کر شکریہ ہی بول سکی۔

انکار نہ ہوا۔

اماں نے ایک نگ والی انگوٹھی اس کے الٹے ہاتھ کی درمیانی انگلی میں ڈال دی۔

سبز نگ بتول کے ہاتھ پہ سج سا گیا۔

اماں نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر انگوٹھی کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

تیرے ہتھ کڈے پولے جے نے۔۔انگوٹھی پھب گئی اے، جنج بنی ہی تیرے لئی سی۔

شکریہ پاگاں۔۔

بتول نے اس کی انگلیوں کو دبا کر ہاتھ چھوڑ دیا۔

کوئی چیز چاہی دی آ۔۔میں ہن کار جاواں۔

میں ٹھیک ہوں۔آپ اپنے لیے کھانا لے جائیں۔

کھانا بہت اے، فریج بھری پئی اے۔

اچھا۔۔

اماں اپنے پیچھے دروازہ بند کر کے گھر چلی گئی تھی۔

وہ چھوٹا سا گھر، جس میں ایک بیڈ روم، ایک ڈرائینگ روم، ایک برامدہ، دو باتھ روم اور ایک عدد کچن تھا، بتول گھر پہ نظر دوڑا رہی تھی اور دماغ میں نئے نئے خیالات آرہے تھے۔

کمرے میں آئی فون کی ٹیون بج رہی تھی۔ پہلے تو بتول کو یاد ہی نہ رہا کہ کس کا فون ہو گا، مگر ایک دم سے یاد آیا تو بھاگ کر اپنے بیڈ سائیڈ کے دراز سے فون نکال کر سوچے سمجھے بغیر کال اُٹھالی۔

پھولی ہوئی سانس سے کہا:

ہیلو؟

دوسری طرف سے کوئی نہیں بولا۔۔

ہیلو۔۔؟

وکیل صاحب کے ساتھ جو کچھ ہوا، مجھے اس کا بہت افسوس ہے۔ میں نہیں جانتی آپ کون بول رہی ہیں، مگر مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ اگر آپ کی رسائی

زکریا علی خان تک ہو تو اس کو میرا ایک پیغام دے دینا۔

اگر میں اس قابل نہیں ہوں کہ وہ مجھ سے بات کرے یا ملنا پسند کرے، تو پھر میرے تحفظ کے لیے پریشان ہونے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اس کو کہنا، بلال کو تو ان لوگوں نے خود پکڑا ہے، مگر اب اگر زکریا کا کوئی آدمی میرے پاس آیا اور مجھے پاکستان سے باہر جانے کا کہا، تو میں پولیس کو بتا دوں گی۔

جب اس نے مجھے چھوڑ دیا ہے، تو یہ جھوٹی ہمدردیاں جتا کر میرا وقت ضائع نہ کرے۔

بتول سانس روکے سب کچھ سن رہی تھی۔

خشک گلے کو تھوک سے تر کرتے ہوئے پوچھا۔

آ۔۔۔آپ کون بول رہی ہیں؟

دوسری طرف سے جواب دیے بغیر کال کاٹ دی گئی۔

بتول کے اندر وسوسوں نے سر اُٹھالیا۔

یہ مجھ سے کیا ہو گیا ہے؟

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول کتنی دیر تک فون کی سکرین کو دیکھتی رہی، فون کی سکرین لاک تھی۔ وہ نمبر بھی نہیں دیکھ سکتی تھی، نہ ہی واپس کال کی جا سکتی تھی۔

بتول نے فون ایک طرف رکھ دیا۔ اس کا دماغ نئے وسوسوں کا شکار ہو گیا۔

اب یہ کون سی نئی آزمائش ہے؟

یہ لڑکی آخر کون تھی؟ اور زکریا کی کیا لگتی ہے؟

زکریا اس کی حفاظت کیوں کر رہا ہے؟

ایک کے بعد ایک سوال ذہن کی سلیٹ پہ ابھر رہا تھا، اور ان سب سوالوں کے جواب زکریا کے پاس ہی تھے۔

****

سبین پہ ایک انجکشن نے خاص اثر نہیں کیا، فرحین کو ایک اور انجکشن دینا پڑا۔ تب کہیں جا کر اس کی گرفت کچھ ڈھیلی پڑی۔ فرحین نے بہت احتیاط سے

NEELAM RIASAT NOVELS

ارسلہ کے بالوں کو آزاد کروایا، مگر پھر بھی سارے کمرے کے فرش پہ ارسلہ کے بال اور اسماعیل کا خون لگا ہوا تھا۔

ارسلہ کے چہرے پہ سبین نے مکا مارا تھا، جس سے اس کی سیدھی گال نیلی ہو رہی تھی۔

فرحین نے سٹاف نرسوں کو ہدایت دی کہ سبین کو کمرے میں لٹا کر کمرے کی صفائی کریں، اور ارسلہ کو اپنے ساتھ لیکر نیچے کلینک لے آئیں۔

اس نے سب سے پہلے ارسلہ کو پانی پلایا، پھر تین قسم کی مختلف گولیاں نکال کر اس کے سامنے رکھی۔

"ارسلہ، آپ وہاں کیوں گئیں؟"

ارسلہ فرحین کے سوال پہ پہلے تو سچ بولنے لگی تھی، مگر ایک دم سے ٹیپو کا خیال آگیا۔ اس نے بھی بھلائی کی تھی، مگر اس کے ساتھ کیا ہوا، جیل میں ڈال دیا گیا کیونکہ اس نے اعتراف کر لیا تھا۔ ان کو تو نہیں علم کہ اسماعیل کو چوٹ کیسے لگی

ہے۔ نیل فائلر کا لگایا کٹ تو ہے بھی بہت باریک۔ جیل کے ڈر سے زبان پہ آیا سچ اس نے پیچھے دھکیل دیا اور انجان بننے کا ڈرامہ کر لیا۔

"میں تو آوازیں سن کر گئی تھی۔"

آئی نو۔۔۔ ہم لوگوں کی غلطی ہے، ہمیں آپ کو کل ہی بتا دینا چاہیے تھا کہ "

"ایسی صورت میں آپ کو اپنے کمرے سے نہیں نکلنا ہے۔

ارسلہ نے دل میں سوچا۔

ہاں، باقی لڑکیوں کو تم لوگوں نے یہی چورن بیچا ہو گا، اسی لیے سب کی سب سوتی رہیں۔

فرحین نے اس کے چہرے اور سر کا معائنہ کرنا چاہا، مگر ارسلہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

میں اپنے کمرے میں جا رہی ہوں۔ میری امی کو کال کریں کہ وہ صبح آ کر مجھے "

"گھر لے جائیں۔

جاتے جاتے وہ فرحین کی آواز پہ مڑی۔

"ارسلہ، میں بہت معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو اتنی زیادہ چوٹ لگی ہے۔"

ارسلہ نے سر اثبات میں ہلایا اور باہر نکل آئی۔

فرحین نے سبین کو جاتے ہوئے ایک نظر دیکھا اور اپنا ہینڈ بیگ لیکر ہسپتال کے لیے نکل گئی۔

سارا ہوسٹل جاگ چکا تھا۔ لڑکیاں ہال میں مختلف ٹولیوں کی صورت میں بیٹھ کر اپنی رائے کا اظہار کر رہی تھیں۔ ایک چیز جو سب کے چہروں پہ مشترک تھی وہ فکر مندی کے تاثرات تھے۔ کچھ رو بھی رہی تھیں۔ ارسلہ کسی ہیروں کی طرح ہال میں داخل ہوئی۔

ابھی سب لڑکیاں اس کا شکریہ ادا کریں گی، وہ تو ہمت نہ کر پائیں کہ کوئی یہاں ہونے والے ظلم کے خلاف آواز اٹھاتا۔ وہ خود کون سا بہت بہادر لڑکی تھی، مگر آج اس میں ہمت آگئی تھی، کیونکہ کسی اور لڑکی کی زندگی کا سوال تھا۔ اور یہ

بات بھی ارسلہ کو آج معلوم ہوئی تھی کہ جو کام انسان اپنے لیے کرنے کا سوچتا بھی نہیں، کسی اور کو خطرے میں دیکھ کر ظلم کو روکنے کی ہمت پیدا ہو جاتی ہے۔

وہ چلتی ہوئی سیدھی اس لڑکی کے پاس آئی جو رو رہی تھی۔

ارسلہ نے تسلی دینے کے لیے ابھی منہ بھی نہیں کھولا تھا کہ وہ لڑکی ارسلہ کی موجودگی کو محسوس کرتے ہی سوالات کرنے لگی۔

"ارسلہ، ڈاکٹر فرحین کیا کہہ رہی تھیں؟ کیا اسماعیل بھائی ٹھیک ہیں؟ یہ سب کیسے ہوا ہے؟ کیا تم نے اسماعیل بھائی کو دیکھا ہے؟"

"مایکہ رہی ہے کہ اس نے دیکھا ہے بھائی، خون و خون تھے، لڑکے ان کو اٹھا کر نیچے لائے تھے۔"

"وہ کہہ رہی ہے بھائی کو کوئی ہوش نہ تھا۔ سبین کو جب بھی دورہ پڑتا ہے، وہ ان کے ہاتھوں کو اتنا زخمی کر دیتی ہے۔ اتنا اچھا بھائی میں نے آج تک نہیں دیکھا ہے۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

ارسلہ نے اس کو ٹوک دیا:

"وہ تمہارا بھائی نہیں ہے، نہ ہی وہ سبین کا بھائی ہے۔ایسے کسی بھی ایرے

غیرے کو بھائی نہیں بنایا جاتا۔وہ ایک نامحرم مرد ہے۔"

"او۔ارسلہ، سبین،ڈاکٹر فرحین اور اسماعیل بھائی تینوں سگھے بہن بھائی ہیں۔

کوئی بات نہیں، تم ابھی نئی آئی ہو، تمہیں آہستہ آہستہ سب کا پتا چل جائے گا۔

آدھا سٹاف ان کی برادری یا دوستوں کی خواتین پر مشتمل ہے، جن کو گھر جیسے

ماحول میں کام کر کے پیسے کمانے کا موقع دیا گیا ہے۔"

مایہنے علشبہ کو ٹوکا۔

"ماوی، پلیز یہ باتیں تو پھر ہو جائیں گی۔کچن والی اماں کہہ رہی ہیں سب لڑکیاں

وضو کر کے بھائی کے لیے دعا کریں،اللہ ان کو صحت دے۔"

"سبین اتنی خطرناک ہو گئی ہے،نہ جانے اس نے بھائی پہ کس چیز سے وار کیا

ہو گا۔ تبھی بھائی نے اتنی سختی سے منع کیا ہوا ہے۔جب سبین کو دورہ پڑے، کوئی

اس کے پاس نہیں جائے گا۔تب ہی تو ڈاکٹر فرحین بھی سبین سے ڈرتی ہیں۔"

اماں کہہ رہی تھی: "ارسلہ بچاری کو سبین کے بارے میں علم نہیں تھا، یہ شور سن کر وہاں گئی ہے۔ سبین نے اس کو بھی مارا ہے۔ ابھی گند میں یہ ڈھیر بالوں کا دیکھ کر آئی ہوں۔"

اب وہ ارسلہ کو ترس کھائی نظروں سے دیکھ رہی تھی، اور ارسلہ کا دماغ، جو کچھ بہت اچھا کر لینے کے جوش میں جسم کے چپے چپے سے اگنے والے درد کو بھولا ہوا تھا، ایک دم سے سر کے درد نے اسے لڑکھڑانے پہ مجبور کر دیا۔

کرسی کا سہارا لیتے ہوئے بولی۔

"اسماعیل جو ہے، کیا وہ سبین کا سگھا بھائی ہے؟"

لڑکیوں نے مشترکہ طور پر اثبات میں ہلائی۔

سبین کی پھٹی ہوئی قمیض سے اس کا نیم برہنہ وجود جھانکتا رہا۔ ارسلہ کرسی پہ بیٹھ گئی۔

تم نے ابھی کیا کہا ہے، سبین کو کس چیز کے دورے پڑتے ہیں؟

زیادہ تفصیل تو ہمیں نہیں پتا، مگر جہاں تک سنا ہے، وہ یہ ہے کہ تین سال کی عمر تک سبین بالکل ٹھیک نارمل بچی تھی۔ تین سال کی عمر میں بیمار ہوئی اور آٹزم کا شکار ہو گئی۔

سر کی امی ابو نے سبین کا بہت اچھے سے خیال رکھا، مگر جب سے سبین دس سال کی تھی، تب سے سبین کو ایسے ہی دورے پڑتے ہیں۔ اچانک سے چیخنے چلانے لگتی ہے، چیزیں توڑ دیتی ہے، اور جو پاس ہو اسے مارنے لگتی ہے۔ اگلے کے بال کھینچتی ہے۔ سر کے ہاتھوں کو دیکھو، تمہیں اندازہ ہو کہ کتنی تکلیف سہتے ہیں۔ کیونکہ جب سبین کو دورہ پڑتا ہے، وہ بالکل بدل جاتی ہے، اس کے وجود میں عام انسان سے بہت زیادہ طاقت آجاتی ہے۔

پہلے ان کی امی دیکھ لیتی تھیں، مگر سبین اپنی امی کو بہت زیادہ مارتی تھی، ان کے بال بھی ایسے ہی کھینچتی تھی جیسے تمہارے ساتھ کیا۔ ان کے جسم پہ جگہ جگہ نیل پڑتے ہوتے تھے۔ مگر پھر وہ بہت زیادہ بیمار ہو گئیں، سبین کی ذمہ داری ڈاکٹر فرحین اور سر اسماعیل پہ آ گئی۔ ایک سال کے اندر ہی ان کی موت ہو گئی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ڈاکٹر فرحین نے سائیکالوجی پڑھی تھی، لیکن سبین کے لیے وہ زیادہ مددگار ثابت نہیں ہو سکی، کیونکہ جو مسئلہ سبین کا ہے، اس کا میڈیکلی کوئی حل موجود نہیں۔ وقت کے ساتھ وہ مزید بڑھی ہوئی ہے۔ ابھی تم نے دیکھا، قدو قامت کے لحاظ سے وہ چودہ کی بجائے اٹھارہ کی لگتی ہے۔

جب سبین کو دورہ پڑتا ہے، اس کو اپنے کپڑوں کا ہوش نہیں رہتا، اپنے ارد گرد کا ہوش نہیں رہتا۔ بس وہ چاہتی ہے ہر چیز، ہر انسان، جو بھی اس کے سامنے آئے، وہ اسے توڑ پھوڑ دے۔

اس لیے جب اس کو دورہ پڑتا ہے، سر اس کو کمرے سے باہر نہیں آنے دیتے۔ وہ اپنے بال نوچنے لگتی ہے، خود کو دانتوں سے کاٹنے لگتی ہے۔ تب وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیتے ہیں۔

ارسلہ کے دماغ نے وہ جملہ یاد کرایا:

"!جب سبین چیخ رہی تھی، "میرے ہاتھ چھوڑو

علیشبہ یوں بول رہی تھی جیسے ابھی ہی سارے راز اپنے سینے سے نکال دینا چاہتی ہو:

وہ سر کے ہاتھ پہ دانت سے کاٹتی ہے، ناخنوں سے نوچتی ہے۔ اگر تم سر کے ہاتھ دیکھو تو تمہیں ترس آئے گا۔

ایک میرا بھائی ہے، جب سے میں یہاں آئی ہوں، ایک دفعہ بھی مجھ سے ملنے" نہیں آیا، نہ مجھے فون کرتا ہے۔"

سر بھی تو بھائی ہیں۔ کیسے وہ اپنی بہن کی خاطر اتنی تکلیف سے بار بار گزرتے ہیں؟ وہ اپنے ساتھ ساتھ ان کی بھی شرٹس پھاڑ دیتے ہیں۔ وہ کہیں جاتے نہیں ہیں، کیونکہ انہیں پتہ ہے کہ ان کے بعد سبین کو کوئی نہیں سنبھال پائے گا۔

اماں بتا رہی تھیں کہ سر کی والدہ نے کئی دفعہ کیئر کے لیے نرسیں رکھیں، کیونکہ کسی غیر مرد کو وہ اس کام پر معمور نہیں کر سکتی تھیں۔ بیٹی کا معاملہ ہے نا۔ ایک عورت کا سبین نے سر پھاڑ دیا، ایک کا بازو توڑ دیا۔ اس کے بعد کوئی عورت نہیں رکھی، نہ کوئی عورت اس کام کے لیے رضامند ہوتی۔ کیونکہ سبین کے جسم میں

NEELAM RIASAT NOVELS

ایک مرد سے زیادہ طاقت آجاتی ہے، عورت کو تو وہ چٹکیوں میں مسل دے دیتی ہے۔

ارسلہ کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔زبان گنگ۔ایسا تو سوچا تک نہ تھا۔

کچن والی اماں نے وہاں آکر ان کی محفل برہاست کر دی:

"چلو لڑکیو، اپنے اپنے کمرے میں جاؤ۔ صبح وقت پہ اٹھ کر نیچے آجانا۔جمعہ کا مبارک دن ہے، فجر کی نماز باجماعت پڑھیں گے۔اور سلہ پتر، تم یہ دودھ پی لو۔ماں صدقے، تم کیسے اس مصیبت کے پاس پہنچ گئی؟ پہلے دن ہی اس نے تمہیں اتنی بے دردی سے پیٹا ہے۔ مگر بیٹا، اس کے خلاف دل میں غصہ نہ رکھنا۔"

"وہ بچاری اپنے آپ میں نہیں رہتی۔یہ تو اللہ نے نیک بخت کو اتنا سعادت مند بھائی دیا ہوا ہے جو 'اف' تک نہیں کرتا، ماتھے پہ ایک بل نہیں لاتا۔ہر دفعہ وہ اس کو زخمی کرتی ہے، تسلی سے خود ہی اپنے زخم پہ مرہم لگاتا ہے۔جیون جوگا۔اپنی

بہن کو اپنی شفقت کے پروں میں سمیٹے ہوئے ہے۔ ورنہ سبین جیسے بچوں کو ماں باپ کے مرنے کے بعد گلی کوچوں میں لوگ پاگل کہہ کر پتھر مارتے ہیں۔"

اماں نے اپنی چادر کے پلو سے اپنے آنسو صاف کیے۔

ارسلہ کے ہاتھ کانپ رہے تھے، مگر وہ سب یہی سمجھیں کہ جو اس کے ساتھ ہوا ہے، اس کی وجہ سے ڈر گئی ہے، اس لیے اتنی خاموش ہے۔ مگر ارسلہ کے اندر نئ جنگ چھڑ گئی تھی۔

"یعنی میں نے اپنی کم علمی اور غلط فہمی میں، ارسلہ سے اس کا ٹیپو چھیننے کی کوشش کی ہے۔ اگر ان لڑکیوں کا بھائی مر گیا تو؟"

اس کے آگے زور سے متلی آئی۔ کھایا پیا سب باہر آ گیا۔

اس کو تسلی دے کر اماں نے بیڈ میں لٹا کر اچھے سے بستر لپیٹ دیا اور واپس چلی گئی۔ ارسلہ نہ جانے کب تک وہاں ایک ہی پوزیشن میں پڑی رہی۔ دن نکل آیا۔ ایک ایک کر کے سارا ہاسٹل اس کی طبعیت کا پوچھنے آیا، مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بہت کوشش کی کہ ایک دفعہ ہمت کر کے اسماعیل کے بارے میں پوچھ لے، مگر شرم کے مارے کچھ کہہ ہی نہ پائی۔

حالانکہ لڑکیوں کے ہی ذریعے یہ بات اس کے کانوں تک پہنچی تھی کہ فرحین ساری رات ہسپتال میں بھائی کے پاس رہی تھی، مگر جیسے ہی اسماعیل کو ہوش آیا،اس نے بہن کو گھر بھیج دیا۔

اسماعیل کا آپریشن کر کے اندر سے نیل فائلر نکالا گیا ہے، جس پہ اتنی چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں کہ آیا سبین کے کمرے میں وہ نیل فائلر کہاں سے آیا۔

اب ارسلہ کے ضمیر پہ دو بوجھ تھے:

ایک تو یہ کہ ایک بے گناہ، بلکہ قابل رحم بہن بھائی کے ساتھ اس نے بہت غلط کیا ہے۔

دوسرا جھٹکا یہ لگا کہ اسماعیل نے سب کچھ جانتے ہوئے بھی اپنی بہن یا کسی دوسرے کی غلط فہمی دور کیوں نہیں کی۔اس نے سب کو سچ کیوں نہیں بتایا؟ پھر

دلیل آئی کہ ہو سکتا ہے وہ اس انتظار میں ہو کہ جب گھر آئے گا تب سب کو بتائے گا۔

****

گدام کی باہر والی بتی جل رہی تھی۔ جہاں چار لوگ آگ جلائے سینک رہے تھے۔ ایک آدھ اونگ رہا تھا۔

زکریا مائی پاگاں کو ڈیرے پہ چھوڑ کر کب کا واپس آچکا تھا، مگر تب سے وہ مہرداد کی کار میں ہی موجود تھا۔ کار کا انجن بند کئے، وہ خاموشی سے اندھیرے میں بیٹھا ہوا تھا۔

اس نے اپنی گھڑی پہ وقت دیکھا۔ رات کے ساڑھے گیارہ ہو رہے تھے۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے چھوٹے سے فون پہ ایک نمبر لکھ کر ڈائل کیا۔

پانچ گھنٹیوں کے بعد دوسری طرف سے ایک آدمی کی آواز آئی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ہیلو؟

بشارت علی، کیا آگ بجھالی ہے؟

کون بول رہا ہے؟

میں زکریا علی خان بول رہا ہوں۔

دوسری طرف ایک پل کو خاموشی چھاگئی۔ پھر نفرت انگیز انداز میں پھنکارا گیا:

ہمارا شک ٹھیک تھا۔ یہ کام تمہارا ہے۔

ہاں... یہ کام نہیں تھا، بشارت، یہ ایک وارننگ تھی۔ تمہارے بیٹے نے میری بیوی کے پیچھے آج کچھ چیلے بھیجے تھے۔ یہ اس کا جواب تھا۔ میری ایک بات کان کھول کر سن لو۔ بتول احمد، اب بتول زکریا علی خان ہے۔ ثبوت تم صبح کی اخبار میں دیکھ لوگے۔

میری بیوی کا اگر بال بھی ٹیڑھا ہوا تو، بشارت علی، میں تمہارے خاندان کا ایک بھی بندہ زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

تمہاری اتنی جرات تم مجھے فون کر کے دھمکی دو۔ میں تمہیں دیکھ لوں گا، ایک دفعہ اپنی بل سے باہر نکلو، جہاں چوہے کی طرح چھپ کر بیٹھے ہوئے ہو۔

مجھے لگتا ہے تم سارا ٹبر دماغی طور پر ہلے ہوئے ہو۔ میں نے تمہارے بیٹے کو صاف صاف بول دیا تھا کہ اپنے جرم کا اعتراف کر لے، مگر اسے شرافت کی زبان راس نہیں آئی۔

دیکھو بشارت علی، معاملہ ابھی بھی حل ہو سکتا ہے۔ اگر تم اکرم صاحب اور بلال کو واپس ان کے گھر بھیجوا دو، تو نہ تو تمہارے بڑے بیٹے کی فیکٹری میں آگ لگے گی۔ نہ تمہاری بیٹی ہاسٹل سے کہیں غائب ہو گی۔ نہ تمہارے پوتے پوتیوں کی گاڑیوں پہ فائرنگ ہو گی۔ تمہارے پاس کھونے کو بہت کچھ ہے۔

آج کی رات تو صرف تمہارے دس ایکڑ کی تیار فصل جلی ہے۔ کل نہ جانے کیا ہوتا ہے۔ اس لیے اپنے بیوقوف بیٹے کی باتیں مان کر اپنے ہاتھوں سے اپنی اولاد کو برباد مت کرو۔

پریس میں بیان دو کہ تمہارے بھائی کو تمہارے بیٹے نے مارا ہے۔

اگر سورج اگنے سے پہلے اکرم صاحب اور بلال اپنے گھر نہ لوٹے، تو آگے جو کچھ ہو گا، اس کے ذمہ دار تم خود ہو گے۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ ایک بیٹے کو قانون کے حوالے کرنا ہے یا ایک بیٹے کو بچانے کے لیے سارے خاندان کی قربانی دینی ہے۔

بشارت کچھ کہنے جا رہا تھا، مگر زکریا نے کال ہی کاٹ دی۔

گاڑی کے اندر گھر کے سامنے لگے بلب کی روشنی آ رہی تھی۔ وہ یک ٹک گھر کے دروازے کو دیکھتا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی میں اس کی ایک سرد آہ گونجتی، پھر وہی خاموشی۔

کیا وہ سو گئی ہو گی؟ یا چارلی کے ساتھ دکھ سکھ ہو رہے ہوں گے۔ چہرے پہ نرم سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

لوگ کہتے ہیں عورت کمزور ہوتی ہے۔ مرد مضبوط ہوتا ہے۔ میری عورت تو مجھ پہ سو درجہ بھاری ثابت ہوئی ہے۔ میں تو اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہوں۔

اس نے اتنا کچھ کہہ دیا اور میں دانت سے دانت نہیں اٹھا پایا۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اس کے سامنے میں ہار جاؤں گا۔ میرے پاس تو اتنے الفاظ ہی نہیں ہیں۔

بہت دیر تک سوچ کے سمندر میں غوطہ زن رہنے کے بعد، نہ کسی خیال کے بے چین کرنے پر، وہ گاڑی سے نکلا اور اپنی کار کی طرف گیا۔ جیب سے چابی نکال کر گاڑی کا لاک کھولا اور ڈیش بورڈ کا خانہ کھول کر ایک نئے ماڈل کا فون نکالا اور واپس گاڑی لاک کیا۔ مہرداد کی گاڑی میں آ بیٹھا۔

فون کو آن کیا۔

جیسے ہی سکرین زندہ ہوئی، اس نے فون کا ڈیٹا آن کیا۔ سب سے پہلے انگلی انسٹاگرام پہ لگی۔

انسٹاگرام آن کرتے ہی کوئی دو سو میسج کے نوٹیفکیشن ظاہر ہو رہے تھے۔ تجسس سے ماتھے پہ بل پڑا: اتنے میسج کس نے کئے ہوں گے؟

جیسے ہی میسج کھولے، سب سے اوپر سنو وائٹ کی آئی ڈی سے ایک سو پچانوے میسج آئے ہوئے تھے۔

اس نے چیٹ کھولی۔

اسی کے اوپر تو مسڈ کالز تھیں۔

باقی کے پیغام جلدی میں بھیجے ہوئے تھے، ایسا لگ رہا تھا جیسے سنو وائٹ کسی پریشانی میں ہے اور اس کے ساتھ مسلسل رابطے کی کوشش میں رہی ہے۔

:آخری میسج تین دن پہلے کا تھا، جس میں لکھا ہوا تھا

بہت شکریہ اتنی بری طرح سے مجھے اگنور کیا ہے۔ آخر تم نے ثابت کر دیا کہ میں تمہارے لیے کوئی اہمیت نہیں رکھتی ہوں۔ مجھے تمہاری اتنی ضرورت ہے۔ میں تمہارا رویہ یاد رکھوں گی۔ اب ساری زندگی مجھ سے رابطہ مت کرنا۔ گڈ بائے۔

زکریا کو لگا کہ سینے میں آکسیجن کی سپلائی ایک دم سے کاٹ دی گئی ہو۔

ایسا کیا ہوا ہے؟ یہ تو کبھی اس طرح کال نہیں کرتی۔

اس نے اسی وقت واپس کال کی۔

کالنگ جاتا رہا۔ رنگنگ نہیں ہوئی۔ اس نے اگلے تین منٹ میں بار بار ٹرائی کیا، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

اس نے جلدی سے انسٹا کی سرچ میں ایک نام لکھا۔ اگلے پل اس نام کی کئی آئی ڈیز اوپر آ گئیں۔ اس میں سے مطلوبہ آئی ڈی پہچانتے ہی اس نے کھول کر اس کے میسج آئی کان پہ کلک کیا۔

آئی ڈی کے اوپر گرین ٹیک شو ہوتے ہی اس نے کال ملا دی۔

رنگنگ شو ہونے پہ اس نے سکون کا سانس لیا۔

کال اُٹھاتے ہی شکوہ کناہ انداز میں کہا گیا:

کیا تم نے شادی کر لی ہے؟

زکریا نے آنکھیں گھمائیں اور بولا:

سٹاکنگ کرنے سے باز مت آنا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

مجھے کیا ضرورت پڑی ہے تمہاری سٹاکنگ کرنے کی؟میرے پاس اتنا فضول وقت نہیں ہے۔مجھے فون کیوں کیا ہے؟

:زکریا نے پیار سے پوچھا

ناراض ہو؟

تمہارا میرا جینا مرنا ختم ہے۔وہ اتنی سگھی ہو گئی ہے کہ اس کے آتے ہی مجھ سے بات کرنا بند کر دی۔میں نے کتنے میسج کئے۔

:زکریا نے چونک کر ٹوکا

ایک منٹ... تم اس وقت کہاں ہو؟ پیچھے ہارن کی آوازیں آرہی ہیں۔

:وہ لاپرواہی سے بولی

لاہور میں ہوں۔

:زکریا نے اس کے بعد سوالات کی بارش کر دی

لاہور میں کیوں ہو؟کب آئی ہو؟ساتھ کون کون آیا ہے؟کہاں رہ رہی ہو؟

تم کیا میرے ساتھ ریپڈ فائرز راؤنڈ کھیل رہے ہو؟ سانس لے لو، میں ادھر ہی ہوں۔

میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔ مجھے میرے سوالوں کا جواب دو۔

اچھا، اب ایک دم سے تمہیں ہوش آیا ہے تو بھی سارا رعب مجھ پہ ڈال رہے ہو۔ پہلے مجھے یہ بتاوا تنے دنوں سے کہاں تھے؟

میں نے اپنا فون بند کیا ہوا تھا۔

تو پھر اب کیوں آن کیا ہے؟ اب بھی آف ہی رکھتے۔ میں کال بند کر رہی ہوں۔

جاؤ، جا کر اپنی وکیلنی کی تعریفیں کرو۔

بتمیزی نہ کرو۔

زکریا جی، مجھے تم سے بات نہیں کرنی ہے۔

میری جان، اگر میرے بروقت جواب نہ دینے پہ تم ہرٹ ہو تو مجھے معاف کر دو۔ مگر پلیز مجھے بتاو یہاں کیوں آئی ہو؟

NEELAM RIASAT NOVELS

: جیسے ہی وہ نرم پڑا، دوسری جانب سے آنسو میں گھلی آواز آئی

میرے ابی کو کینسر ہو گیا ہے۔

ہیں، کب؟

دو ہفتے پہلے۔ وہ ایک دم بے ہوش ہو گئے تھے۔ مما نے ایمبولینس کو کال کی۔ ہسپتال جانے پر ان کے سارے ٹیسٹ ہوئے۔ تین دن بعد ڈاکٹر نے مما کو بتایا کہ ابی کو لنگز کینسر ہے۔ زکی، ابی کے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔

جو جو بہت روتی تھی، مما نے ہمیں پاکستان بھیج دیا ہے۔ میں آنا نہیں چاہتی تھی۔ اسی لیے تمہیں کال کرتی رہی کہ تم مما سے بات کرو۔ مجھے ابی کے پاس رہنا تھا، مگر مما کہتی ہیں وہ اپنی ساری توجہ ابی کی کیر کرنے میں لگانا چاہتی ہیں۔ ان کے پاس ہمارے لیے وقت نہیں بچتا تھا۔ پھر جو جو بہت پریشان کر رہی تھی، مجھے بھی زبردستی جو جو کے ساتھ پاکستان بھیج دیا ہے۔

تم لوگ کہاں رکی ہوئی ہو؟

ماموں کی طرف ہیں۔ آپا بھی آگئی ہے۔ وہ تم سے بہت خفا ہے۔ اس کے الگ ہی مسائل چل رہے ہیں۔

زکریا نے زیر لب خود کو گالی دی۔ وہ اتنا بے خبر تھا۔

چہرے پہ ہاتھ پھیر کر اپنے جذبات اور اینگزائیٹی کو تھوڑا کنٹرول کرنے کی کوشش کی اور بولا:

ابھی کہ ابھی واپس گھر جاو۔ باہر نہیں نکلنا ہے۔

اوہیلو؟ میں نے کسی کی لڑکی نہیں اغوا کی ہے، جو میں ڈر کر گھر میں بیٹھوں۔

اپنی بکواس کسی اور وقت کے لیے رکھ لو۔ اس وقت جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ گھر جاو۔ اپنا جو بھی تھوڑا بہت سامان پیک کرنا ہے کر لو، میں تم تینوں کو لینے آرہا ہوں۔

دوسری طرف لڑکی نے زوردار قہقہہ مارا:

آپی، تو تمہارے انتظار میں ہے۔ جیسے ہی تمہیں دیکھے گی، سر تو ضرور پھاڑے گی۔

اگر میرا سر پھاڑ کر اس کو سکون کی نیند آنی ہے، تو یہ بھی کر دیکھے۔

جو جو بھی تمہارے ساتھ کہیں نہیں جائے گی۔

دیکھ لوں گا۔

واہ، بہت مزا آئے گا۔ تم بے عزت ہو گے، میں پاپ کارن لے کر شو دیکھوں گی۔

تم اتنی رات کو گھر سے نکلی کیوں ہو؟ کس نے آنے دیا ہے؟

میرے ماموں تمہاری طرح تنگ نظر نہیں ہیں۔اور لاہور مارکیٹ اس وقت پوری رونق پہ ہے۔

اگر تم نہیں چاہتی ہو کہ مجھے اگلے گھنٹے تک ہارٹ اٹیک آئے، تو ابھی واپس گھر جاو۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ہاں، تمہیں جیسے مجھ سے بہت پیار ہے نا، جو میری سیفٹی کا سوچ کر تمہیں دل کا دورہ پڑے گا۔ میرے بغیر شادی کر لی تب کیوں نہ تمہیں دورہ پڑا؟ تب کیوں نہ میری یاد آئی؟ اب ڈرامے کر رہے ہو۔ فون بند کرو۔ آیا بڑا ہارٹ اٹیک والا۔

اس کے ساتھ ہی کال کاٹ دی گئی۔

زکریا غصے میں گاڑی سے نکلا۔

****

اگلے دو دن وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلی۔ ایک تو اس کو بخار چڑھتا رہا تھا۔ اوپر سے اس کو سر ابھی تک اتنا نرم تھا کہ تکیے پہ رکھنے سے بھی درد ہوتا تھا۔ اس کو بہت نرم سا تکیہ فراہم کیا گیا تھا۔ تین وقت دوائی دی جا رہی تھی۔

ارسلہ یہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ آیا اس کو بخار آنے والے وقت کو سوچ کر چڑھ رہا ہے یا اس کا جسم اس دن والے جھٹکے کے شاک سے ابھی تک نہیں نکلا ہے۔

تیسرے دن اس کو پتا چلا کہ وہ ہسپتال سے واپس آ گیا ہے۔ سارا وقت وہ جس خدشے کے تحت ناخن چباتی رہی تھی، آخر کار شام کے وقت جا کر وہ بلاوا آ گیا۔

صفائی والی باجی نے اس کے کمرے میں آ کر پیغام دیا۔

ارسلہ، باجی، آپ کو اسماعیل سر نے اپنے آفس میں بلایا ہے۔

ارسلہ یوں سفید پڑ گئی جیسے موت کے فرشتے کو دیکھ لیا ہو۔ مگر ہونٹوں پہ زبان پھیر کر خود میں تھوڑا حوصلہ پیدا کرتے ہوئے بولی۔

جی، اچھا۔

وہ قدم قدم چلتی اپنے کمرے سے نکلی، سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی۔ ہال سے بہت ساری آوازیں آ رہی تھیں۔ مگر وہ ادھر توجہ دیئے بغیر بیرونی آفس کی جانب جا رہی تھی۔

چوکیدار نے دور سے اس کو ایک نظر دیکھا۔

ارسلہ کو لگا وہ بھی اس کے راز سے واقف ہے۔ کیا یہ لوگ آج پولیس کو بلا کر قتل کی کوشش کرنے پہ مجھے ٹھکانے لگوا دیں گے؟ میری ماں کا کیا بنے گا؟ اس

کے دو بچے جیل میں ہوں گے۔ وہ تو بیٹے کی مدد کے لیے مجھے یہاں لائی ہے۔
اب مجھے بھی جیل ملنے آجائے گی۔

آفس کے برامدے کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی جب آفس کے کمرے سے
فرحین کی آنسوں میں دھلی آواز سنائی دی۔
میں نے تمہیں اپنا ارادہ بتا دیا ہے، اب اگر سبین کو دورہ پڑا، میں اس کو انجکشن لگا
دیا کروں گی۔

دوسری آواز اسماعیل کی تھی،
تم جانتی ہو نا کہ بے ہوشی کے انجکشن اس کو کتنی تکلیف دیتے ہیں؟

وہ دونوں حالتوں میں تکلیف ہی برداشت کرتی ہیں۔ اسماعیل اس طرح سے کم از
کم ایک انسان تکلیف دیکھے گا۔ دو نہیں۔ جو کچھ ہوا ہے، میں اس سب کو اگنور
نہیں کر سکتی ہوں۔ اگر تمہارا خون بروقت نہ رکتا، تمہیں فوری طور پہ میڈیکل
مدد نہ ملتی، تم مر سکتے تھے۔ میں تم کو کھونا نہیں چاہتی ہوں۔ آج اس کے ہاتھ

نیل فائلر لگ گیا، کل کو چھری چاقو ہو سکتا ہے۔ وہ پاگل ہے۔ اس کو کچھ پتا نہیں چلتا ہے کہ وہ کیا کر رہی ہے۔ مگر تم تو عقل کو استعمال کر لو۔

Farheen, Sabeen did not stab me. It was just a bloody accident. Now let it go. I am here and I am perfectly fine. Okay?

مجھے سبین کی دی گئی چوٹ کی اتنی تکلیف نہیں ہوتی ہے جتنی تکلیف تمہارے الفاظ سن کر ہوتی ہے۔ جب تم اس کو پاگل بولتی ہو۔ کم ان یار، تم ایک ڈاکٹر ہو کر ایسی زبان کیسے بول سکتی ہو۔ وہ میری اولاد جیسی ہے۔

اسماعیل، تم بہت زیادہ ضدی اور ہٹ دھرم انسان ہو۔ تم کیا سمجھتے ہو مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے؟ مگر مجھے تمہاری حالت پہ رحم آتا ہے۔ جب ساری سردیاں تمہارے ہاتھ یوں اکڑے ہوتے ہیں، نہ تم ہاتھ دھو سکتے ہو، نہ تکلیف کے بغیر اپنے ہاتھوں سے کھانا کھا سکتے ہو۔ اس دفعہ تو حد ہی پار ہو گئی ہے۔ تم چاہتے ہو میں کوئی رد عمل نہ دوں، تو میں معذرت خواہ ہوں، ایسا نہیں ہو سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور فرحین باہر نکلی۔ارسلہ کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرا کر ہال کی جانب چلی گئی۔

ارسلہ کو برامدے سے دروازے تک جانے میں تین منٹ لگ گئے۔دروازے پہ دستک دینے میں مزید دو منٹ لگنے تھے۔

اندر سے آواز آئی،

مس ارسلہ،اگر برامدے کا معائنہ مکمل ہو گیا ہو تو پلیز اندر آ جائیں۔

ارسلہ نے بے اختیار چھت پہ ادھر ادھر نگاہ مار کر سی سی ٹی وی کیمرہ ڈھونڈنے کی ناکام کوشش کی۔

دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہونے کی بجائے وہیں دروازے میں ہی جمی رہی۔سامنے اپنے کاغذوں کے پلندوں کے پیچھے چھپی کرسی پہ وہ عینک کے شیشوں کے اوپر سے اس کو دیکھ رہا تھا۔

ارسلہ نے مری ہوئی آواز میں پوچھا،

جی؟

مس ارسلہ، آپ کی طبعیت کیسی ہے؟

ارسلہ حیران ہوئی۔ جو ذہن میں آیا وہی کہہ بھی دیا،

ہسپتال سے آپ آئے ہیں۔ اصولی طور پر یہ سوال آپ سے بنتا ہے۔

میں بہتر ہوں۔

ارسلہ نے ہلکے سے سر اثبات میں ہلایا۔ اور اپنے شال کے نیچے چھپے بالوں والے سر کو ہلکا سا چھو کر بولی،

سر کا درد، دل اور روح کے درد سے بہت کم ہے۔ میں اپنے کیے کے بارے میں سوچ کر پشیمان ہو رہی تھی تو درد بہت زیادہ محسوس ہو رہا تھا۔ ضمیر کا بوجھ جینے کی ہمت چھین لیتا ہے۔

بات کرتے کرتے ایک دم سے موضوع بدل کر بولی،

آپ نے مجھے بلایا تھا؟

NEELAM RIASAT NOVELS

میرے پاس آپ کی ایک امانت ہے جس کو آپ کے حوالے کرنے کے لیے آپ کو زحمت دی ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس نے میز پہ رکھے ایک پلاسٹک کے صاف پیکٹ کی جانب اشارہ کیا،

یہ لے جائیں۔

ارسلہ بے اختیار چلتی ہوئی میز کے پاس آئی۔ جیسے ہی پلاسٹک کے تھیلے پہ نظر پڑی، شرمندگی نے آن لیا۔

پیکٹ میں ارسلہ کا نیل فائلر تھا۔

وہ اپنے لیپ ٹاپ پہ ٹائپنگ کرنے کے دوران عام سے انداز میں بولا،

وہ لوگ یہ کوڑے میں پھینک رہے تھے۔ میں نے منع کر دیا۔ بے فکر رہیں، اس کے اوپر میرے جراثیم نہیں ہیں۔ کیونکہ دو دفعہ سنٹائز کروا کر لایا ہوں۔

ارسلہ نے پیکٹ نہیں اٹھایا۔ بت بنی کھڑی تھی، اور یہ پچھلے تین چار سال میں پہلی دفعہ ہوا تھا کہ مکرم اور ٹیپو کے علاوہ کسی مرد کی موجودگی میں وہ اتنے سکون

NEELAM RIASAT NOVELS

سے کھڑی تھی۔ ورنہ وہ تو خواتین تک سے بھاگتی رہی ہے۔ انگلیاں چٹختے ہوئے بولی،

میں آپ سے معذرت چاہتی ہوں؟

سر اُٹھائے بغیر پوچھا گیا،

کس بات پہ؟

میں نے آپ کو تکلیف دی ہے۔ مجھے اتنی جلد بازی میں وہ سب نہیں کرنا چاہیے۔ میں نے بس سبین کو چیختے سنا اور میرے دماغ میں میرا اپنا ماضی آگیا۔

ارسلہ کے منہ سے آخری جملہ بے سوچے نکلا تھا۔ اس لیے اس کے بعد ایک دم چُپ کر گئی۔

اسماعیل دھیمے سے بولا،

نہیں، آپ نے مجھے تکلیف نہیں دی۔ بلکہ آپ کے مطابق جو آدمی ایک مجبور اور لاچار لڑکی کو تنگ کر رہا تھا، اس کو تکلیف دی ہے۔ اور وہ آپ نے بہت اچھا کیا۔ اس کے لیے معذرت کی ضرورت نہیں ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

آخری پہ اس نے سر اُٹھا کر ایک نظر ارسلہ کو دیکھا۔ پھر واپس اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

ارسلہ نے مزید کہا،

آپ نے ڈاکٹر فرحین کو سچ کیوں نہیں بتایا ہے؟

اس دفعہ اپنے کام سے ہاتھ روک کر اس نے ارسلہ کو دیکھتے ہوئے بات کی،

کیونکہ میں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی، مس ارسلہ۔ آپ میری دشمن نہیں ہیں۔ آپ صرف ایک لڑکی کی مدد کر رہی تھیں۔ میں چاہتا ہوں آپ کبھی اپنے عمل پہ مت پچھتائیں۔ آپ نے بہت زیادہ بہادری کا مظاہرہ کیا تھا۔ اگر وہ سب سچ ہوتا جو آپ نے سوچا، اس کے مطابق تو آپ نے ایک معصوم کو ظلم سے بچا لیا ہے۔ آپ کی نیت صاف تھی۔ اس لیے یہ بات یہیں ختم ہوتی ہے۔ آپ اپنا فائلر واپس لینا چاہیں تو لے جائیں۔ ورنہ میں رکھ لوں گا۔

ارسلہ کتنی دیر تک کچھ کہہ نہ پائی۔ پھر بولی،

یہ آپ ہی رکھ لیں، مجھے اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔

اسماعیل نے کندھے اچکاتے ہوئے وہ پیکٹ پکڑ کر میز کی دراز کھول کر اس میں پھینکنے کے بعد دراز بند کرتے ہوئے کہا،

بہت شکریہ۔اب آپ جاسکتی ہیں۔

ارسلہ نے جیسے سنا ہی نہیں، ویسے ہی کھڑی رہی۔وہ بھی ایسے اپنے کام میں مصروف تھا جیسے کمرے میں وہ اکیلا ہو۔

بہت دیر تک اسماعیل کی انگلیوں کو لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پہ ناچتے دیکھنے کے بعد وہ آہستہ آہستہ چلتی میز کے دوسرے کونے کی جانب گئی اور میز پہ رکھا سوکھی چائے والا کپ اٹھایا۔ایک چور نظر اسماعیل پہ ڈالی کہ کیا اب یہ ڈانٹے گا۔ مگر وہ ہنوز سکرین پہ پھیلی سپریڈ شیٹ پہ مختلف نمبر اور الفاظ لکھتا جا رہا تھا۔

ایک نگاہ اس پہ رکھ کر ارسلہ نے دوسرا کپ اٹھایا۔ پھر کوئی ردعمل نہ ملا۔

وہ دونوں کپ سینے سے لگائے کمرے سے نکل گئی۔ جیسے ہی دروازہ پیچھے بند ہوا، اسماعیل کے ہاتھ ساکت ہو گئے اور اس نے دروازے کی جانب نگاہ ڈالی۔ارسلہ جا چکی تھی۔

سر جھٹک کر وہ واپس کام کرنے لگا۔

ارسلہ کپ لیے کچن میں گئی اور سنک میں رکھ کر ڈاکٹر فرحین کے پاس آئی۔

ڈاکٹر فرحین کلینک میں اپنا سارے دن کے کام کا ڈیٹا اپنے کمپیوٹر میں فیڈ کر رہی تھی جب ارسلہ نے اس کے دروازے پہ دستک دیکر اندر آنے کی اجازت مانگی۔

آو، آو، ارسلہ۔ پلیز بیٹھو۔

شکریہ۔ میں آپ سے یہ پوچھنے آئی تھی۔ کیا آپ نے میری مما کو کال کی تھی کہ وہ آکر مجھے لے جائیں؟

فرحین نے شرمندگی سے معذرت کرتے ہوئے کہا،

میں اتنی مصروف رہی اور ساتھ میں اسماعیل اور سبین کی فکر میں بالکل بھول گئی تھی۔ میں ان کو ڈنر سے پہلے کال کر دوں گی۔

نہیں، اس کی ضرورت نہیں ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ڈاکٹر فرحین کو یقیناً حیرت نے گھیرا تھا، اس لیے تصدیق کرنے کے لیے پوچھا،

کیا تم یہاں رہنا چاہتی ہو؟

ارسلہ نے یقین سے کہا،

جی۔ آپ مما کو کال کر کے یہ کہہ دیں کہ وہ ہفتے بعد مجھے لینے مت آئیں۔

فرحین نے حامی بھر لی۔

ٹھیک ہے، ارسلہ، میں آپ کی امی کو آپ کا پیغام دے دیتی ہوں۔

شکریہ۔ کیا میں جا سکتی ہوں؟

ہاں ہاں، جاو، سونے سے پہلے اپنی دوستوں کے ساتھ وقت گزارو۔ کیا کسی سے دوستی ہوئی ہے؟

ارسلہ فرحین کی جانب دیکھتی رہی جب فرحین کو لگا کہ شاید وہ نہیں بولے گی۔

ارسلہ نے خود کو کہتے سُنا،

ہاں جی۔ مجھے لگتا ہے زندگی میں پہلی دفعہ مجھے ایک دوست ملا ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ڈاکٹر فرحین کا چہرہ کھل اُٹھا۔

اچھا۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے، بہت مثبت چیز ہے۔

اس سے پہلے کہ ڈاکٹر فرحین اس سے اس کی دوست کا نام پوچھتی، ارسلہ وہاں سے نکل آئی۔

****

زکریا گھر سے چلا گیا۔ مائی پاگاں بھی چلی گئی۔ وہ صوفے پر بیٹھی خود سے پوچھ رہی تھی کہ مجھے اس نئے ماحول اور خاموشی میں ڈر کیوں نہیں لگ رہا۔ پھر خود ہی جواب بھی دے لیا:

"کیونکہ مجھے علم ہے زکریا خود بھی یہیں کہیں موجود ہے، اور باہر گھر کی نگرانی کے لیے لوگ بیٹھے ہیں۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

کمرے میں آئی فون کی ٹون بج رہی تھی۔ پہلے تو بتول کو یاد ہی نہ رہا کہ کس کا فون ہو گا، مگر ایک دم سے یاد آیا تو بھاگ کر اپنے بیڈ سائیڈ کے دراز سے فون نکال کر سوچے سمجھے بغیر کال اُٹھالی۔ پھولی ہوئی سانس سے کہا:

"ہیلو؟"

دوسری طرف سے کوئی نہیں بولا۔

"ہیلو؟"

وکیل صاحب کے ساتھ جو کچھ ہوا، مجھے اس کا بہت افسوس ہے۔ میں نہیں جانتی آپ کون بول رہی ہیں، مگر مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ اگر آپ کی رسائی زکریا علی خان تک ہو تو کیا آپ اس کو میرا ایک پیغام دے سکتی ہیں؟ پہلے میں وکیل صاحب کے ذریعے بات کرتی تھی، مجھے نہیں علم آپ وکیل صاحب کی دوست ہیں یا دشمن، مگر زکریا سے کہیے گا: اگر میں اور میری بیٹی اس قابل نہیں ہیں کہ وہ ہم سے بات کرے یا ملنا پسند کرے تو پھر ہمارے تحفظ کے لیے پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس کو کہنا: بلال کو توان لوگوں نے خود پکڑا ہے، مگر اب اگر زکریا کا کوئی آدمی میرے پاس آیا اور مجھے پاکستان سے باہر جانے کا کہا تو میں پولیس کو بتادوں گی۔ جب اس نے ہمیں چھوڑ دیا ہے تو یہ جھوٹی ہمدردیاں جتا کر میرا وقت ضائع نہ کرے۔

بتول سانس روکے سب کچھ سن رہی تھی۔ خشک گلے کو تھوک سے تر کرتے ہوئے پوچھا:

""آ۔۔۔آپ کون بول رہی ہیں؟

دوسری طرف سے جواب دیے بغیر کال کاٹ دی گئی۔

بتول کتنی دیر تک فون کی سکرین کو دیکھتی رہی، فون کی سکرین لاک تھی۔ وہ نمبر بھی نہیں دیکھ سکتی تھی، نہ ہی واپس کال کی جاسکتی تھی۔ سب سے پہلا سوال جو دماغ میں آیا:

کیا زکریا شادی شدہ ہے؟ کال کرنے والی کون ہو سکتی ہے جس کے پاس میرے ابو کا نمبر ہے؟ یہ کال کل کیوں نہیں آئی؟ ابھی ہی آنی تھی جب میں کنویں میں چھلانگ لگا چکی ہوں۔

اس نے نہ تو اٹھ کر لباس تبدیل کیا، کافی کی شدید طلب ہونے کے باوجود وہ بیڈ سے نہیں اتری۔ بیڈ کے درمیان میں لہنگا پھیلا کر بیٹھی مختلف صورتحال سوچتی جا رہی تھی۔ ایک وقت پر بیٹھنے سے کمر میں درد ہوا تو وہیں آڑی ترچھی لیٹ گئی۔

چارلی بیڈروم کے فرش پر سو رہا تھا۔ جب باہر والا دروازہ کھلنے پر اس نے ایک دم گردن اُٹھا کر باہر دیکھا۔ زکریا پر نظر پڑتے ہی چارلی واپس سو گیا۔

بتول اپنی جگہ سے ہلے بغیر ویسے ہی لیٹی رہی۔ زکریا سیدھا اس کی طرف آیا۔

بتول نے نگاہ سیدھی کی تو زکریا کا چہرہ نظر آیا مگر الٹا۔

بتول نے چھوٹے سے انداز میں کہا:

"""تمہیں مجھے بتا دینا چاہیے تھا کہ تم شادی شدہ ہو۔

زکریا اس کو دیکھتے ہوئے بولا:

"''کون شادی شدہ ہے؟

"تم۔۔۔"

"آپ کو کس نے بتادیا؟"

بتول اس کو گھورتے ہوئے بولی:

"''تمہاری بیوی کی کال آئی تھی۔

میری بیوی کی کال آئی تھی؟"''

"ہاں۔۔۔"

"اس نے آپ کو کال کی؟"

"''ہاں۔۔۔

"اچھا۔۔۔ کیا کہہ رہی تھی؟"

بتول کے منہ سے نکلا:

""یعنی میرا شک ٹھیک ہے، وہ تمہاری بیوی ہی تھی۔ کیا کہہ رہی تھی؟

وہ کہہ رہی تھی کہ اگر اب تم نے کسی کو اس کی اور اس کی بیٹی کی نگرانی کے "

" لیے اسلام آباد بھیجا تو وہ پولیس کو بتادے گی۔

زکریا کے چہرے کے تاثرات ایک دم سنجیدہ ہو گئے۔ وہیں کھڑے ہو کر پوچھا:

""کیا کال آپ کے فون پر آئی تھی؟

"نہیں، ابو کے فون پر کال آئی تھی۔"

"فون کہاں ہے؟"

بتول نے آنکھیں بند کر کے دھیرے سے کہا:

"تم نے مجھ سے یہ ظلم کیوں کروایا ہے؟ میں بے قصور ہوتے ہوئے بھی ہمیشہ خود سے نظر چراتی رہوں گی۔"

"کیوں؟"

"کیونکہ میرے لیے یہ بہت بے عزتی کی بات ہے کہ میں نے کسی عورت کے

NEELAM RIASAT NOVELS

شوہر سے شادی کرلی ہے،اور زیادہ دکھ کی بات تو یہ ہے کہ وہ اپنی بیٹی کاذکر کر رہی تھی۔"

وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی، جہاں اس کا سر تھا وہاں زکریا کھڑا نیچے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

بتول کو سر تھوڑا پیچھے موڑ کر اس کو دیکھنا پڑ رہا تھا،اور اس پوزیشن میں وہ اس کے چہرے کے سارے تاثرات صحیح سے نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

زکریا بولا:

"مجھے آپ کی اعلی اخلاقی قدریں جان کر دلی خوشی ہوئی ہے۔مجھے وہ نمبر دے سکتی ہیں جس سے کال آئی تھی؟"

"وہ ابو کے فون میں ہے،اور میرے پاس ان کا پاس ورڈ نہیں ہے۔"

بتول کے اشارے پر اس نے بیڈ سائیڈ دراز پر رکھا فون دیکھا، فون اُٹھا کر پاس ورڈان کیا، واٹس ایپ پر کال لاگ سے نمبر لیکر اپنے فون میں سیو کیا۔

بتول کرنٹ کھا کر اُٹھی:

""""تمہارے پاس ابو کا پاس ورڈ کیسے آیا؟

زکریا نے صبر سے بتایا:

"ان کی ایپل آئی ڈی ہیک کروائی تھی، کیونکہ آپ کے گھر میں دوسرا سکیورٹی سسٹم انسٹال ہے، جس کی ساری فیڈ سر کے فون میں موجود ایک ایپ میں سیو ہے۔ فون تک تو رسائی ہو گئ، مگر ایپ نہیں کھلی۔"

بتول پھٹی آنکھوں سے اس کو دیکھتے ہوئے جوش سے بولی:

""""زکریا۔۔۔!!! سکیورٹی ایپ کا پاس ورڈ مجھے پتہ ہے۔

زکریا پہلے تو بے یقینی سے اس کو دیکھتا رہا، پھر دوسری دفعہ بتول کے چہرے پر مسکراہٹ ابھرتی دیکھی۔ دھیرے سے بولا:

""""پرفیکٹ۔

زکریا نے احمد صاحب کا فون اپنی جیب میں ڈال لیا۔

بتول کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا:

""""آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔

بتول کو ایک دم سے اپنے لباس، میک اپ اور موجودہ تعلق کا خیال آیا، خود میں سمٹتے ہوئے بولی:

"اگر تم چاہو تو میں تمہاری بیوی کو بتادوں گی کہ تم تو شادی پہ ہر گز رضامند نہیں تھے۔ یہ تو میں نے اپنے ابو کے احسان جتا جتا کر تم سے ہاں کروائی ہے۔ پھر "وہ تم سے ناراض نہیں ہو گی۔

زکریا نے تعجب سے کہا:

"واہ، آپ اتنی دیالو نہ بنیں، میں نے کسی احسان کا بدلہ اتارنے کے لیے یہ شادی نہیں کی ہے۔ احسان اتارنے کے اور بہت سے طریقے ہوتے ہیں، اس کے لیے "شادی کرنا ضروری نہیں ہوتا۔

بتول نے پوچھا:

""""تو پھر تم نے مجھ سے شادی کیوں کی ہے؟

زکریا نے مسکرا کر جواب دیا:

"بھول گئی ہیں؟ آپ نے مجھے پرپوز کیا تھا، مجھے آپ کا پرپوزل اچھا لگا، میں نے شادی کرلی۔"

بتول نے کہا:

"ہاں، تم کتنے بھولے ہو۔ میں نے پرپوزل منظور کیا، مگر اپنی بیوی اور بچی کا خیال نہیں آیا؟"

زکریا نے کہا:

""""اچھا، پہلے چارلی اور مارول میرے بیٹے بنے، اب بیٹی بھی آگئی ہے۔

بتول نے کہا۔

"زکریا، مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم کتنی ڈھٹائی سے انجان بن رہے ہو۔"

زکریا ایک گھٹنہ بیڈ پر ٹیک کر آگے کو جھکا، بتول کی ٹھوڑی پر انگلی رکھ کر اس کے چہرے کو اوپر کیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

"میری اس دنیا میں صرف ایک ہی بیوی ہے، اور وہ تم ہو۔"

زکریا نے بہت آہستہ سے بتول کے لبوں کو اپنے ہونٹوں سے چھوا۔ بتول کی ساری ہستی زکریا کے ہلکے سے لمس سے ہل گئی، آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی، جو بہت قریب سے بول رہا تھا۔

"مجھے ابھی ایمرجنسی میں لاہور جانا ہے، اگر واپس آیا تو تمہارے تمام سوالوں کا جواب دوں گا، اور اگر نہ آیا تب بھی یہ کبھی مت سوچنا کہ میں نے تم سے کوئی جھوٹ بولا ہے۔"

زکریا کے قرب اور آنکھوں کی گہرائی نے بتول کی زبان گنگ کر دی۔ وہ اسے ایک چھوٹا سا بیگ تیار کرتے دیکھتی رہی۔ پھر وہ اپنے لیے سیاہ لباس نکال کر واش روم میں چلا گیا۔

بتول نے بولنے کی ہمت کی۔

"تم مت جاؤ، اپنی جگہ کسی اور کو بھیج دو۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا کے ہاتھ ایک پل کو رُکے۔

کسی اور کو بھیجنے سے فائدہ نہیں ہو گا، اور میرے نہ جانے سے نقصان بہت زیادہ"

"ہو گا۔ پھر مجھے بھی ساتھ لے جاؤ۔

زکریا نے اجتناب برتتے ہوئے کہا۔

"ایسا ممکن نہیں ہے۔"

بتول نے سر اثبات میں ہلا کر کہا۔

واپس کس تک آ وگے ؟""

""کل یا پرسوں، یا ہو سکتا ہے ایک ہفتہ لگ جائے۔

بتول بیڈ سے نیچے اتر آئی۔ اس کو اپنی طرف آتا محسوس کر کے زکریا سیدھا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔

بتول عین سامنے کھڑی، سر اوپر کر کے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"کیا تم میری باتوں سے ڈر گئے تھے جو اُٹھ کر گھر سے نکل گئے ؟"

زکریا نے ہلکے سے سر اثبات میں ہلایا۔بتول نے اپنا مہندی سے بھرا ہاتھ اس کے سینے پر رکھا۔

"میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔"

زکریا سانس روکے کھڑا تھا۔جونہی وہ قریب ہوئی اس کا سیدھا ہاتھ بتول کی کمر میں حمائل ہوا،یہ ایک غیر شعوری عمل تھا۔

شکریہ کس بات کا؟""

"تم نے مجھے غلط ثابت کر دیا۔میں تو سمجھتی تھی کہ تم بہت کنجوس ہو،دل ہی دل میں ڈر گئی تھی کہ اتنے کنجوس زکریا کے ساتھ کیسے رہوں گی،مگر تم نے جو "انتظامات کروائے اور یہ جوڑا جو مجھے ملا،اس سب کے لیے بہت شکریہ۔

زکریا نرمی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

"یو آر ویلکم۔"

بتول نے مزید کہا۔

مجھے غلط مت سمجھنا، میں لالچی نہیں ہوں، مگر اپنے نکاح پہ نیا جوڑا پہننے کی"

"خواہش تو فطری سا عمل ہے، نا؟

زکریا نے سر اثبات میں ہلا کر تصدیق کی۔

بتول نے آنکھیں ہلکی سی میچ کر بولی۔

زکریا؟"""

"جی؟"

"""وہ کال والی لڑکی کون ہے؟

زکریا کی نظریں اس کے جھمکے کے موتیوں سے الجھ گئیں۔

بتول بے اختیار تجسس کی حالت میں ہاتھ اُٹھا کر ان موتیوں کو چھوا۔ زکریا نے سنجیدگی کے ساتھ، پڑھے نہ جانے والے تاثرات کے ساتھ کہا۔

جو کچھ آپ سوچ رہی ہیں، ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ جو سچ ہے، وہ آپ بہت جلد"

"جان جائیں گی۔ کیا آپ مجھ پر یقین کریں گی؟

بتول نے سر اثبات میں ہلایا۔

زکریا نے کہا۔

میں چاہتا ہوں، آپ مجھ پر یقین کریں۔نہ میں آپ سے جھوٹ بول سکتا"
ہوں، نہ دھوکہ دے سکتا ہوں۔جو آپ کہیں گی میں مانوں گا، ہر خواہش کا
احترام کروں گا۔جواب میں مجھے آپ کا مکمل اعتماد چاہیے۔میں جانتا ہوں،
"میرے کہہ دینے سے ایسا نہیں ہو گا، مگر آپ کوشش تو کر سکتی ہیں۔

بتول نے سر اثبات میں ہلایا۔

پھر بولی، ,,میں تمہیں کچھ دینا چاہتی ہوں۔''

وہ زکریا کو وہیں کھڑا چھوڑ کر آگے بڑھی۔الماری کا پٹ کھولا۔اپنے میک اپ باکس کے اندر سے ایک چھوٹا سا باکس نکال کر واپس مڑی اور وہ باکس زکریا کی جانب بڑھایا۔

وہ باکس کو دیکھ کر پھر بتول کو دیکھنے لگا۔

یہ کیا ہے؟''

''دو سال پہلے میں اپنی دوستوں کے ساتھ گلگت گئی تھی۔ وہاں ایک جیولری کی دکان پہ مجھے یہ مردانہ انگوٹھی بہت پسند آئی تھی۔ یہ سادہ سا چاندی کا چھلا ہے۔ مگر اس کے اندر میں نے اس آدمی کو کہہ کر کچھ لکھوایا تھا۔''

زکریا نے کسی خیال کے تحت اپنے ہاتھ پشت پہ باندھ لیے اور مضبوط لب و لہجے میں حتمی انداز میں بولا، ''اگر تو آپ نے یہ انگوٹھی اس الو کے پٹھے کے لیے بنوائی تھی تو میں ہرگز نہیں پہنوں گا۔''

اس کے انداز پہ بتول کچھ سیکنڈ چپ کی چپ رہ گئی۔ پھر آہستہ سے بولی، ''یہ انگوٹھی میں نے اپنے شریک حیات کے لیے بطور تحفہ خریدی تھی۔ میں نے سوچا تھا کہ جب میری شادی ہو گی تو میں اپنے شوہر کو دوں گی۔ یہ تب سے میرے میک اپ باکس میں پڑی ہوئی ہے، اب تمہارے احساس دلوانے پہ میں یہ سوچنے پہ مجبور ہو گئی ہوں کہ جب میری منگنی ہوئی تھی تب مجھے یہ انگوٹھی یاد کیوں نہیں آئی۔ بلکہ آج سے پہلے مجھے اس کا خیال تک نہیں آیا۔''

بتول نے ہاتھ آگے بڑھایا۔زکریا ابھی بھی منہ پھلائے کسی بچے کی طرح بتول کو مشکوک نظروں سے دیکھ رہا تھا، مگر اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

بتول نے باکس کھولا۔

انٹیک اسٹائل کا چھلا جس کے اوپر کالی سیاہی سے ہلکا سا ڈیزائن بنا ہوا تھا،اور اندر کی جانب کچھ لکھا ہوا تھا۔بتول نے زکریا کی انگلی میں ڈال دیا۔

حیرت کا مقام یہ تھا کہ انگوٹھی زکریا کی انگلی میں ایسے پوری آئی جیسے اس کا ماپ لیکر بنائی گئی تھی۔

انگوٹھی کو دیکھتے ہوئے وہ دونوں ایک ہی بات سوچ رہے تھے،،،اتنی پیاری لگ رہی ہے۔"زکریا نے ایک دفعہ مٹھی بند کرکے دیکھی،پھر ہتھیلی سیدھی کرکے دیکھا۔اوپر نیچے ایک جیسا ڈیزائن تھا۔

دھیمے سے بولا،،،شکریہ۔"

ساتھ ہی بات بدلتے دی،،،جب تک میں واپس نہیں آتا،مائی یہاں پہ آپ کے ساتھ رہے گی۔چارلی کو ساتھ رکھنا۔رات کو باہر نہیں جانا ہے۔دن کے وقت

NEELAM RIASAT NOVELS

آپ آزاد ہوں گی۔"

بتول نے اپنا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا،"اگر یہاں کوئی آگیا تو پھر کیا ہوگا؟"

زکریا نے بیگ کی زپ بند کرتے ہوئے کہا،"یہاں پہ باہر کا بندہ ایک ہی صورت میں آسکتا ہے۔اس کا موت کا وقت آگیا ہو۔ورنہ یہاں کس نے آنا ہے۔تم اپنا خیال رکھو گے۔"

زکریا کے ہاتھ رک گئے۔بیگ تیار تھا۔اس نے سیدھا ہو کر بتول کی جانب دیکھا جو خدشات لیے اس کو دیکھ رہی تھی۔

زکریا کو اس لمحے بتول پہ بہت ترس آیا۔وہ اس کی دماغی اور جذباتی حالت سمجھ رہا تھا۔جس طرح اچانک سے اس نے اپنے والد کو کھویا ہے اور جس انداز میں کھویا ہے۔ابھی بتول کو نارمل ہونے میں وقت لگنا تھا۔وہ نرمی سے اس کو تسلی دیتے ہوئے بولا،"اگر آپ اپنا خیال رکھیں گی تو میں بھی ایسا ہی کروں گا۔"

صحن سے اماں کی آواز آئی،"باو میں ہلے لیٹی آں نال ہی تیرا فون آگیا اے۔ہن کتھے چلاں ایں؟"

زکریا کمرے کے دروازے میں آن رُکا۔

کام سے جا رہا ہوں۔ باہر جو لڑکے ہیں وہ صبح تک یہیں ہیں۔ان کو اچھا سا ناشتہ،، کروا کر جانے دینا۔ باقی جب تک واپس نہ آجاؤں تم یہاں پہ بی بی کے ساتھ ہی رہنا۔"

اپنا بیگ اُٹھا کر بتول کے قریب آیا اور اس کے ماتھے پہ بوسہ لیکر دعا کی،،اللہ کی امان۔"

بتول بت جیسے کھڑی اس کو کمرے سے نکلتا دیکھتی رہی۔ پھر جب تک وہ کمرے کے دروازے میں آئی، وہ گھر کی دہلیز پار کر گیا تھا۔

اماں برامدے میں اپنی چارپائی بچھا رہی تھی۔اس کے سجے روپ کو دیکھ کر نرمی سے مسکرائی۔ جواب میں بتول کے بھی لب پھیل گئے۔

****

NEELAM RIASAT NOVELS

صبح جیسے ہی اس کی روم میٹ کا آلارم بجا، ارسلہ اُس سے پہلے ہی اٹھ کر واش روم میں چلی گئی۔ وضو کیا اور کمرے میں آکر نائٹ سوٹ تبدیل کر کے عام کپڑے پہنے۔ امی نے اپنی ایک گرم چادر اس کے سامان میں رکھی تھی۔ اس نے وہ چادر اوڑھی اور سب لڑکیوں سے پہلے نماز روم میں پہنچ گئی۔ کوئی اس کمرے کو نماز کا کمرہ کہتا، کوئی مسجد بولتا۔ کمرے کے درمیان میں بڑا سا پردہ لگا کر اس کو دو حصوں میں تبدیل کیا گیا ہوا تھا۔ فرش پہ گہرے مہرون رنگ کا کارپٹ تھا۔

وہ چیز ارسلہ کو مسلسل حیران کر رہی تھی۔ وہ یہ تھی کہ اس نے تو آج تک کسی کے آگے اپنے ساتھ ہونے والے واقعے کا ذکر تک نہ کیا تھا۔ اس نے تو ٹیپو تک کو نہیں بتایا تھا۔ وہ تو اس کے نصیب اچھے جو ٹیپو کو خود ہی علم ہو گیا۔ مگر آج بغیر کسی تردد کے اسماعیل کے سامنے اس کے منہ سے یہ الفاظ کیسے نکل گئے۔

اسماعیل کا رویہ بھی اس چیز کو لیکر کتنا عام سا تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس نے ارسلہ کے اپفاظ پکڑے نہیں، نہ ہی تجسس جاگا۔ جیسے عموماً ہوتا ہے، کسی کے سامنے ایسی بات کر دو، وہ آگے سے ایک سوا ایک سوال لیکر آپ کا پوسٹ مارٹم کرنے کو تیار ملے گا۔

مگر یہاں جیسے عام انداز میں ارسلہ نے اتنی بڑی بات کر دی، اسی عام انداز میں اسماعیل نے وہ بات سن لی۔

وہ نماز کے لیے جماعت کا انتظار کرتے ہوئے سوچ رہی تھی، ,,ہو سکتا ہے تب اسماعیل نے کوئی رد عمل نہیں دیا، مگر بعد میں اپنی بہن کو بتادے کہ ایسے برے کردار کی لڑکی ان کے یہاں رہنے آئی ہوئی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے اب جبکہ اس نے خود سے یہاں پہ رہنے کا ارادہ کر لیا ہے، تو یہ ادارے والے اسے یہاں سے نکال دیں۔''

ارسلہ نے اپنے دماغ کو دلیل دی، ,,معاشرے میں لوگوں کے عیب اچھالے جاتے ہیں۔ ڈھانپنے والی ذات صرف اللہ کی ہے۔''

جیسے پنجابی شاعر کہتا ہے نا:

,,اک گناہ میرا ماں پیو ویکھے

تے دیوے دیس نکالا

لکھ گناہ میرا اللہ ویکھے

"تے اوپردے پاون والا

ارسلہ کی سوچ کے تار تب ٹوٹے جب کمرہ لڑکیوں سے بھر گیا۔پردے کی دوسری جانب سے باآواز بلند اقامت پڑھی گئی۔لڑکیوں نے صفحے سیدھی کر لیں۔

ارسلہ چونکہ سب سے پہلے وہاں آئی تھی،اس لیے وہ سب سے اگلی لائن میں کھڑی تھی۔اس کے بالکل ساتھ کچن والی اماں موجود تھیں۔یونہی بے ارادہ نگاہ پردے کے درمیان چھوٹے سے سوراخ سے دوسری جانب پڑی۔

سر پہ ٹوپی پہنے کوئی امامت کے لیے تیار کھڑا تھا۔ارسلہ نے نگاہ جھکالی۔اگلے پل کمرے میں اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی۔ارسلہ فوراًاسماعیل کی آواز پہچان گئی تھی۔

نماز شروع ہو جانے کی وجہ سے وہ سوراخ میں دیکھ کر تصدیق نہ کر سکی کہ آیا واقعی اسماعیل جماعت کروا رہا ہے۔ جیسے ہی نماز ختم ہوئی، امام نے دعا پڑھی۔ اس کے بعد سب لڑکیاں جو بعد میں آئی تھیں، اپنی سنتیں ادا کرنے میں لگ گئیں۔ ارسلہ چونکہ پہلے سے ہی اماں کے دیکھا دیکھی سنتیں پڑھ چکی تھی، جلدی سے سوراخ میں سے دیکھا۔

اسماعیل نمازیوں کی جانب منہ کر کے بیٹھا ہوا تھا، اور جو سب سے دلچسپ بات تھی وہ یہ کہ اس کی گود میں ایک سفید رنگ کا چھوٹا سا بلی کا بچہ تھا، جو اس کی ہڈی کے سامنے لگی ڈوری سے جھول رہا تھا۔

بے اختیار ارسلہ کے لب مسکراہٹ میں پھیل گئے۔ اسماعیل البتہ ہنوز سنجیدہ ہی بیٹھا تھا۔ اس کی ساری توجہ بلی کے بچے پہ تھی۔ وہ اس کو گود میں بٹھاتا، اور بچہ اس کی گود میں گرتا پڑتا، پھر سے ڈوری تک جا سفر کرتا اور ڈوری کو زور سے منہ میں بند کر کے پھر جھولا لیتا۔

لڑکیوں نے نماز پڑھ لی اور خاموشی کا خاتمہ ہو گیا۔اماں اپنے ہاتھ میں تسبیح لیے، منہ میں اپنا ورد پڑھتی اٹھنے لگیں تو گھٹنے پہ وزن نہ پڑا۔ارسلہ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کی مدد کو ہاتھ بڑھایا۔

اماں نے مسکرا کر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام کر کہا،،، جیسے ہی نیچے بیٹھوں، میری ٹانگیں سو جاتی ہیں۔''

پردے کی اس طرف سے آواز آئی،،،ہاں تب ہی آپ وقت پہ اپنے وٹامنز اور آئرن لے لیتی ہیں۔''

اماں اٹھ کر پردے کے دوسری جانب جاتے ہوئے کہنے لگیں،،،اسماعیل میرا بچہ، میرے سے گولیاں نہیں کھائی جاتی ہیں۔کھانا کھا لیتی ہوں، دودھ پی لیتی ہوں، اتنا ہی بہت ہے۔''

ارسلہ باہر کی جانب چل پڑی، پر دھیان اسماعیل کی بات پہ ہی تھا،،،میں نے آپ کو ایک پاوڈر بنا دیا تھا، کہ ہر روز دودھ کے ساتھ ایک چمچ لینا ہے۔وہ لیتی ہیں؟''

"ہاں، جس دن یاد رہ جائے، لے لیتی ہوں۔"

وہ مزید پوچھ رہا تھا، "میں نے کہا تھا ہر روز ناشتے میں کم از کم دو انڈے لینے ہیں۔
"وہ لیتی ہیں؟

تو ہر روز جو تم ناشتے میں دو انڈے چھوڑ جاتے ہو، وہ کون کھاتا ہے؟""

"وہ میں ہی تو کھاتی ہوں۔ کھاتے تم صرف چار انڈے ہو، مگر بنواتے تم چھ ہو۔
"یہ رزق کا ضیاع ہے۔

وہ اماں کی معصومیت پہ مسکراتے ہوئے بولا، "کیا کروں اماں، میرے لیے روز کے چھ انڈے ضروری ہیں، مگر جب میں کھانے لگتا ہوں، تو چار کھا کر پیٹ بھر
"جاتا ہے۔

کمرے سے نکلنے سے پہلے ارسلہ نے اس کے چہرے کی مسکراہٹ دیکھی تھی۔
سارا راستہ اپنے کمرے تک جاتے ہوئے اس کے لب مسکراتے رہے۔

کمرے تک پہنچ کر وہ اندر نہیں گئی، بلکہ بالکونی کی گرل کے ساتھ کھڑی ہو کر نیچے صحن میں دیکھنے لگی۔ صبح کے تازہ ماحول میں سبز گھاس بہت پیاری لگ رہی

NEELAM RIASAT NOVELS

تھی۔ارسلہ کے گھر میں لان تو تھا، مگر کبھی اس کا جی نہیں چاہا کہ وہ باہر جا کر لان میں بیٹھے۔ابھی دل میں حسرت سی جاگی کہ اس اوس شدہ گھاس پہ ننگے پیر چلنا کیسا لگے گا؟

لڑکیاں ہال میں جمع تھیں۔صفائی والا عملہ اپنے مشن پہ نکل چکا تھا۔یہ بات تو پچھلے دو دن میں ہی دیکھ لی تھی، ناشتے سے پہلے ساری صفائی مکمل ہوتی ہے۔ لڑکیاں فجر کی جماعت میں آنے سے پہلے اپنے اپنے بیڈ اور کمرہ صاف کر کے آتی ہیں۔ہر کمرے کا اپنا باتھ روم ہے، جس کی صفائی ہفتے میں ایک بار صفائی والا عملہ کرتا ہے،اور روز کی روز صاف کرنا لڑکیوں کی اپنی ذمہ داری ہے۔

سبین اور اس جیسی باقی تین لڑکیوں کے کام کے لیے الگ سے آیا ہے، جو ان کے کپڑے دھوتی ہے، کھانے میں مدد دیتی ہے۔ویسے تو ان بچیوں کا اپنے کام خود کرنے پر حوصلہ افزائی کی جاتی ہے، مگر مدد ہر طرح سے درکار تھی۔

ارسلہ نے دل میں سوچا،,,ان کی فیس بھی اتنی نہیں ہے، پھر یہ تمام اخراجات کیسے پورے ہوتے ہوں گے۔اتنا فائیو اسٹار ماحول دیا ہوا ہے۔''

NEELAM RIASAT NOVELS

کوئی پندرہ منٹ بعد اسماعیل نماز روم سے برامد ہوا، توسبین اس کے ہمراہ تھی۔

اس نے اسماعیل کے بازو پہ اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا، اور پورے زور وشور سے اس کو کچھ بتا رہی تھی۔ اسماعیل اس کو ساتھ لیے یونہی چلتا چلتا گراؤنڈ کے اینڈ تک گیا۔ پھر وہاں سے بیرونی دروازے کی جانب چل پڑے۔

ارسلہ گردن موڑ کر دیکھتی رہی، مگر جیسے ہی وہ لوگ گراؤنڈ کے آخر تک پہنچ کر اس کی آنکھوں سے اوجھل ہوئے، ارسلہ چلتی ہوئی کاریڈور کے آخر تک آگئی، جہاں سے ایک طرف گراؤنڈ کا آخر نظر میں تھا، اور دوسری طرف بیرونی گیٹ پہ نگاہ جاتی تھی۔

بظاہر وہ درختوں اور آسمان کے نظارے دیکھ رہی تھی، مگر دھیان اس کا سارا ان بہن بھائی پر تھا۔

بہن نان سٹاپ بول رہی تھی، کبھی ہاتھوں کے اشاروں سے اس کو کچھ سمجھاتی، کبھی ایک دم راستے میں کھڑی ہو جاتی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اسماعیل پوری توجہ سے سبین کو دیکھتا، ہلکا سا مسکراتا، پھر سر جھکا کر چلنے لگتا۔ ساتھ ساتھ اس کی باتوں میں منڈی ہلانا بالکل لازمی تھا، کیونکہ جب وہ سر اثبات میں نہ ہلاتا تو سبین اس کے بازو پہ تھپڑ مار کر توجہ کرواتی۔ وہ فٹ سے رد عمل ظاہر کرتا۔

ان دونوں نے گیٹ سے ہال، ہال سے گراؤنڈ، اور پھر گراؤنڈ سے گیٹ تک چار چکر لگائے، جس میں پونا گھنٹہ لگا۔ چوتھے چکر کے آخر میں دونوں بہن بھائی کچن میں چلے گئے۔

ارسلہ کے چہرے پہ دھوپ پڑ رہی تھی، جس کی وجہ سے ہلکی سی سردی ہونے کے باوجود اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اتنا وقت ایک جگہ پہ کھڑے رہنے سے اس کی ٹانگیں تھک گئی۔ کچن کو دیکھتے ہی پیٹ سے گڑ گڑ کی آواز اٹھی۔

اس نے وہیں سے کچن کا رخ کر لیا۔

کھلے سے کمرے میں ایک طرف اوپن کچن تھا، جس میں کام کرنے والوں کو باہر سے دیکھا جا سکتا تھا۔ باقی کے کمرے میں کرسیاں، میز پڑے ہوئے تھے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

باری باری سب کچن کے کاونٹر پہ جاکر اپنی ٹرے میں اپنی مرضی کا کھاناڈلواتے اور پورے کمرے میں کہیں بھی کسی بھی کرسی پہ بیٹھ کر کھا لیتے۔لڑکیاں اپنے اپنے گروپ یادوست کے ساتھ بیٹھ کر کھاناپسند کرتی تھیں۔

ارسلہ اپنی روم میٹ اوراس کی دوست کے ساتھ بیٹھ جاتی تھی۔

اب بھی وہ ہال میں داخل ہوئی توسب سے پہلے تو نظر دوڑا کر اسماعیل اور سبین کو ڈھونڈا۔وہ لوگ کچن کے قریب،بیرونی دیوار کی جانب پڑی چار کرسیوں کی میز پہ کھانا کھارہے تھے۔

اسماعیل کی دروازے کی جانب پشت تھی۔اتنی دور ہونے کے باوجود ارسلہ کو ایسا لگا جیسے سبین نے اس کو دیکھ کر گھوری سے نوازا تھا۔

مایھنے ہاتھ ہلا کر ارسلہ کی توجہ حاصل کی۔ارسلہ مسکرا کر واپس ہاتھ ہلایا۔پہلے تو کاؤنٹر سے اپنا ناشتہ لیا،آج آلو اور مولی والے پراٹھے،ساتھ میں دہی تھا،اور انگلش ناشتہ کرنے والوں کے لیے سیریل اور ٹوسٹ تھے۔اس نے چور نظروں سے اسماعیل کی پلیٹ میں پراٹھے کو دیکھ کر اپنے لیے بھی پراٹھا لے لیا،

اور مایہکی جانب جاتے ہوئے وہ جان بوجھ کر اسماعیل کی میز کے پاس سے گزری۔

مایوسی ہوئی کہ وہ آلو کے پراٹھے کے ساتھ انڈے کھا رہا تھا۔ ارسلہ نے اپنے لیے مولی کا پراٹھا لیا تھا۔ وہیں سے واپس ہوئی، کاؤنٹر پہ جا کر بہانہ بنایا،,, غلطی سے منہ سے مولی نکل گیا تھا، کیا مجھ کو آلو کا پراٹھا مل سکتا ہے؟''

ملازمہ نے اس کو گھوری سے نوازا مگر کچھ کہے بغیر پراٹھا بدل دیا۔ نوشابہ اور مایہنے اس کے لیے سیٹ رکھی ہوئی تھی۔

جیسے ہی وہ ان کے پاس بیٹھی، مایہنے فوراً پوچھا،,, تم کہاں تھیں؟ کمرے میں تمہیں لینے گئی تم ملی ہی نہیں۔''

اس نے گھبرا کر جھوٹ بولا،,, میں چھت پہ واک کر رہی تھی۔''

کیونکہ اس نے لڑکیوں کو صبح اور شام میں چھت پہ واک کرتے دیکھا تھا، اس لیے اس کو جھوٹ چل گیا۔

"مایہ بولی،,,کل سے اکٹھے واک کریں گے۔

ارسلہ کے دل میں ایک سیکنڈ کے لیے یہ خیال آیا،,,اگر میں ان کے ساتھ واک کروں گی تو اسماعیل اور سبین کو کیسے دیکھ سکوں گی؟" مگر اس نے حامی بھر لی۔

ڈاکٹر فرحین سب سے آخر میں ناشتے کے لیے آئی۔

سبین جا چکی تھی، مگر اسماعیل اپنے سامنے ٹیب رکھے، ہاتھ میں چائے کا کپ پکڑے، ٹیب پہ کچھ پڑھ رہا تھا۔

جیسے ہی فرحین اپنے ناشتے کی ٹرے لیکر اس کے پاس بیٹھی، اسماعیل نے ٹیب اس کے سامنے کیا۔ نہ جانے دونوں کس بارے میں بات کر رہے تھے۔

جیسے ہی اسماعیل کچن سے نکلا، ارسلہ کا دل بھی اچھٹ گیا۔ پراٹھا وہ کب کا ختم کر چکی تھی۔ صرف وہاں رکنے کے لیے اس نے تب سے دہی کی پیالی ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

احساس جرم نے اس کو پھر سے اپنے حصار میں لیا کہ انجانے میں وہ کتنا بڑا نقصان کرنے والی تھی۔,, اگر وہ خدانخواستہ اس کے گردے کی بجائے فائلر کو اس کے دل پہ کھونپ دیتی تو؟"

کیونکہ اپنی طرف سے تو وہ پورے ارادے سے اس کو مارنے پہ ہی ڈٹی تھی۔ شکر ہے فائلر کی جگہ اس کے ہاتھ چھری نہیں تھی، یا کوئی پسٹل نہیں تھا۔ ورنہ اتنا پیارا شخص اس وقت ان کے درمیان نہ ہوتا۔

وہ بہنوں سے ان کا بھائی چھینے جا رہی تھی۔ قتل تو قتل ہوتا ہے، چاہے انجانے میں کیا جائے یا جان بوجھ کر۔

ٹیپو نے بھی تو نیت کر کے سعود کو نہیں مارا، وہ بس مر گیا۔ مگر ٹیپو تو سزا کاٹ رہا ہے نا، میرا جرم تو ٹیپو کے مقابلے میں بہت بڑا ہے۔

اس کو اندازہ نہیں ہوا کہ وہ اسماعیل کے آفس کی جانب جا رہی ہے۔ دروازے کے سامنے پہنچ کر بغیر دستک دیے اندر آئی۔

دروازہ کھلا ہوا تھا، مگر اسماعیل کمرے میں موجود نہیں تھا۔

وہ بد دل ہو کر باہر نکل آئی۔ مگر گھاس میں اگے چھوٹے سے ڈیزی پہ نگاہ پڑتے ہی اس کے قدم رک گئے۔

ارسلہ وہیں نیچے پنجوں کے بل بیٹھ کر سفید پتیوں کے بیچ میں گہرے پیلے رنگ کے بور والے چھوٹے سے ڈیزی کو غور سے دیکھنے لگی۔ پھول کی لمبائی گھاس جتنی ہی تھی۔اس نے بہت آہستہ ہاتھوں سے پھول کی ڈنڈی توڑی اور واپس اسماعیل کے آفس میں آئی۔

ڈیسک کے اوپر تھوڑی سی جگہ صاف کر کے ایک صاف کاغذ لیا، اس کے اوپر پین سے ,,سوری،، لکھا، پھر اس کاغذ کو درمیان میں فولڈ کر کے ڈیزی کے اوپر رکھ کر کمرے سے نکل آئی۔

دوپہر میں اس کا فرحین کے ساتھ سیشن ہوا۔اس کو حیرت تھی کہ فرحین کیوں اس کو کھوج نہیں رہی ہے۔ یہاں وہ تھیرپی کے لیے لائی گئی ہے، مگر تھیرپی تو کہیں نہیں ہو رہی ہے۔ فرحین نے ایک دفعہ بھی اس سے کوئی پرسنل سوال نہیں کیا۔ سعود کا ذکر تک نہیں کیا۔ بس اس کی خیرت پوچھتی، ,,دل لگ گیا

ہے؟کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے؟''وغیرہ وغیرہ باتیں پوچھتی۔اصل بات کی جانب آتی ہی نہیں تھی۔

ابھی بھی اس نے بس ادھر ادھر کے سوالوں کے درمیان پوچھا،,,تمہارے سر کا درد کیسا ہے؟''

سر کا درد جوں کا توں تھا۔سر پہ کہیں کہیں تو جلد اتنی نرم ہو گئی تھی کہ ہاتھ لگانے پہ محسوس ہوتا جیسے جیلی ہو۔تکیہ اتنا سخت تھا کہ سر مزید دکھنے لگتا۔مگر یہ سب اس نے فرحین کو نہیں بتایا۔

اس کے باوجود جب رات کو واش روم کر کے وہ سونے کے لیے لیٹنے لگی تو نیا تکیہ دیکھ کر مایہسے پوچھا،,,یہ کہاں سے آیا ہے؟''

مایہ اپنے بالوں میں برش پھیرتے ہوئے لاپروائی سے بولی،,,وہ کام والی باجی رکھ کر گئی ہے۔''

''کب؟,,

"ابھی ابھی رکھ کر گئی ہے۔„

ارسلہ جلدی میں کمرے سے نکلی اور سیڑھیوں کی جانب جاتی باجی کو آواز دے کر روکا۔

وہ رک گئی، ارسلہ تیز تیز چلتی اس تک پہنچی اور پھولی ہوئی سانس کے درمیان

"پوچھا، „ باجی، آپ کو میرا تکیہ بدلنے کا کس نے کہا ہے؟

"کیوں، تمہیں نیا تکیہ پسند نہیں آیا؟„

باجی کو جواب دیتے ہوئے بولی، „ ارے نہیں بس بتا دیں نا، کیا ڈاکٹر فرحین نے "بھیجا ہے؟

" باجی بولی، „ نہیں، نہیں، یہ سر اسماعیل نے دیا تھا۔

ارسلہ کے دل نے ایک دم سے کلا بازی کھائی۔

جی ٹھیک کہہ کر اپنے مدھم لہجے پر دھڑکتے دل پہ اپنا سیدھا ہاتھ رکھا اور اپنے کمرے میں آ گئی۔

پہلے تو کتنی دیر اس تکیے کو دیکھتی رہی، پھر ہاتھ پھیر کر اس کو محسوس کیا۔اور جب مایھنے بتی بند کردی تو ارسلہ نے لیٹ کر جیسے ہی تکیے پہ سر رکھا، سر اندر ہی گھس گیا۔ تکیہ حد سے زیادہ نرم تھا، ...

جس کی وجہ سے اس رات ارسلہ کے سر میں نیند کے دوران درد نہیں ہوا۔

یہ سلسلہ اگلا پورا ہفتہ چلتا رہا۔

تبدیلی صرف یہ ہوئی کہ وہ اس کے آفس میں پھول رکھنے تب جاتی جب وہ سب کے ساتھ ناشتہ کر رہا ہوتا تھا۔

پہلے دن تو وہ بائے چانس فجر کی پہلی صف میں شامل ہوئی تھی۔اب تو اس نے اپنا آلارم ہی سب سے بیس منٹ پہلے کا سیٹ کیا ہوتا تھا۔وہ ہر روز پہلی صف میں اماں کے ساتھ ہوتی۔

مایھکو اس کا سب سے پہلے جانا ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا، کیونکہ اس کی وجہ سے مایھکی آنکھ بھی بیس منٹ پہلے کھل جاتی تھی اور ناچار اس کو اٹھنا پڑتا تھا۔

جب بھی وہ ڈیزی رکھنے جاتی، ہر دفعہ کاغذ پہ ایک نیا لفظ لکھ کر وہاں رکھ آتی۔

پہلے دن ,,سوری،، لکھا تھا۔ تکیہ ملنے کے بعد اس کو لگا اس کی معذرت قبول کر لی گئی ہے۔

اگلے دن اس نے جو لفظ لکھا وہ تھا، ,,بھروسہ،،۔

تیرے دن لکھا، ,,امید،،۔

پھر، ,,دوستی،،۔

وہ میز پہ رکھے کاغذوں کے ڈھیر میں اپنا کاغذ ڈھونڈنے کی کوشش ہر دفعہ کرتی، مگر کل والا کاغذ نہ ملتا۔

****

رستم کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے آواز لگائی، مگر یہ کیا، وہاں پہ نہ مہرداد تو کیا رستم بھی موجود نہیں تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

امانت اپنی والدہ کو گھر پہ چھوڑنے کے بعد پرانی سی کھیسی کو اوڑھے، دونوں ہاتھ بگلوں میں دبائے مارول کو کمرے میں لے جانے کی کوشش کر رہا تھا۔

زکریا نے اس سے پوچھا۔

"امانت؟"

"جی بھائی۔"

"یہ رستم کہاں ہے؟"

امانت نے منہ سے جواب دینے کی بجائے اپنے کھیسی میں چھپے سر اور آدھے ننگے چہرے کو حویلی کے پچھلی جانب اشارہ کیا۔

زکریا اس طرف چل پڑا۔

درمیان میں آنے والی دیوار پہ لگا لوہے کا چھوٹا سا گیٹ کھول کر وہ ایک کھلے سے احاطے میں داخل ہوا۔ یہ بڑا سا صحن حویلی کے بالکل برعکس صاف ستھرا تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

آدھے صحن میں ٹائلیں لگی ہوئی تھیں، اور باقی آدھے میں پودے لگے ہوئے تھے۔ روائیتی انداز میں برامدہ اور اس کے بعد تین کمرے برامدے پہ، باہر صحن کی جانب بلب لگا ہوا تھا، جس کی روشنی پورے صحن میں جا رہی تھی۔

زکریا متوازن قدموں سے برامدے تک آیا، اب تجسس سوا ہو چکا تھا کہ رستم تو یہاں بھی نظر نہیں آ رہا۔

دو کمروں کو باہر سے لاک لگا ہوا تھا۔ ایک کمرے کا دروازہ نیم وا تھا۔

اس دروازے کو پوری طرح کھولتے ہوئے، ساتھ ہی اس نے اپنا ایک ہاتھ دیوار پہ لگے سوئچ بورڈ کی جانب بڑھایا۔

جیسے ہی اس نے دو بٹن ایک ساتھ دبائے، پورا کمرہ روشنی سے نہا گیا۔

سامنے نظر آنے والا منظر یہ تھا کہ کمرے کے ایک کونے میں بچھی لال پاوے والی بڑی سی چار پائی کے اوپر نیا نکور نستر بچا ہوا تھا، اور اس بستر پہ مہر داد صاحب گدھے گھوڑے، کھچر سب کو بیچ کر خوابوں کی دنیا میں گھوم رہے تھے۔ اور رستم کمرے کے قالین کے اوپر بیٹھا سو رہا تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا کے منہ سے بے اختیار ایک پنجابی لائن ادا ہوئی۔

"واہ او چنا من گیا میں تینوں۔۔۔"

رستم کی نیند خراب نہ کرنے کی نیت سے وہ خاموشی سے چارپائی کے پاس آیا اور کھینچ کر مہرداد کی رضائی اتار کر فرش پہ رکھ دی۔

مہرداد آنکھیں مسلتا، اسی وقت اس کو گھورتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"کیا تکلیف ہے؟"

"تمہیں میں رستم کی نگرانی چھوڑ کر گیا تھا، تم نے اس کو بھی سلا دیا ہے۔"

"نہیں تو تم نے ہم سے رات قوالی کروانی تھی؟ رضائی ادھر دو ٹھنڈ لگ رہی ہے۔"

"میں تمہیں لینے آیا ہوں۔"

"اگر شادی کی پہلی رات ہی اپنی یاداشت کھو بیٹھے ہو، تو میں تمہیں یاد کروا دوں۔ میں پہلے ہی تمہارے ہی ڈیرے پر ہوں۔

NEELAM RIASAT NOVELS

مہرداد پوری طرح آنکھیں کھول کر بولا۔

زکریا کی درخواست پہ، مہرداد اکتائی لہجے میں بولا: جایار، اس وقت مجھے تمہاری"
شکل ایکسٹرا منحوس لگ رہی ہے، لہذا مجھے نیند پوری کرنے دو۔ دن کے وقت
بات کرنا۔"

مہرداد نے جھک کر خود ہی رضائی اٹھا کر ایک دفعہ پھر اوڑھ لی۔

ابھی وہ لیٹا ہی تھا کہ زکریا نے پھر رضائی کھینچ کر نیچے پھینک دی۔

اس دفعہ مہرداد نے اٹھ کر خونخوار نظروں سے زکریا کو دیکھا۔

مہرداد کے تاثرات ایسے تھے جیسے زکریا کا قتل ہی کر دے گا۔

زکریا رستم کے اپنی طرف اٹھے سر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے بولا۔

مجھے ایمرجنسی میں لاہور جانا ہے، اور تم میرے ساتھ چل رہے ہو۔ کیونکہ"
میں شہر کے اندر نہیں جا سکوں گا۔ شہر کے اندر تم جاوگے اور جس کام کے لیے
جا رہے ہیں وہ کامیابی سے کر کے آوگے۔"

مہرداد چڑ کر بولا

تم میرے باپ ہو جو مجھ پہ یوں حکم چلا رہے ہو؟ایک علاقہ میری عزت کرتا,, ہے۔مجھے دیکھ کر مجرموں کی پتلونیں گیلی ہو جاتی ہیں۔لوگ ترستے ہیں کہ میں ان کو اپنی خدمت کا موقع دوں۔اور ایک تم جنگلی جانور ہو،رات کا یہاں چھوڑ گئے کہ تمہارے گھوڑے کے ساتھ اصطبل میں رہوں۔ایک دفعہ جھوٹے منہ نہ پانی پوچھا نہ دودھ،اب اگر میں نے خود اپنے زور بازو پہ بستر بچا کر نیند لینے کا انتظام کر ہی لیا ہے تو اب پھر موت کا فرشتہ بن کے نازل ہو گئے ہو۔تمہاری بیوی تمہیں ایک رات بھی برداشت نہیں کر پائی،منہ اٹھا کر میرا سر کھانے آگئے ہو۔''

زکریا نے رستم کی رسی کھینچ کر اس کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔جیسے ہی رستم پورے قد سے کھڑا ہوا،زکریا مہرداد سے بول۔

''اگر تمہارے بے نام دکھڑے ختم ہو گئے ہوں تو چلیں؟,,

مہرداد نے ہمدردی سے اس کو دیکھ کر کہا۔

اوتینو کی پئوں (چکر) چڑھے نے؟ ساری رات تم کبھی گھر، کبھی ڈیرے پہ،،

''جان کو کہیں سکون کیوں نہیں ہے؟

''میں تمہاری طرح فارغ انسان نہیں ہوں، مجھے سو کام ہیں۔،،

مہرداد کی آنکھیں کسی حد تک کھل گئیں تھیں، کہنے لگا۔

''ہاں بھئی، چاروں صوبوں کی حکومت آپ جناب ہی تو چلا رہے ہیں۔،،

لعنت بھیج سیاست پر، میں تو اپنے طور پہ اس سے زیافہ کر لوں جتنا یہ کھا کر،،

''حرام کر دیتے ہیں۔ شاباش، چلو آو، راستے میں سو جانا گاڑی میں چلا لوں گا۔

مہرداد چارپائی سے اٹھتے ہوئے بولا۔

گاڑی چلا کر میرے پہ کوئی احسان نہیں کرو گے۔ احسان میں کر رہا ہوں، نرم،،

''گرم بستر چھوڑ کر آدھی رات کو خوار ہونے کے لئے جا رہا ہوں۔

NEELAM RIASAT NOVELS

احسان والی بات پہ زکریا تڑپ کر کہنے لگا:

,,ہاں ہاں، میں تو تم سے افریقہ کے دریاؤں سے سونا نکالنے کا کام لینے والا ہوں۔ کیا میں منہ دھو سکتا ہوں کہ اس پہ پابندی ہے؟''

منہ دھو کر کیا کرنا ہے؟ ہم کون سا تمہارے ولیمے پہ جا رہے ہیں؟ گاڑی میں تم,, نے سونا ہی ہے۔''

مہرداد بڑبڑاتا ہوا اس کے ساتھ چل پڑا۔

زکریا نے رستم کی رسی چارپائی کے بازو کے ساتھ باندھ دی، اور باہر آ کر امانت کو کہا۔

''تم اندر رستم کے پاس ہی سو جاو، اتنی سردی میں اس کو باہر نہیں نکالنا۔,,

مہرداد کی زبان چپ نہ رہ سکی۔

رستم انسان کا نومولود بچا نہیں ہے جس کو باہر نکالنے سے ٹھنڈ لگ جائے گی۔,,

وہ پہلے سے ٹھیک نہیں ہے۔ ابھی وہاں کمرے میں گرمائی ہو رہی ہے۔ باہر نکل

کر اپنے کمرے تک جاتے جاتے اس کا وجود ٹھنڈ محسوس کر سکتا ہے۔اور میرے لئے وہ نو مولود بچے جیسا ہی ہے۔"

ڈیرے سے باہر آکر زکریا نے مہرداد کی گاڑی کی ڈرائیور سیٹ سنبھال لی۔مہرداد نے اس کے برابر بیٹھتے ہی سیٹ پیچھے کو گرا لی۔

زکریا نے منہ میں سفر کی دعا پڑھ کر گاڑی کا انجن آن کیا۔ساتھ ہی ہیڈ لائیٹس جل گئیں،خاموش پر سکون ماحول میں تیز روشنی حویلی کے گیٹ اور دیواروں کو نہا دیا۔

زکریا نے گاڑی موڑ کر منزل کو جاتے راستے کی جانب ڈالی،ساتھ ہی ڈیش بورڈ پہ رکھا پولیس سائرن کا نیلا سائن اٹھا کر گاڑی کی چھت پہ رکھ دیا۔

بالکل ہلکی سی سپیڈ پہ وہ ڈیرے کو پیچھے چھوڑ کر بیرونی گیٹ تک پہنچا۔وہاں پہ اس کا چوکیدار اس سے ہدایت لینے کے لئے اپنے کمرے سے نکل آیا۔

زکریا نے شیشہ نیچے کیا:

"خان،آج کل ڈیوٹی تھوڑی سخت کرنی پڑے گی۔پھر انشاءاللہ حالات واپس

روٹین پر آجائیں گے۔ مصطفی سے میں نے کہا تھا اپنا ایک گارڈ بھیج دے، کیا وہ آگیا ہے؟"

جی صاحب، شام کو ہی آگیا تھا۔ میں نے اپنے بھائی کو بھی بلایا ہوا ہے۔ ابھی وہ دونوں سیکیورٹی کی چکر لگانے نکلے ہوئے ہیں۔ میں صبح شام سب سی سی ٹی وی کیمرے کی ریکارڈنگ خود چیک کرتا ہوں۔ باقی جتنے راستے قریبی گاؤں سے ہو کر ہماری طرف آتے ہیں، ہر گاؤں میں اپنا آدمی ہے جو ریکی کرتا ہے۔ جیسے ہی وہ کوئی نئی گاڑیاں یا لوگ دیکھے گا، وہ مجھے فون کرے گا۔"

"شاباش ہے خان، اللہ تمہاری حفاظت کرے۔"

میرا صاحب تم بہت مہربان آدمی ہو۔ تم مجھے جو تنخواہ دیتے ہو وہ اس رقم کا دو سو فیصد ہے جو بنک والے مجھے دیتے تھے۔ میرے گھر والے اب کسی چیز کے لیے ترستے نہیں ہیں۔ میرے گھر میں دودھ، دانہ، سب کچھ موجود ہوتا ہے۔ میں تمہارا ملازم ہوں، مگر میں تمہارا بہت احسان مند بھی ہوں۔"

مہرداد دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے، آنکھیں میچے نیم دراز تھا۔

ایک دم بولا:

,,ہاں ہاں، خان سمجھ آگیا ہے۔ یہ تمہیں تعریفیں کرنے کے پیسے زیادہ دیتا ہے۔''

خان ہنس پڑا۔

زکریا نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلایا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔

مہرداد نے گاڑی کا ساونڈ سسٹم آن کیا، اس کے ساتھ اپنا فون کنیکٹ کرتے ہوئے نور جہاں کا ری میکس لگا دیا۔

جیسے ہی چھنکار گاڑی میں گونجی، زکریا نے ادھر ہی اس کا گلا گھونٹ دیا۔

مہرداد نے اس کو گھورا۔

یہ کیوں بند کیا ہے؟ اتنے پرسکون ماحول میں اللہ کا نام لو۔ اتنا صبح میں اتنا تیز,, میوزک نہیں برداشت کرسکتا۔ بابا جی، جو رونے والے کلام آپ لگانا چاہتے ہیں، وہ میرا دماغ کھاتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے، میں کچھ نیا لگا دیتا ہوں۔''

زکریا نے مہرداد کا فون اس کے ہاتھ سے لیکر اس پہ یوٹیوب میں ٹائپ کرنا شروع کیا۔

تھوڑی دیر بعد کار میں عطااللہ عیسی خیلوی کہہ رہے تھے۔

تیڈا از کر دیوانہ کرے''

رند دا رند میخانہ کرے

او پلا آج پیار دا پیالہ

ساقی رئیس زمانہ کرے

نکی جئی گل توڑ سدیں

ڈھولا تیری کمال اے

دیکھا ناراض نہ تھی

''میڈی باہو مجال اے

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا کا سارا فوکس سامنے راستے پہ تھا، نظریں سکرین سے جُڑی ہوئی تھیں، کیونکہ ابھی بھی گاڑی کی سپیڈ زیادہ تیز نہیں تھی، اس لیے ایک ہاتھ گیئر سٹک پہ رکھے، صرف ایک ہاتھ سے سٹیرنگ کر رہا تھا۔

مہرداد آرام سے آنکھیں موندھے، نیم دراز لیٹا ہوا تھا۔

جیسے ہی گاڑی کی روشنی پڑتی ارد گرد کے کھیتوں میں، کہیں کہیں گیدڑ کی آنکھیں لائٹ سے چمکتی تھیں۔

ان کو سڑک تک پہنچنے میں عطااللہ کے تین گانے لگے۔

جیسے ہی اس نے گاڑی لاہور کی سڑک پہ ڈالی، عطااللہ کہہ رہے تھے:

,,وے میں ہجر فراق تو واقف ہاں

تے ہن جگر چ درد ہزاراں

کنڈیاں تے ٹر کے آئے

تیڈے کول پیروانے

NEELAM RIASAT NOVELS

اگے تیری مرضی ڈھولن

''تو جانے یا نہ جانے

مہرداد ایک دم میوزک کی آواز اونچی کرتے ہوئے، عطااللہ صاحب کو داد دیتے ہوئے بولا:

,,واہ او لالا، تیرے کیا کہنے۔۔۔

تینوں مرض کیہڑا ڈسیے جد سڑ گیا نصیبا

ساڈا سینہ زخمی زخمی تو ویکھ لے طبیبا

کجھ پھٹ اساں ڈے تازے، کجھ پھٹ نے بہوں پرانے

''کنڈیاں تے ٹُر کے آئے، کنڈیاں تے ٹُر کے آئے

زکریا کی نظر اپنے الٹے ہاتھ کی تیسری انگلی پہ موجود انگوٹھی پہ پڑی تو چند سیکنڈ کے لیے نظر وہاں سے ہٹنا بھول گئی۔

اس نے ہاتھ کو سٹیرنگ پہ رکھ کر غور سے دیکھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

عطااللہ کے الفاظ اس کے دل سے نکل رہے تھے:

,,ساڈے نال زندگی نے کیتے عجب تماشے

ساڈے دل دا چین لٹیا

اساں ٹر دے پھر دے لاشے

ساڈا بھار کس نے چاوناں

ساڈے درد کس ونڈانے

''کنڈیاں تے ٹر کے آئے

اس کا چہرہ لال ہو رہا تھا، اور ایکسلیٹر پہ پاؤں کا وزن بڑھتا جا رہا تھا۔ گاڑی کی سپیڈ ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔

یہ حصہ بھی میں نے پروف ریڈ کر کے درست کر دیا ہے، جملے، وقفے، اور اردو علامات کی درستگی کے ساتھ، تاکہ پڑھنے میں روانی ہو:

مہرداد نے اپنا فون اُٹھایا اور گانا بدل دیا۔

زکریا نے چونک کر اس کو دیکھا، جو کہنے لگا:

,,بھائی، مجھے زندگی سے بہت پیار ہے۔ تم گانے میں گھس کر گاڑی کو ہوائی جہاز سمجھ کر اُڑا رہے ہو۔ سپیڈ دیکھو، سو سے اوپر جا رہی ہے۔''

زکریا کی نگاہ سپیڈ ڈائل پہ پڑی، تو اس کے اوپر کو اُٹھنے والے بھنویں اس بات کے گواہ تھے کہ اس کو اندازہ نہیں تھا کہ گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک بڑھ گئی ہے۔ اگلے پل سپیڈ ڈائل کی سوئی آہستہ آہستہ نیچے آتے آتے اسی کے پاس رک گئی۔

مہرداد نے سنجیدگی سے پوچھا:

'',,کہاں جا رہے ہیں؟

زکریا نے سامنے دیکھتے ہوئے جواب دیا:

'',,اڈریس میں نے تمہارے فون پہ ٹیکسٹ کر دیا ہوا ہے۔

مہرداد نے جیبیں ٹٹول کر فون ڈھونڈ کر نکالا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ٹیکسٹ پڑھنے کے بعد پوچھا:

"یہاں کیا لینے جا رہے ہیں؟"

یہاں پہ کچھ خواتین ہیں، جن کو اپنے ساتھ لانا ہے۔ یہ کام تم کرو گے، میں گھر"
"پہ نہیں جاوں گا۔

"تم کیوں نہیں جاو گے؟"

کیونکہ میرے سامنے بہت ڈرامہ ہو گا، اور ہمارے پاس اس کا وقت نہیں"
"ہے۔

"خواتین کون ہیں؟"

تم دیکھ کر پہچان جاو گے۔ بس اتنا یاد رہے، میں تم پہ ایسے اعتماد کرتا ہوں جیسے"
اپنے باپ جائے پہ کرتا۔ میری عزت تمہاری عزت ہے، اور تمہاری عزت
"میری عزت ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

مہر داد نے اس کے بازو پہ ہاتھ مارا:

,,گانے کے بول تمہیں زیادہ ہی جذباتی کر گئے ہیں۔ اگر رونا آرہا ہے تو میرا کندھا حاضر ہے، بس اپنی ناک نہ میرے کندھے پہ رگڑنا۔ ویسے تو گاڑی میں ٹشو بھی موجود ہیں۔''

زکریا واقعی میں اس وقت بہت زیادہ جذباتی محسوس کر رہا تھا۔ زندگی نے بھی تو کہاں سے اٹھایا، پھر کہاں کہاں اور کیسے کیسے پٹخ تھا۔ جب وجود نیل نیل ہو تو کبھی کبھی اچانک سے درد کی ٹیس سارے وجود، ہر رگ و جان کو جکڑ لیتی ہے۔ انسان سوائے ہار ماننے کے اور کچھ نہیں کر سکتا ہے۔

اسی پل اس کے فون پہ میسج کی بیل بجی۔

جھولی میں سے فون اُٹھا کر اس نے آنے والا پیغام کھولا۔ نیا نمبر تھا، جو پہلے سے اس کے فون میں محفوظ نہیں تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ جان گیا کہ یہ نمبر کس کا ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس کی بیوی نے اس کو لکھ کر بھیجا تھا۔

''گاڑی دھیان سے چلانا۔''

زکریا کی حالت اس انسان کی سی تھی جو سمندر کی لہروں سے لڑ لڑ کر ادھر اُدھر گرتا پڑتا ایک دم سے ساحل پہ آ گرا ہو اور کب سے سانس کو لڑنے والا منہ کھول کھول کر آکسیجن کو اندر کھینچ کر اپنے پھیپھڑوں میں بھر رہا ہو۔ اس پیغام پہ زکریا کا ہاتھ سٹیرنگ پہ ڈھیلا پڑا، گاڑی ہلکا سا ڈولی۔

مہر داد نے اس کی کلاس لگا دی۔

''زکریا، تم ہم دونوں کو مرواؤ گے۔''

زکریا نے جیسے صفائی دی۔

''بتول کا میسج ہے۔''

تو؟ اب اسی خوشی میں ایکسیڈنٹ کروالینا ہے؟ گاڑی سائیڈ پہ روکو، تم گاڑی''

''نہیں چلاؤ گے۔

''پھر نہیں ہو گا۔ میں فون جیب میں رکھ دیتا ہوں۔''

ابھی اس نے جیب کی جانب ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ پھر سے بیل بجی۔اس کا ہاتھ وہیں سے مڑ آیا، سکرین نظروں کے سامنے کی۔

مہر داد نے پیغام پڑھنے سے پہلے ہی چیل کر طرح جھپاٹا مار کر فون اس کے ہاتھ سے چھین لیا۔

زکریا نے گاڑی کی سپیڈ کم کرنا شروع کی اور باآخر سڑک سے اتار کر روک دی۔

وہ اپنی جانب سے نکلا، مہر داد اس کو گھورتے ہوئے جا کر ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھ گیا، ساتھ ہی فون زکریا کی گود میں پھینک کر گاڑی آگے بڑھادی۔

زکریا نے سب سے پہلے تو سیٹ کو اوپر کیا، پھر اپنا فون کھولا

’’میں بتول ہوں۔،،

زکریا نے تیزی سے جواب دیا۔

’’جی، جانتا ہوں۔،،

NEELAM RIASAT NOVELS

ساتھ ہی پوچھ لیا۔

''آپ ابھی تک جاگ کیوں رہی ہیں؟،،

مہرداد سر تاسف سے ہلاتے ہوئے بولا۔

کمینے، مجھے اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آرہا ہے کہ یہ تم ہو۔میں جو ایک لڑکی،، کے عشق میں گوڈے گوڈے ڈوبا ہوا ہوں، ایسی حالت تو میری نہیں کبھی ہوئی جو چند گھنٹے کی شادی نے تمہاری کر دی ہے۔مجھے سچ سچ بتا، کیا تم بھابھی کو نکاح سے پہلے سے پسند کرتے تھے؟ یہ حالات کی مجبوری سے نکاح کرنے کا ڈرامہ کیا ہے؟''

زکریا نے جواب دیا۔

تمہاری بات ٹھیک ہے، میں نے حالات کی مجبوری میں نکاح نہیں کیا ہے،،، میں اس کو اس پل سے پسند کرنے لگا ہوں جس پل اس نے مجھے شادی کے لیے کہا تھا۔تو ہاں، تم کہہ سکتے ہو۔میری شادی پسند کی شادی ہے، مجبوری کی شادی نہیں ہے۔کیونکہ ہم دونوں نے نکاح کرنے سے پہلے تمام باتیں کھول کر کر لی

NEELAM RIASAT NOVELS

تھیں۔میں نے اس چیز کو واضح کر دیا تھا کہ یہ نہ سمجھا جائے یہ وقتی تعلق ہے،
کل کو ختم ہو سکتا ہے،اور میری ایک ہی شرط تھی کہ دونوں فریق شادی میں
"ایک دوسرے کے حقوق و فرائض کا احترام کریں گے۔

مہر داد نے مسکرا کر کہا۔

آئی مسٹ سے آئی ایم ایمپریسڈ۔کسی بھی تعلق میں کمیونیکیشن بہت اہم "
کردار ادا کرتا ہے۔جتنا آپ کھل کر اپنی بات کر لیتے ہو اور اگلے کی سنتے ہو،اتنی
"ہی غلط فہمیاں کم ہوتی ہیں۔

زکریا کے فون پہ میسج آیا۔وہ مہر داد کو اگنور کر کے فون کی جانب متوجہ ہو گیا۔

زکریا، تمہیں وہ سحر ملک یاد ہے؟جس نے لاہور سے نکلنے میں میری مدد کی"
"تھی؟

بتول کے کیے جانے والے سوال پہ زکریا نے جواب لکھا۔

"اس وقت اس کی یاد کیسے آگئی ہے؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

جواب آیا۔

"کیونکہ اس نے تمہارے لیے ایک پیغام دیا تھا، جو مجھے دینا یاد نہیں رہا۔"

زکریا کی انگلیوں نے تیزی سے ٹائپ کیا۔

"کیسا پیغام؟"

"اس نے کہا تھا کہ میں تمہیں یہ بتاؤں، تم اس کو بہت زیادہ پسند آئے ہو۔"

زکریا نے نفی میں سر ہلا کر جواب میں لکھا۔

استغفر اللہ۔ بتانے کا بہت شکریہ، میں ہمیشہ یاد رکھوں گا کہ بلال کی بات مان"

"کر ان کے گھر دوبارہ کبھی نہ جاؤں۔

بتول نے لکھا۔

"ایسا تو نہ کہو۔ اس نے ہماری مدد کی تھی۔"

اس نے لکھا۔

"جی۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول کہنے لگی۔

"تم اس بات کو ایک کمپلیمنٹ کے طور پر بھی لے سکتے ہو۔ منفی مت سوچو۔"

زکریا مسکراتے ہوئے لکھنے لگا۔

میں شکر گزار ہوں کہ آپ کرمنل ڈیفنس میں نہیں ہیں، ورنہ ہر کوئی آپ کو"

"اپنے جیسا معصوم لگے۔

بتول نے ہنسی والی ایموجی کے ساتھ کہا۔

"ابو بھی یہی کہتے ہیں۔"

کہتے کہتے جہاں زکریا کے لب سنجیدہ ہوئے، وہیں بتول بھی کتنی دیر تک مزید کچھ نہ بولی۔

سکرین کھلی ہوئی تھی۔ فون ہاتھ میں لیے وہ ونڈ اسکرین کے پار دیکھنے لگا۔

گاڑی متوازن اسپیڈ کے ساتھ فاصلہ کھاتی جارہی تھی۔ زیادہ تر سڑک پہ ٹرک آ جارہے تھے، جوان کی نیلی بتی کی وجہ سے آسانی سے راستہ دیتے جارہے تھے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

مہرداد گانے کی دھن پہ سر کو ہلاتے ہوئے، دونوں ہاتھ اسٹیئرنگ پہ جمائے گاڑی چلا رہا تھا۔

ٹون کی آواز پہ زکریا کی نظریں واپس فون کی اسکرین پہ جم گئیں۔

"خیر، ایک سوال پوچھوں؟"

زکریا نے کہا۔

"ہاں جی؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے، آج ابو خوش ہوں گے؟"

وہ اس کا اشارہ سمجھ گیا تھا، مگر پھر بھی انجان بن کر پوچھنے لگا۔

"کس بات پہ؟"

بتول نے لکھا۔

میں نے ان کے جگر گوشے سے شادی جو کرلی ہے۔ وہ بہت خوش ہوں گے۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا کا چہرہ سنجیدہ ہی تھا، مگر ہاتھ کانپ رہا تھا۔اس نے جواب میں لکھا۔

"ان کا جگر گوشہ تو آپ ہیں۔میں تو خادم ہوں۔"

بتول نے کہا۔

میں ان کی جان ہوں،ان کے دل کا ٹکڑا ہوں، مگر زکریا علی خان ان کا جگر" گوشہ ہے، جس سے وہ بہت پیار کرتے ہیں، جس کو ملے بغیر ان کا مہینہ نہیں گزرتا تھا۔اگر وہ ملنے نہ آتا تو وہ خود اس کو ملنے چلے جاتے۔جس کی تعریفیں کر کر کے ان کا جی نہیں بھرتا تھا، یہاں تک کہ اپنے بہن بھائیوں کے سامنے بھی کہہ دیتے، میرا زکریا بہت محنتی لڑکا ہے۔زکریا ایک وقت میں بہت سے کام کر رہا "ہوتا ہے۔وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔

زکریا نے سرخ ہوتی آنکھوں سے لکھ بھیجا۔

"کیا آپ کو یہ بات بری لگتی تھی؟"

"ابو کے سامنے تو میں ایسے ہی رد عمل دیتی تھی کہ مجھے ان کا تم سے اتنا پیار ایک آنکھ نہیں بھاتا، مگر اکیلے میں مجھے تم دونوں کا تعلق بہت کیوٹ لگتا تھا۔ خاص کر جب ان کو ہائی بلڈ پریشر کی شکایت ہوئی۔ رات کو انہوں نے تمہیں بتایا اور صبح چھ بجے تم ہمارے گھر پہ تھے۔ ضد کر کے ان کو ڈاکٹر کے پاس لے کر گئے، سارے ٹیسٹ کروائے۔ اس دن مجھے احساس ہوا کہ میرے علاوہ بھی کوئی ہے جو میرے ابو کا اتنا خیال کرتا ہے۔"

زکریا نے جواب میں لکھا۔

"میں ڈر گیا تھا، کیونکہ انہی دنوں کسی جاننے والے کا بلڈ پریشر شوٹ ہونے کی وجہ سے برین ہیمرج ہوا تھا۔ مجھے اس رات ٹینشن سے نیند نہیں آئی۔"

بتول کا جواب پھر سے غم کی غمازی کر رہا تھا۔

"دیکھو، ہم ان کی صحت کی فکر کرتے رہ گئے، وہ پھر بھی ہمیں اچانک چھوڑ گئے۔"

زکریا نے وہی لکھا جو وہ محسوس کر رہا تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

"انسان بہت بے بس ہے۔"

تھوڑی دیر دونوں خاموش رہے۔

پھر زکریا نے ٹائپ کر بھیجا۔

"کیا نیند نہیں آرہی ہے؟"

فوراً جواب آیا۔

"نہیں، البتہ چارلی اور پاگاں مقابلے پہ خراٹے مار رہے ہیں۔"

زکریا مسکرایا۔

مہرداد نے ایک ترچھی نظر ڈال کر کہا۔

"میسنے کمینے، میں تیری مسکراہٹیں دیکھ رہا ہوں۔"

زکریا نے دھیمے سے قہقہہ مارا۔

ساتھ ہی بتول کو بتایا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

مہرداد کو مجھ پہ غصہ آرہا ہے کہ میں کسی ٹین ایجر کی طرح فون سے چمٹا ہوا"

"ہوں، اور اس کو گاڑی چلانی پڑ رہی ہے۔

پہلے تو بتول نے ہنسی والی ایموجی بھیجی، پھر بتانے لگی۔

میرے پاس دو ہی راستے تھے، یا تو میں اکیلی بیٹھ کر پریشان ہوتی رہوں کہ نہ"

جانے تم کہاں ہو، محفوظ ہو یا نہیں۔ الگ الگ وہموں سے بچنے کے لیے تمہیں

"ٹیکسٹ کر رہی ہوں۔ اس طرح کم از کم مجھے فکر تو نہیں ہے نا۔

زکریا نے دل کی دھڑکن مس کی۔

بہت نرم نگاہوں سے بتول کے ٹائپ کیے الفاظ کو دیکھتے ہوئے، اس نے سینے

سے گہری سانس کھینچ کر خارج کی۔

ساتھ ہی لکھنے لگا۔

میرے دماغ میں آپ کے اس اچانک تبدیل ہونے والے رویے کو لے کر"

"ایک سوال اٹھ رہا ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

"کیسا سوال؟"

"جو کچھ آج شام میں آپ نے مجھ سے کہا،اور جو ابھی بولا ہے، میں کنفیوزڈ ہوں۔ کیا پہلے سے کہیں آپ کے دل میں میرے لیے کوئی جگہ تھی؟ کیونکہ جتنا کھل کر آپ نے میری زندگی اور تحفظ کے حوالے سے اپنی فکر دکھائی ہے، اتنا کوئی اچانک سے تو محسوس نہیں کرنے لگتا۔اس لیے پوچھ رہا ہوں۔"

"بتول، کیا آپ اپنے دل میں میرے لیے کوئی جذبات رکھتی رہی ہیں؟"

بتول نے پوچھا۔

"تم یہ سوال کیوں کر رہے ہو؟"

"کیونکہ جو کچھ آپ نے کہا ہے، ایسا تو کوئی محبت کرنے والا کہتا ہو گا نا؟ آپ کا کہا ہر لفظ اظہارِ محبت ہے۔"

بتول کتنی دیر ٹائپ کرتی رہی، پھر اس کا جواب موصول ہوا۔

"مجھے نہیں علم ہے کہ محبت کیا ہوتی ہے، زکریا۔ میں نے آج تک کسی کے ساتھ کوئی وعدے وعید نہیں کیے ہیں۔ میں نے تم سے کہا، حالات کا تقاضہ ہے ہم شادی کر لیں۔ تم نے کہا، تمہاری ایک ہی شرط ہے کہ تم مجھے نہ طلاق دو گے نہ چھوڑو گے۔ اب جبکہ ہم میاں بیوی ہیں، میں ایک طرح سے تمہیں تمہارے الفاظ یاد کروا رہی ہوں۔ کیونکہ چھوڑا صرف طلاق سے نہیں جاتا۔ جب لوگ مر جائیں تب بھی چھوڑ جاتے ہیں۔ اور مجھے گارنٹی چاہیے، تم مجھے چھوڑو گے نہیں، اپنی بات پہ پکے رہو گے۔"

"میں نے تمہارے ساتھ اپنے گھر کی بنیاد رکھی ہے، زکریا، اور مجھے اپنے گھر کی چھت مضبوط چاہیے۔ زکریا، تم میرے اس نئے گھر کی چھت ہو۔ ہو سکتا ہے تمہیں میری باتیں عجیب لگ رہی ہوں۔ ہو سکتا ہے میں بہت زیادہ جذباتی ہو کر سوچ رہی ہوں، مگر میں جو سوچ رہی ہوں یا محسوس کر رہی ہوں، وہ تمہیں بتا رہی ہوں۔ اور مجھے خوشی ہو گی اگر تم بھی ایسا ہی کرو۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

"میری ساری عمر کسی نے میرے پہ اس طرح حق نہیں جتایا ہے۔ مجھے میرے اپنوں نے ایسے چھوڑ دیا جیسے میں ان کے لیے کچھ نہ تھا۔ میں نے سب کی مجبوری کو سمجھا، کسی کو الزام نہیں دیا۔ انہوں نے مجھے چھوڑا، میں نے قبول کر لیا۔ میں ایک انسان ہوں۔ دنیا کے سامنے میں اظہار نہ کروں، مگر تنہائی میں یہ بات مجھے کھاتی ہے کہ میں کسی کے لیے اس قابل نہ تھا کہ کوئی میرے لیے لڑتا۔"

"جو تشنگی میری روح کو گھائل کرتی رہی ہے، بتول، تم نے چند گھنٹے کے تعلق میں اپنے الفاظ اور مطالبے سے میرے برسوں کے اس زخم پہ مرہم رکھ دیا ہے۔"

زکریا نے جتنی تیزی سے یہ لمبا پیراگراف لکھا تھا، اسی تیزی سے ڈیلیٹ کر دیا۔

جس پہ بتول نے سوال بھی کیا کہ ڈیلیٹ کیوں کیا ہے۔

اس نے کوئی جواب نہیں دیا، بس لکھ دیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

"زندگی اللہ کی ہر انسان کی طرح میرا ابھی اپنی زندگی پہ کوئی اختیار نہیں ہے۔ زندگی اللہ کی امانت ہے۔ہاں،اتنا ضرور ہے کہ آج سے میں اپنے اللہ سے یہ دعا کروں گا کہ یا اللہ،میرے نصیب میں کرنا کہ میں اپنی بیوی کے ساتھ ایک لمبی عمر گزار سکوں،اور میری ذات سے آپ کو کبھی کوئی چھوٹا یا بڑا غم نہ ملے۔"

بتول نے جواب میں لکھا۔

"آمین۔شکریہ زکریا۔"

جواب میں اس نے بھی یہی لکھا۔

"شکریہ،بتول جی۔"

بتول ہنس دی۔

زکریا نے خود کو کچھ لکھنے سے روکا۔

بتول نے پوچھ لیا۔

"میرا شکریہ کس لیے ادا کر رہے ہو؟"

زکریا نے سچ بتا دیا۔

مجھے پرپوز کرنے کے لیے شکریہ۔"

مجھ سے شادی کرنے کے لیے شکریہ،

کیونکہ اگر آپ یہ کام نہ کرتیں،

میں خود سے آپ کو پرپوز کرنے کی جسارت کبھی نہ کرتا۔

اگر آپ کی شادی اس الو کے پٹھے سے ہو جاتی،

پھر میں نے تو کبھی شادی نہیں کرنی تھی۔

اب آپ سے بات کر کے مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میری زندگی میں آپ کی

"بہت کمی تھی۔

بتول پانچ منٹ تک خاموش رہی۔

میسج پہ دو نیلے ٹک تھے، جو اس بات کا ثبوت تھے کہ وہ میسج پڑھ چکی ہے۔

وہ سوچ رہا تھا کہ بہت جلدی بہت کچھ بول دیا ہے۔

مگر اگلے پل اس کے فون پہ بتول کی کال آ گئی۔

زکریا ماتھے پہ ہاتھ مارتے ہوئے بڑبڑایا۔

"مارے گئے۔"

کال اٹھا کر فون کان سے لگایا، ساتھ ہی میوزک کی آواز اونچی کر دی۔

جس پہ مہرداد صرف مسکرایا۔

زکریا بولا۔

"جی؟"

بتول کی آواز میں حیرت تھی۔

"زکریا۔۔۔! تم نے ابھی کیا کہا ہے؟"

زکریا بولا۔

"جو میں نے کہا، اور جو آپ نے سمجھا، اس پہ اس وقت بات نہیں ہو سکتی ہے۔"

بتول ڈٹ گئی۔

"زکریا علی خان، اس پہ ابھی اور اسی وقت بات ہو گی۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

مہرداد نے شرارت میں جلدی سے گیری سندھو کا گانا لگا دیا۔

میں کیناتینوں کرداہاں پیار جدوں دساں گا،"

"اک پاسے دل اک پاسے جان رکھاں گا۔

زکریا نے مہرداد کو گھورا، اور دھیمے سے بتول کو کہنے لگا۔

"آپ سمجھ نہیں رہی ہیں، میں فون پہ یہ باتیں نہیں کر سکتا ہوں۔"

تیرے نال چلدے ہوئے ساہاں دی سوں سوہنیے،"

تیرے بنا ہونا نہیں گزارا اُسن سوہنیے۔

تیرے نام دل دی جاگیر ساری رکھاں گا،

"اک پاسے دل اک پاسے جان رکھاں گا۔

تم نے ابھی جو کہا، آج سے پہلے تو کبھی ایسی بات نہیں کہی۔ ہم ایک دوسرے" کو دس سال سے زیادہ پرانا جانتے ہیں۔ تمہارا میرے گھر آنا جانا تھا۔ اتنی بڑی "بات تم ایک دم سے اچانک کیسے کر سکتے ہو؟

"کیونکہ آج آپ میری بیوی ہیں، اس لیے آج میں سارے سچ کہہ سکتا ہوں۔ پہلے نہ میرے میں اتنی جرات تھی، نہ میرا آپ سے کوئی تعلق تھا۔ اگر آپ بھول رہی ہیں تو یاد کروا دوں، میں سر کے حوالے سے آپ کے گھر آتا جاتا تھا۔ اور میں اتنا بے غیرت نہیں ہوں کہ جو لوگ مجھے عزت دیتے ہوں، میں ان کے گھر پہ گندی نظر رکھوں۔"

بتول سوچتے ہوئے پوچھنے لگی۔

"زکریا، کیا یہ بات تمہارے علم میں ہے کہ مدثر سے منگنی سے پہلے ابو نے مجھ سے تمہارے لیے بات کی تھی؟"

زکریا دھیمے سے مسکرایا۔

"ہاں جی، اور آپ نے صاف انکار کر دیا تھا۔ یہ بات میں نے سر سے پہلے ہی کہی تھی کہ آپ نے انکار کرنا ہے۔"

بتول خاموش ہو گئی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا جاننا چاہتا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔

بتول نے پوچھا۔

"تو کیا تم نے ابو سے کہا تھا؟"

"براہ راست تو نہیں کہا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

مطلب یہ کہ میری ایک بیوقوفی کی وجہ سے سر پہ میرا احوال کھل گیا تھا۔"

بتول نے تجسس سے پوچھا۔

"وہ کیسے؟"

"کیا ضروری ہے کہ میں سب کچھ یوں فون پہ ہی بتاؤں؟ گھر آ کر بتادوں گا۔"

"کل کس نے دیکھی ہے، زکریا؟ مجھے ابھی جاننا ہے۔"

"مہرداد، گاڑی روک۔"

زکریا کی بات پہ مہرداد نے اسے یوں دیکھا جیسے زکریا کے سینگ نکلے ہوں۔

زکریا نے دوبارہ کہا۔

"میری شکل کیا دیکھ رہا ہے یار، گاڑی روک۔"

مہرداد نے سامنے اشارہ کرتے ہوئے اسے لتاڑا۔

مجھے علم ہے کہ اس وقت تمہارے دماغ کی بتی بالکل گل ہے، ورنہ تم اس"

"ویرانے میں رات کے اس پہر مجھے گاڑی روکنے کا مت کہتے۔

زکریا آرام سے بولا۔

"بس دو منٹ کی بات ہے یار، سائیڈ پہ روک۔"

مہرداد نے گاڑی سائیڈ پہ روکی اور غصے سے بولا۔

"سالے، تو خود مرے گا، ساتھ میں مجھے بھی مروائے گا۔"

زکریا اس کی بات ان سنی کر کے گاڑی سے نکل گیا۔

ساتھ ہی فون پہ آتی بتول کی ہنسی سن کر بولا۔

"جی، اب بتائیں کیا جاننا ہے؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

"تم نے گاڑی کیوں رکوائی، زکریا؟ اتنے تیز میوزک میں مہر بھائی کو کہاں کچھ سنائی دیتا ہو گا؟"

"وہ پولیس والا ہے، اس کے کان بہت پتلے ہیں۔"

بتول ہنس تو رہی تھی مگر ساتھ فکر بھی تھی، بولی۔

"اچھا، تم جاؤ گاڑی میں بیٹھو۔ جب گھر آؤ گے تب بتا دینا۔"

"نہیں، اب جان لیں۔"

وہ گاڑی کے آگے آگے چلتا جا رہا تھا۔ پیچھے مہرداد گاڑی لے کر آ رہا تھا۔

"اصل میں غلطی میری تھی، جس کی وجہ سے میں پکڑا گیا تھا۔ سر نے مجھے آپ کو دیکھتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔"

"کیا مطلب؟ میں سمجھی نہیں ہوں۔"

"پچھلے سال سر کی سالگرہ پہ آپ ان کے آفس ان کے لیے کیک لے کر آئی تھیں۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول نے اس کے کہے دن کو یاد کیا۔

منہ سے نکلا۔

"ہاں، ابو کو سرپرائز دینے ان کے آفس کیک لے کر گئی تھی۔"

جب آپ کمرے میں بنا دستک دیے داخل ہوئیں، میں پہلے سے وہاں موجود" تھا۔ مگر آپ کی نظر مجھ پہ نہیں پڑی، اور میری نگاہ آپ کے چہرے سے نہیں ہٹی۔ آپ نے بے بی پنک سوٹ پہنا ہوا تھا۔ گرمی سے آنے کی وجہ سے آپ "کے گال سرخ ہو رہے تھے۔ آنکھیں چمک رہی تھیں۔

میں نے دروازہ کھلنے کی آواز پہ مڑ کر دیکھا۔ آپ پہ نظر پڑتے ہی میں سب" بھول گیا۔ میں بھول گیا کہ میں کیا بات کر رہا تھا۔ میں بھول گیا کہ میں کدھر اور "کس کے آفس میں بیٹھا ہوا ہوں۔

آپ آئیں، آپ نے کیک کو سر کے ڈیسک پہ رکھا۔ جس وقت آپ جھک کر" ان کے گال پہ پیار کر کے ان کو سالگرہ کی مبارکباد دے رہی تھیں، آپ کے "دوپٹے کا پلو میرے سر پہ گرا ہوا تھا۔ رہی سہی کسر اس پلو نے پوری کر دی۔

آپ جیسے ہوا کے جھونکے کی طرح آئیں، ویسے ہی جلدی سے باقی اسٹاف کو"
"بلانے کے لیے کمرے سے نکل گئیں۔

اور میں وہاں بیٹھا پاگلوں کی طرح منہ کھول کر آپ کے پیچھے دیکھ رہا تھا۔ سر"
کے مطابق، انہوں نے پہلے تو گلا کھنکارا، پھر میرا نام پکارا۔ اس کے بعد انہوں
"نے میرا کندھا ہلایا تو مجھے ہوش آیا۔

اُف میرے اللہ، اتنا شرمندہ میں اپنی زندگی میں کبھی نہیں ہوا جتنا اس دن ہوا"
تھا۔ سر کے چہرے پہ جتاتی ہوئی مسکراہٹ تھی، اور میرا بس نہیں چل رہا تھا کہ
"زمین پھٹ جائے اور میں کسی طرح وہاں سے غائب ہو جاؤں۔

میں نے ان سے معذرت کی اور وہاں سے نکل گیا۔ پورے دو مہینے میں ان"
سے بھاگتا رہا۔ ایک دن وہ میرے پاس آئے۔ بڑے عام سے انداز میں کہنے
لگے، زکریا، یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے یار، جو تم اتنا شرمندہ گھوم رہے
"ہو۔

NEELAM RIASAT NOVELS

"میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر کہنے لگے، اگر تم چاہو تو میں بتول سے تمہارے لیے بات کروں۔ تب میرے منہ سے بے اختیار نکلا، سر، وہ انکار کریں گی۔"

"اس پہ مسکرائے اور بولے، یار، پوچھنے میں کیا حرج ہے۔ دو دن بعد ان کی کال آئی۔ کہنے لگے، زکریا، تم نے ٹھیک کہا تھا۔ بتول نے انکار کیا ہے۔"

بتول جو دم سادھے اس کی بات سن رہی تھی، ایک دم بولی۔

"کیا تم دونوں کو میرے انکار سے دکھ ہوا تھا؟"

زکریا مضبوط لہجے میں بولا۔

"نہیں، کیونکہ انکار یا اقرار کرنا ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ اور شادی جیسے تعلق کو قائم کرنے کی سب سے پہلی شرط یہی ہے کہ اس میں زور زبردستی کی رتی بھر گنجائش نہیں ہے۔ یہ ایک دن یا دو دن کی بات نہیں ہے۔ ساری زندگی آپ نے جس انسان کے ساتھ گزارنی ہے، آپ کے دل کا گواہی دینا بہت ضروری ہے۔"

گاڑی کے ہارن پہ زکریا نے مڑ کر پیچھے دیکھا، اور بتول سے بولا۔

"میں ابھی کال بند کر رہا ہوں، ورنہ مہرداد مجھے گاڑی کے نیچے دے دے گا۔"

بتول نے کال کاٹ دی۔

زکریا واپس گاڑی میں بیٹھنے کے لیے دروازہ کھولنے لگا تو دروازہ لاک تھا۔

اس نے کھڑکی بجائی۔

مہرداد نے دروازے کا لاک کھولنے کی بجائے گاڑی کی اسپیڈ بڑھا دی، اور زکریا کو وہیں چھوڑ کر دور نکل گیا۔

زکریا نے پہلی دفعہ اپنے ارد گرد پہ نگاہ ڈالی کہ وہ کہاں ہے۔

ایک سڑک، اور جس پہ ٹریفک بے نام چل رہی تھی۔

دور دور تک پھیلے کھیت اندھیرے میں مزید وحشت کا ماحول پیدا کر رہے تھے۔

سڑک پہ زکریا کے جوتوں کی آواز ابھر رہی تھی۔

اس نے چلتے چلتے مہرداد کا نمبر ملایا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

گاڑی کی ہیڈ لائٹس بہت دور سے نظر آ رہی تھیں۔

مہرداد نے فون اٹھایا اور بولا۔

"بھونک؟"

زکریا اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔

"بیٹا، ابو سے ایسے بات نہیں کرتے۔"

"بھاڑ میں جائے تیرے جیسا باپ۔"

"اب کیا ارادہ ہے؟ مجھے لینے آ رہے ہو؟"

کس خوشی میں؟ تم ادھر سے بس پکڑو اور اپنی بیوی کے پاس پہنچو۔ میں لاہور"

"سے ہو آتا ہوں۔

مہرداد کی بات پہ وہ بولا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بات تو تم نے بہت اچھی کی ہے، مگر مجھے بلال کے گھر والوں سے ملنے جانا ہے۔" اب بھائی بن کر واپس آجاؤ۔ فون بند ہو گیا ہے۔ وعدہ کرتا ہوں، سارا راستہ فون کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔"

زکریا کو گاڑی ریورس میں آتی دکھائی دی۔

اسپیڈ میں کوئی کمی نہیں تھی۔

عین زکریا کے پیروں کے پاس پہنچ کر بریک مارتے ہوئے مہرداد گاڑی سے نکل آیا۔

زکریا نے ایک دفعہ پھر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔

مہرداد دوسری طرف بیٹھ گیا۔

اگلا سفر بہت تیزی میں گزرا۔

شیخوپورہ کے بعد زکریا اپنا بیگ لے کر مہرداد سے الگ ہو گیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

مہر داد نے گلے مل کر اسے اپنا خیال رکھنے کی تلقین کی،اور خود زکریا کے بتائے پتے کی جانب چل پڑا۔

****

دوپہر کے وقت وہ سب کے ساتھ سیشن میں حصہ لے رہی تھی،جب سبین کی چیخیں گونجنے لگیں۔ سیشن میں ہونے کے باوجود ارسلہ کی ساری توجہ سبین کی جانب تھی۔بظاہر وہ لڑکیوں کی باتیں سن رہی تھی۔ باری باری سب اپنے بارے میں کچھ نہ کچھ بتارہی تھیں۔ارسلہ نے واش روم جانے کا بہانہ بنایااور ہال سے نکل آئی۔

اس کا رخ ایک دفعہ پھر سے سبین کے کمرے کی جانب تھا، مگر آج اس کی سوچ میں بہت فرق تھا۔وہ اتنے دنوں سے سبین کو نارمل اٹھتا بیٹھتا دیکھتی آرہی تھی۔ اس دن کے بعد آج اس کو دورہ پڑا تھا۔

جیسے ہی وہ کمرے کے پاس آئی، آوازیں تیز ہو گئیں۔

اس نے کھڑکی سے سر ٹکا کر اندر جھانکا۔

اسماعیل نے آج بھی سبین کے ہاتھ تھامے ہوئے تھے۔ سبین پورے زور سے اس کے ہاتھ پہ دانت سے کاٹ رہی تھی۔جب اسماعیل نے اپنا ہاتھ چھڑایا تو اس کے ہاتھ سے خون نکل رہا تھا۔

ارسلہ وہیں کھڑکی کے نیچے بیٹھ گئی۔ پورے ڈیڑھ گھنٹے بعد جا کر کہیں سبین کی آواز بدلی۔اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں پڑے میز پہ رکھی جگل پزل کے ساتھ کھیلنے لگی۔

نرس اسی وقت ایک جگ میں پانی اور تازہ جوس لے آئی۔

ارسلہ نے کھڑکی سے اندر دیکھا۔اسماعیل نے جوس کا گلاس سبین کو دیا، اور خود پانی پینے لگا۔ سبین نے دو تین گھونٹ لینے کے بعد جوس رکھ دیا، اور پوری توجہ سے پزل حل کرنے لگی۔

اسماعیل نے نرس کو سبین کا لباس بدلوانے کی ہدایت دی اور خود وہاں سے نکل آیا۔

ارسلہ اس کے پیچھے پیچھے آرہی تھی۔وہ سیڑھیوں سے اتر کر سیدھا اپنے آفس میں گیا۔

ارسلہ کچھ منٹ باہر کھڑی رہی، مگر پھر دروازے سے اندر جھانکا۔

وہ میز کے سامنے کھڑا ہو کر میز پہ کھلی میڈیکل کٹ سے سپیرٹ میں ڈوبی روئی لے کر اپنے ہاتھ صاف کر رہا تھا۔

ارسلہ قدم قدم چلتی اس کے پاس آئی،اور کچھ بھی کہے بغیر اسماعیل کے ہاتھ سے روئی لے لی۔

اسماعیل کی نظریں اپنے ہاتھ پہ جمی ہوئی تھیں،اس نے ارسلہ کے مطالبے پہ کوئی احتجاج نہیں کیا۔

ارسلہ نے ہلکے ہلکے ہاتھوں سے اس کے دونوں ہاتھوں پہ نظر آتے تازہ خون رستے زخم صاف کیے۔

اسماعیل نے باکس میں رکھی ایک کریم کی جانب اشارہ کیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ارسلہ نے وہ کریم لی اور اچھے سے اس کے ہاتھوں پہ لگانے کے بعد اس کے ہاتھوں پہ بینڈ تیج کر کے دستانے چڑھا دیے۔ جب وہ گندی روئی بن میں پھینک کر کٹ بند کر رہی تھی،

اسماعیل نے دھیمے سے کہا،

''''بہت شکریہ۔

ارسلہ نے کوئی جواب نہ دیا۔

پھر تو یہ ایک روٹین بن گئی۔ وہ ہر روز کہیں نہ کہیں بیٹھ کر اس کو سبین کے ساتھ واک کرتے دیکھتی، ناشتہ کرتے دیکھتی۔ جب بھی سبین کو دورہ پڑتا وہ یونہی دروازے کے باہر بیٹھ جاتی۔

وہ کھڑکی کے نیچے فرش پہ بیٹھتی تھی۔ پھر اسماعیل نے وہاں دو پلاسٹک کی کرسیاں رکھوا دیں۔ ان دونوں کے درمیان بات نہ ہونے کے برابر ہوتی، مگر اب تو اسماعیل کے ہاتھوں کی بینڈ تیج ارسلہ کی ڈیوٹی بن گئی ہوئی تھی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اس دن وہ اپنے کپڑے دھو رہی تھی۔اس کے بعد نہانے چلی گئی،اس کو سبین کے بارے میں علم نہ ہو سکا۔جب نہا کر بال سکھانے کے بعد اپنے کمرے سے نکلی،ایک لڑکی نے کہا،

""ارسلہ باجی،اسماعیل سر آپ کا پوچھ رہے تھے۔

اس نے ابھی پوچھا نہیں کہ کیا کہہ رہے تھے؟

اس سے پہلے ہی نظر نیچے پڑی جہاں وہ بینچ پہ بیٹھا ہوا تھا۔ایک ہاتھ میں دوسرا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔میڈیکل کٹ اس کے برابر بند پڑی ہوئی تھی۔

ارسلہ کا دل بھر آیا۔

جلدی جلدی بھاگتی ہوئی سیڑھیاں اتر کر نیچے گئی۔تیز تیز قدموں سے اس تک پہنچی۔پھولی ہوئی سانس سے بولی،

""معذرت،مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپ انتظار کر رہے ہیں۔

وہ شرمندگی سے اس کے چہرے پہ ایک نگاہ ڈال کر بولا،

""کوئی بات نہیں،میں انتظار کر لیتا۔

وہ کٹ سے سامان نکالتے ہوئے بولی،

""کب سے یہاں بیٹھے ہیں؟

اسماعیل نے اپنے دونوں ہاتھ اس کے سامنے کیے اور اعتماد سے بولا،

""پونے گھنٹے سے۔

ٹھنڈ میں اس کے زخم اتنی دیر ہوا میں رہنے سے ہاتھ اکڑ رہے تھے، اس کے الٹے ہاتھ کے انگوٹھے پہ دانت بہت گہرائی تک لگا ہوا تھا۔ خون جم چکا تھا۔ ارسلہ جو سعود کی موت کے بعد اگر کہیں خون دیکھ لیتی تو اس کو انتہائی قسم کی انگزائٹی کا اٹیک ہوتا تھا۔ اس وقت صرف ایک اچھے انسان کے لیے بدلے میں بھلا کرنے کی سوچ کے ساتھ خون سے خوفزدہ ہوئے بغیر ہی پٹی کرنے کا کام انجام دے رہی تھی۔

اسماعیل نے پٹی مکمل ہونے پہ اس کا شکریہ ادا کیا اور کٹ کو اپنے بازو میں دبا کر واپس اپنے آفس کی جانب چل پڑا۔

ارسلہ نے باہر سنک سے ہاتھ دھوئے۔ کچن میں جا کر اماں کو اسماعیل کے لیے ہلدی والا دودھ بنانے کی ہدایت دی۔ اس نے دیکھا تھا گھر پہ جب بھی ان بہن بھائی میں سے کسی کو چوٹ لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تھا، اس کی نانی ہمیشہ ہلدی والا دودھ بنا کر دیتی تھی۔

اماں نے ایک کپ میں گرم گرم بھاپ اُڑاتا ہلدی والا دودھ ڈال دیا۔

ارسلہ نے وہ کپ ایک ٹرے میں رکھا اور اسماعیل کے آفس میں آگئی۔

وہ پریشان سا اپنی لیپ ٹاپ کی کھلی سکرین کو دیکھ رہا تھا۔

ارسلہ کی موجودگی محسوس کرتے ہی کہنے لگا،

""""آپ نے میری انگلیاں اکٹھی باندھ دی ہیں۔ میں ٹائپنگ نہیں کر پا رہا ہوں۔

ارسلہ نے خاموشی سے کپ اس کے سامنے رکھا اور لیپ ٹاپ کی سکرین اپنی جانب کی اور ایک کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے بولی،

""""مجھے بتاتے جائیں، میں آپ کا کام کر دیتی ہوں۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اسماعیل نے ایک پل سوچا۔ دوسرے پل اس نے دراز میں سے رسیدوں والا پیکٹ نکال کر اس کے آگے ڈال دیا۔

اس سپریڈ شیٹ پہ تمام تاریخوں کے حساب سے تمام اخراجات کا اندراج کرنا" "ہے، اور اگلے صفحے پہ موجود تمام دواوں کا آرڈر بک کروانا ہے۔

ارسلہ نے میز سے قلم لے کر ایک کاغذ پہ ساری ہدایت کی تفصیل لکھ لی۔

اس کو کام کرتا دیکھ کر اسماعیل اپنی کرسی پہ بیٹھ کر ایک فائل کھولے اس کا مطالعہ کرنے لگا۔

ارسلہ کو ٹاسک سمجھ آگیا مگر سپیڈ کم ہونے کی وجہ سے جو کام اسماعیل آدھے گھنٹے میں کر لیتا، وہی کام ارسلہ نے بیچ بیچ میں اس سے تصدیق کروا کر ڈیڑھ گھنٹے میں مکمل کیا۔

اس دوران اسماعیل خود بھی مصروف رہا۔ دونوں کے درمیان کام کے حوالے سے جو بھی جملے آپس میں تبدیل ہوئے، اس کے علاوہ نہ کوئی غیر ضروری بات اسماعیل نے کی، نہ ہی ارسلہ نے کچھ کہا۔

جس وقت وہ فارماسوٹیکل کمپنی کی ویب سائٹ سے آرڈر کنفرم کر کے فارغ ہوئی، اسماعیل کسی کمپنی کے ساتھ کال پہ تھا۔ مگر جو فائل وہ پڑھ رہا تھا، اس کے اوپر پنسل سے نوٹس درج کیے تھے۔

ارسلہ نے وہ فائل لی اور نوٹس کی نشاندہی میں کام کرتی گئی۔

صبح وہ جلدی اُٹھ جاتی تھی۔ پھر دن کے وقت کپڑے دھونے کی وجہ سے بھی تھکی ہوئی تھی، اسماعیل کمرے میں واپس نہیں آیا تھا۔ ارسلہ نے خود کو پانچ منٹ کی بریک دی کیونکہ جس فائل پہ وہ کام کر رہی تھی، اس کے بیس سے زیادہ صفحات کو چیک کرنا ابھی باقی تھا۔

لیپ ٹاپ سامنے سے ہٹا کر میز پہ اپنے دونوں بازو جمائے اور ان کے اوپر اپنا سر رکھ کر اس نے چند پل کو آنکھیں موندی۔

دس منٹ بعد اس

ماعیل کمرے میں واپس آیا، ارسلہ کو گہری نیند میں دیکھ کر اس نے خاموشی سے اس کے سامنے سے لیپ ٹاپ لیا۔ اور اپنے کرسی پہ براجمان ہو کر سب سے پہلے

اپنی پٹی کھولی، درد تو تھا، مگر اس کا کام اس درد سے زیادہ اہم تھا، ارد گرد سے غافل ہو کر ٹائپنگ کرنے لگا۔

ارسلہ کو بلانے کے لیے لڑکی آئی تھی۔ اس کو سوتا دیکھ کر اس نے سرگوشی میں اسماعیل سے پوچھا،

""""سر جی کیا ان کو اٹھا دوں؟

اسماعیل نے سکرین سے ایک پل نگاہ اُٹھا کر اس لڑکی کو خاموش رہنے کا اشارہ کر دیا۔ تو وہ "جی اچھا" کہہ کر واپس چلی گئی۔

سارا ہاسٹل کھانا کھانے کے بعد عشا پڑھ کر، آٹھ بجے آنے والا ڈرامہ دیکھنے کے بعد سونے کے لیے چلا گیا۔

اسماعیل ایک کے بعد ایک فائل مکمل کرتے ہوئے، چھ فائلیں بنا کر سارا ڈیٹا کمپیوٹر میں سیو کیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ارسلہ کی آنکھ کھلی۔ کئی سیکنڈ تو بلب کی مدھم روشنی میں نظر آتے اسماعیل کے آفس کے دروازے اور دیوار کو دیکھتی رہی، دماغ بالکل کام نہیں کر رہا تھا کہ وہ کہاں ہے؟

ٹائپنگ کی آواز پہ اس نے اپنے بازو سے سر اُٹھا کر آواز کی جانب دیکھا،

اپنی کرسی پہ پیچھے کو ہو کر بیٹھا، پاؤں دونوں میز پہ جمائے، لیپ ٹاپ کو گود میں رکھ کر ٹائپنگ کرنے والا اسماعیل تھا۔

ارسلہ نے سکون سے کھڑکی کے پردے کے پار پھیلے اندھیرے کو دیکھ کر پوچھا،

""ٹائم کیا ہوا ہے؟

اسماعیل اس کی طرف دیکھے بغیر آہستہ سے بولا،

""پونے بارہ۔

"آپ بھی سوچتے ہوں گے کتنی کام چور ہوں، کام بیچ میں چھوڑ کر ہی سو گئی۔"

اسماعیل کی کشادہ پیشانی پہ کوئی سلوٹ نہ تھی۔اسی طرح آرم اور تحمل سے بولا،

"نہیں، آپ نے اپنا کام کر دیا تھا۔ بہت شکریہ، فارماسوٹیکل والوں کی جانب سے رسید کی ای میل مجھے مل گئی ہے، دوائیاں کل شام تک ملیں گی۔"

ارسلہ اس کے ہاتھوں کو کھلا دیکھ کر بولی،

""آپ نے ہاتھوں کی پٹی کیوں کھول دی؟""

"کیونکہ کام کرنا ہے۔"

ارسلہ نے اُٹھ کر پانی پیا، اور میز کے ارد گرد گھومتے ہوئے پوچھنے لگی،

""کیا یہ سب کاغذات ضروری ہیں؟""

اسماعیل نے دیکھے بغیر جواب دیا،

""بہت سے ضروری ہیں اور بہت زیادہ بس ردی پڑی ہے۔""

"آپ اس کو صاف کیوں نہیں کرتے ہیں؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

اسماعیل بولا،

"میرے پاس وقت کی کمی ہے۔ اگر وقت مل جائے تو میرے ہاتھ اجازت

نہیں دیتے ہیں۔"

ارسلہ نے ایک فائل لی اس کا نام پڑھا۔ اسماعیل نے نفی میں سر ہلایا۔ ارسلہ نے

دوبارہ تصدیق کے لیے پوچھا،

"فضول ہے؟""

اسماعیل نے ہاں میں گردن ہلائی، نگاہیں ابھی بھی اپنے کام پہ فکس تھیں۔

ارسلہ نے وہ فائل زمین پہ پھینک دی۔ اس کے بعد اگلی فائل اُٹھا کر نام پڑھا۔

جس پہ اسماعیل نے ہاں میں گردن ہلائی۔

ارسلہ نے وہ فائل ایک طرف کرسی پہ رکھ دی۔

اس طرح میز پہ رکھے تمام کاغذات کو اس نے فرش پہ دو مختلف ڈھیر میں تبدیل

کر دیا۔

تین دن لگے ان دونوں کو ان کاغذات کو ٹھکانے لگانے میں۔ تین دن بعد جب آفس کی صفائی ہوئی، وہاں گرد کا ایک زرہ نہ بچا۔ میز اپنی پرانی حالت میں آگیا، جس پہ ہر روز سبین ارسلہ اور اسماعیل کی لڈو کی بازی لگتی تھی۔

یونہی کام کے دوران آہستہ آہستہ ارسلہ نے اسماعیل کے سامنے ہر بات کہہ دی۔ ارسلہ کے بولنے کے پیچھے اسماعیل کے رویے کا بہت زیادہ ہاتھ تھا۔ نہ وہ اس کو سوال کرتا، نہ ہی اس کی کہی کسی بات پہ کوئی خاص ردعمل ظاہر کرتا، نہ ہی اس کا ارسلہ کا ماضی جاننے کے بعد اس کے ساتھ رویہ تبدیل ہوا۔ اس پر خلوص دوستی اور اعتماد نے ارسلہ کی تنہائی کا وہ دائرہ توڑ دیا، جس میں اس نے خود کو قید کر لیا تھا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

صبح کے سات بجے مہرداد زکریا کے بتائے پتے پہ پہنچ گیا۔

اس نے گاڑی گیٹ کے سامنے روک کر ہارن بجایا۔ وہ ایک ہاوسنگ سکیم میں بنا پودوں سے بھرا درمیانے سائز کا گھر تھا۔ ساتھ ہی گاڑی سے نکل کر لمبی سی انگڑائی لیتے ہوئے گیٹ کے چھوٹے دروازے کے پاس آیا، جہاں سے کوئی لڑکی سر نکالا۔ اس نے ڈھیلے سے ٹراوزر پہ اوور سائز ہڈی پہن رکھی تھی۔ بال آدھے چہرے کے گرد بکھرے ہوئے تھے، آدھے اس کی ہڈی کی گردن میں پھنسے ہوئے تھے۔ وہ اس کو مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی،

"آپ کون؟"

مہرداد نے جیب سے فون نکال کر زکریا کا نمبر ملایا۔

جیسے ہی زکریا نے جواب دیا، مہرداد نے وہ فون اس لڑکی کے ہاتھ میں دے دیا۔

یہ بات کریں۔""

خود اس لڑکی کو سائیڈ پہ ہونے کا اشارہ کیا۔

وہ راستے سے ہٹی، مہرداد گھر کے اندر داخل ہوا اور بڑا گیٹ کھولنے لگا۔

اگلے تین منٹ میں وہ اپنی گاڑی گھر کے اندر لا چکا تھا۔ گیراج میں بس ایک ہی کار کی گنجائش تھی۔ ایک طرف چھوٹا سا لان تھا، جس میں تین کرسیوں والا بانس کا میز پڑا ہوا تھا۔

اندرونی دروازے کے ارد گرد گملے پڑے ہوئے تھے، اور دیوار سے بیلیں لٹک رہی تھیں۔

جیسے ہی گیٹ بند کر کے پلٹا، وہ لڑکی کمر پہ دونوں ہاتھ ٹکائے اس کی منتظر تھی۔ چیخ کر بولی،

"یعنی خود کو خود ہی اندر انوائیٹ کر لیا ہے؟ گھر والوں کی اجازت کی کوئی اہمیت نہیں ہے؟"

مہرداد اس کے سامنے رک کر بولا،

"یہ تمہارے ماموں کا گھر ہے، وہ اس وقت گھر پہ ہی نہیں ہیں تو اجازت کس سے لیتا؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

لڑکی نے موٹے شیشوں والی عینک کے پیچھے سے اس کو گھورا اور بولی،

"کیا آپ کی قریب کی نظر کمزور ہے؟ میں یہاں کھڑی ہوں اور آپ کہہ رہے ہیں اجازت کس سے لیتا؟ خیر، آپ زکریا کے دوست ہیں، آپ سے اور کیا امید کی جاسکتی ہے۔ تم مرد لوگ دنیا میں من مرضی کرنے کے لیے ہی آئے ہوئے ہو۔ اب بتائیں، میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں؟"

مہر داد نے پوچھا،

"تم کون سا والا پیس ہو؟ بڑی والی، چھوٹی والی یا درمیان والی؟"

مہر داد بھائی، آپ اپنی شرط ہار گئے ہیں۔

مہر داد بولا تو لہجے میں شرارت تھی،

"یہ تم ہو؟ سنو وائٹ؟ کیمرے پہ تو تم بہت پیاری لگتی ہو۔ اوہ اچھا سمجھ گیا، فلٹر کا کمال تھا۔"

وہ ہاتھ اُٹھا کر کسی استانی کی طرح بولی،

"میں جانتی ہوں آپ مجھے غصہ دلانے کی کوشش کر رہے ہیں، مگر آپ کی

اطلاع کے لیے عرض ہے، میں اب بڑی ہو گئی ہوں، اور آپ جیسے لوگوں کی باتوں پہ میں بالکل غصہ نہیں کرتی ہوں۔"

مہرداد بولا،

"اچھا تم بڑی ہو گئی ہو۔ کتنی بڑی ہوئی ہو، چار فٹ دو انچ؟ پیچھے ہٹو، تم سے بڑا تو چارلی ہے۔"

وہ تلملا کر بولی،

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے، میں پانچ فٹ چھ انچ ہوں۔"

تبھی اندر سے کسی نے آواز لگائی،

"عاشو، دروازے پہ کون تھا؟ کس کے ساتھ باتیں کر رہی ہو؟"

عاشو نے مہرداد کو کہا،

"لو آگئی ہے پولیس والی۔ اب اس سے نمٹیں۔"

"آپی، مہرداد بھائی ہمیں لینے آئے ہیں، زکریا نے بھیجا ہے۔"

ارسلہ نے مہرداد کو دیکھتے ہی پہلے تو اپنا دوپٹہ ٹھیک کیا، حالانکہ وہ سر جھکائے کھڑا

تھا۔ارسلہ نے اس کو سلام کرتے ہوئے عاشو سے کہا،

"تم جا کر ناشتہ دیکھو، میں بھائی کو ڈرائنگ روم دکھاتی ہوں۔"

مہرداد بیچ میں بول پڑا،

"نہیں بہنا، ان تمام تکلفات کا وقت نہیں ہے۔اس وقت تم تینوں اپنا اپنا سامان اُٹھاؤاور میرے ساتھ چلو۔زکریا نے مجھے تم لوگوں کو لینے کے لیے بھیجا ہے۔"

ارسلہ نے عاشو کو دیکھا، جس نے کندھے اچکا دیے۔

اگر اتنا ہی وہ ہمارا ہمدرد ہے تو خود کیوں نہیں آیا ہے؟""

ارسلہ کے چبھتے انداز پہ مہرداد نے بتایا،

"وہ شہر کے اندر نہیں آسکتا ہے، آپ جانتی ہی ہوں گی، اس پہ قتل کی ایف آئی آر درج ہے۔"

ارسلہ بولی،

"اتنے دن گزر جانے کے باوجود وہ اپنے اوپر ہوئے جھوٹے کیس کو تو خارج نہیں کروا سکا، تو ہماری کیسی اور کیا مدد کرنا چاہ رہا ہے؟"

مہرداد نے دفاع میں کہا،

"کیس خارج ہوا ہے یا نہیں، اہم بات یہ ہے کہ وہ ٹھیک ہے اور زندہ ہے۔ اور اس کے دشمن اس وقت بہت تکلیف میں ہیں کہ وہ ابھی تک زندہ کیوں ہے؟ اب اگر آپ اس کی تھوڑی سی بھی خیر خواہ ہیں تو چپ چاپ میرے ساتھ چلیں، کیونکہ آپ کے لیے وہ ہر خطرے کو نظرانداز کر کے یہاں ٹپک پڑے گا۔"

ارسلہ تھوڑی نرم پڑتے ہوئے پوچھنے لگی،

"آپ ہمیں کہاں لے کر جائیں گے؟"

اس سے پہلے کہ مہرداد جواب دیتا، عاشو نے دھمکی لگاتے ہوئے کہا،

"اگر آپ ہمیں اس کے گھر نہیں لے کر جا رہے، جہاں اس کی بیوی موجود ہے، جہاں وہ خود رہتا ہے، تو ہم آپ کے ساتھ نہیں جا رہے ہیں۔"

وہ تینوں گیراج میں بالکل آمنے سامنے کھڑے تھے، مہرداد نے باری باری دونوں بہنوں کو دیکھا اور تالی مارتے ہوئے بولا،

NEELAM RIASAT NOVELS

"پرفیکٹ۔ دو منٹ لگاؤ، اپنا سامان کار میں رکھو، میں تب تک واش روم اور کچن کا ایک چکر لگا کر آتا ہوں۔"

ساتھ ہی اس نے ارسلہ سے پوچھا،

"کچن کس طرف ہے؟"

ارسلہ نے اندر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا،

"آپ اندر آئیں، میں آپ کے لیے ناشتہ بنواتی ہوں۔"

مہرداد نے ٹوکا،

"نہیں، وقت نہیں ہے۔ ناشتہ واشتہ راستے میں کر لیں گے، آپ لوگ بس نکلنے کی کرو۔"

دونوں بہنوں کو کنفیوژ چھوڑ کر مہرداد واش روم کی جانب ہو لیا۔

جب تک اس نے منہ دھویا اور کچن ڈھونڈ کر فریج پہ حملہ کر کے مالٹے کا تازہ جوس پیا، اور وہاں رکھے کیک سے انصاف کرنے کے بعد باہر آیا تو یہ دیکھ کر شدید صدمہ لگا کہ اس کی گاڑی کی حالت بالکل بدل چکی تھی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ڈیکی میں اتنا سامان بھرا ہوا تھا کہ دروازہ بند نہ ہونے کے قوی امکانات تھے۔

گاڑی کے پاس رکھی سپورٹس بائیک دیکھ کر وہ اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر پوچھنے لگا،

"یہ بائیک کس کی ہے؟"

عاشو نے جواب دیا،

"میری ہے۔"

مہرداد بولا،

"چار آنکھوں والی چڑیل، یہ گاڑی ہے، ٹرک نہیں جس پہ سامان لادے جا رہی ہو۔ سارا کچھ باہر نکالو، بس وہ چیز لے کر جاؤ جس کی اشد ضرورت ہے، باقی سب وہاں پہ مل جائے گا۔"

عاشو نے گھر پورا کرتے ہوئے کہا،

"آپ خود ہوں گے چار آنکھوں والے جن۔ اور آپ شاید بھول رہے ہیں، تو میں یاد کروا دیتی ہوں، زکریا جنگل میں رہتا ہے، اس لیے سارا سامان ہی ضروری ہے۔ مجھے اپنی رضائی کے بغیر نیند نہیں آتی ہے، یہ بیڈ بیبو کا ہے۔"

مہرداد نے پوچھا،

"بیبو کون ہے؟"

عاشو بولی،

"میری بلی۔"

مہرداد صدمے سے کچھ بول نہ پایا۔

مہرداد کے بہت جلدی مچانے پر بھی ان لوگوں نے تیار ہونے میں دو گھنٹے لگا دیے۔

اللہ اللہ کر کے وہ لوگ گھر سے نکلے۔

پچھلی سیٹ پہ ارسلہ، اس کی گود میں اس کی ایک سال کی بیٹی حلیمہ، اس کے برابر میں سوئی ہوئی آنیہ، اور اس کے بالکل ساتھ پڑا اس کے طوطے کا پنجرہ جس میں موجود طوطا مسلسل بولے جا رہا تھا،

"یہ کالا آدمی کون ہے؟ یہ کالا آدمی کون ہے؟ میں امی کو بتاؤں گا۔"

اگلی سیٹ پہ کالے شیشے لگائے بیٹھی عاشو اور اس کی گود میں سوئی ہوئی اس کی

گرے بلی۔

مہر داد نے ارسلہ سے کہا،

"اس طوطے کی زبان کیسے بند ہو گی؟"

ارسلہ نے نفی میں سر ہلایا،

"یہ چپ نہیں کرتا ہے، ہم بھی اس کو برداشت کرنے پہ مجبور ہیں۔"

مہر داد نے دانت پیستے ہوئے کہا،

"اگر میں اس کی گردن موڑ دوں، آرام کی نیند سو جائے گا۔"

عاشو ہنستے ہوئے بولی،

"ببلو یہ آدمی تمہارے قتل کے منصوبے بنا رہا ہے۔"

ببلو نے ساری گاڑی سر پہ اُٹھا لی۔ مہر داد نے گاڑی ایک طرف روک دی، اور عاشو کو گھورتے ہوئے کہا،

"اگر تم نے اس ببلو کو ابھی کے ابھی خاموش نہ کروایا، میں اس کو تم سمیت یہاں سے بس پہ بٹھا دوں گا۔"

عاشو ڈرے بغیر بولی،

"ہاؤ انٹرسٹنگ، مجھے بس کا سفر کرنے کا بہت ہے۔"

تمہارا شوق آج ہی پورا کروا دیتے ہیں۔

مہرداد اسی پل گاڑی سے نکلا، سڑک پہ کھڑا ہو گیا۔

اللہ کی کرنی یہ ہوئی کہ تین منٹ بعد ہی ملتان کو جانے والی بس وہاں آگئی، اندر باہر سے کچا کچ بھری ہوئی بس کی چھت پہ بھی سواریاں موجود تھیں، اوپر سے جس سپیڈ سے وہ جا رہی تھی۔ عاشو نے خوف سے جھرجھری لی۔

مہرداد نے ہاتھ دے کر بس کو روک لیا،

اور آکر عاشو کا دروازہ کھول کر بولا،

"چلو نکلو، اپنے سارے بچے بھی اپنے ساتھ لے کر جاؤ۔"

"اچھا اچھا، اب کچھ نہیں بولوں گی، ببلو بھی خاموش رہے گا۔"

مہرداد نے بس والے کو جانے کا اشارہ کر دیا۔ ساتھ ہی عاشو سے پوچھا،

"گاڑی چلا لیتی ہو؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

عاشو جوش سے بولی،

"ایسی ویسی، میرے آگے تو فار مولا ون کے ڈرائیور بھی پانی بھرتے ہیں۔"

ارسلہ بولی،

"بھائی اگر آپ کو مدد چاہیے تو آپ میری جگہ آجائیں، میں ڈرائیونگ کر لیتی ہوں۔ عاشو نے ابھی تک لائسنس پاس نہیں کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک دفعہ امی کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ کر چکی ہے، ایک دفعہ ابو کی کار ماری ہوئی ہے۔ اس کی ڈرائیونگ ہسٹری بہت گندی ہے۔ یہ صرف پی ایس فور کی ڈرائیور ہے۔"

عاشو نے پوری طرح پیچھے کو گھوم کر کھلے منہ سے ارسلہ کو دیکھا،

"او مائی گاڈ، آپ کتنی بڑی غدار ہیں۔ ایک دفعہ نہیں سوچا کہ میں نے آپ کی بیٹی کے پیمپر بدلے ہوئے ہیں؟"

مہرداد بھائی، غور سے دیکھیں، احسان فراموش لوگ ایسے ہوتے ہیں۔

ارسلہ عاشو کے طعنے سرے سے اگنور کر کے اپنی سیٹ سے نکلی، سوئی ہوئی حلیمہ کو عاشو کی گود میں ڈالا، خود ڈرائیونگ سیٹ پہ براجمان ہو گئی۔ مہرداد ارسلہ کی

سابقہ سیٹ پہ بیٹھ گیا۔ارسلہ نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

پانچ منٹ بعد مہرداد نیند میں جا چکا تھا، عاشو بھی اونگ رہی تھی۔ارسلہ نے ہلکی سی آواز میں ریڈیو لگا لیا تاکہ سب کے خراٹے اس پہ بھی نیند نہ طاری کر دیں۔

ارسلہ کے ذہن میں بہت سے خیالات ایک ساتھ چل رہے تھے۔ غم اور اداسی کی گہری لہر کے نیچے ایک خوشی بھی تھی۔

امی کے ساتھ اس کی ہر روز فون پہ بات ہوتی تھی۔ابو کے ہسپتال داخل ہونے کے بعد سے ان کی صحت میں کچھ خاص تبدیلی نہیں ہو رہی تھی۔نہ ہی ڈاکٹروں نے کوئی اچھی امید دلائی تھی۔

اس کو اپنی ماں کی بھی فکر تھی۔وہ کیسے اکیلی اتنی بڑی پریشانی کو جھیل رہی تھیں۔ماں کا خیال آتے ہی ارسلہ کی آنکھوں میں نمی جاگ گئی۔وہ سوچنے لگی،

"مجھے اپنی ماں سے ایک شکوہ رہا ہے کہ انہوں نے اپنے شوہر کے کہنے پہ میرے بھائی کو چھوڑ دیا۔میرا وہ بھائی جو سینے سے لگا کر رکھنے کے لائق تھا، جس کی جتنی نظر اتاری جاتی کم تھا۔جس کے جتنے ناز اُٹھائے جاتے کم تھے۔اس بھائی کو بھری

دنیا میں اپنی راہ خود بنانے کے لیے بالکل تنہا چھوڑ دیا۔اور اس میں وہ خود کو بھی قصوروار سمجھتی ہے۔"

ابیوز کا شکار ہونے والے انسانوں کی زندگی میں ایک درد مسلسل رہتا ہے، ایک گہرا زخم جو کبھی بھی رسنے لگتا ہے۔ کبھی وہ زخم زمانے کی باتوں سے دکھ جاتا ہے، کبھی وہ زخم کسی بری خبر کے سننے پہ ہرا ہو جاتا ہے۔اگر ایسا کچھ نہ ہو تو انسان خود اپنے زخم کو کرید کر خون نکال لیتا ہے۔اور یہ عمل تاحیات چلتا ہے۔

اس وقت ارسلہ اپنی زندگی میں بہت خوش ہے۔اس کا شوہر ویسے ہی خاموش سا مضبوط ساتھ ہے، جس پہ وہ آنکھ بند کر کے یقین کرتی ہے۔اللہ نے پیاری سی بیٹی سے نوازا ہوا ہے۔آج بھی سبین کو مہینے میں دو ایک بار دورے پڑتے ہیں۔ آج بھی وہ اپنے شوہر کے ہاتھوں پہ ویسے ہی مرہم لگاتی ہے۔آج بھی اسماعیل اپنی بہن کی خاطر گھر سے کام کرتا ہے۔ان کا ادارہ آج بھی ابیوز کا شکار ہو کر ذہنی کشمکش سے لڑنے والی لڑکیوں کی مدد کرتا ہے۔آج بھی وہاں زندگیاں تبدیل کی جاتی ہیں۔ڈاکٹر فرحین اپنے شوہر اور دو بچوں کے ساتھ اسلام آباد میں ہی ہوتی

ہیں۔

ارسلہ سے جب کوئی پوچھتا ہے کہ اسماعیل سے محبت کی شادی کی ہے، تو اس کا ایک ہی جواب ہوتا،

"محبت تو زندگی میں بہت سے رشتوں سے مل ہی جاتی ہے۔ عورت کو تحفظ اور عزت بہت کم ملتی ہے۔ اسماعیل میری سیف سپیس ہے، میرا سکون کا گوشہ۔ اس کے ساتھ رہتے ہوئے مجھے دنیا سے خوف نہیں آتا۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ اسماعیل میرے اور دنیا کے درمیان ایک بہت بڑی سیسہ پگھلائی دیوار ہے، جو مجھے دنیا کی گندی سے بچاتا ہے۔"

ارسلہ جی پی ایس کو فالو کر رہی تھی۔ ایک مقام پہ پہنچ کر جی پی ایس کا آلارم بجنے لگا۔

مہرداد کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے کچے راستے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا،

"ارسلہ، گاڑی اس راستے پہ ڈال لو۔"

ارسلہ نے کچا راستہ دیکھا پھر مہرداد کو دیکھا۔

وہ بولا،

"زکریا کے گھر کو یہی راستہ جاتا ہے۔"

عاشو کی بیٹری بھی چارج ہو چکی تھی۔ وہ ناک چڑھا کر بولی،

"مگر یہاں تو دور دور تک کسی گھر کا نام و نشان تک نہیں ہے۔"

"کیونکہ ابھی آگے بہت لمبا راستہ ہے۔ ارسلہ، آپ نے راستے میں کسی ریسٹ روم پہ گاڑی روکی ہی نہیں ہے۔"

عاشو بولی،

"ارسلہ کو ریسٹ رومز سے فوبیا ہے۔ بلکہ اس کو بہت ساری چیزوں سے فوبیا ہے۔"

ارسلہ نے کچے پہ گاڑی کی سپیڈ مزید کم کرتے ہوئے عاشو کو لتاڑا،

"تمہاری چونچ بند نہیں رہ سکتی ہے، ہر کسی کے معاملے میں کودنا بہت بری عادت ہے۔ مہرداد بھائی کا ہی کوئی لحاظ کر لو۔"

مہرداد بھائی کیا میرے دادا جی کی جماعتی رہے ہیں، جو ان کی بزرگی کی وجہ سے ان

کا خاص ادب کروں؟ یا اللہ، مجھے اتنی بھوک لگ رہی ہے۔

ارسلہ نے شیشہ دکھاتے ہوئے کہا،

"سیلیبریشن کا پورا پیکٹ کھا گئی ہو۔ کوکونٹ واٹر کا لیٹر پیک ختم کر دیا ہے۔ ابھی بھی تمہیں بھوک ہے؟"

"جی باجی جی، کیونکہ میں انسان ہوں اور غذا پہ میرا گزارا ہوتا ہے، آپ کی طرح ہوا کھا کر اور لوگوں کا خون پی کر نہیں جیتی ہوں۔"

مہرداد کو ارسلہ کے چہرے پہ چھائی حیرت پہ بہت ہنسی آئی مگر کنٹرول کر گیا۔ بلکہ ہاتھ بڑھا کر پیچھے سے عاشو کے سر پہ ہلکا سا تھپڑ مار کر رعب سے بولا،

"تمہاری لتری نہیں چپ کر سکتی ہے، ہوا کی سپیڈ پر باتیں کرتی ہو۔"

عاشو اپنے کالے شی

ڈز کر ٹھیک سے ناک پہ ٹکانے کے بعد بولی

اب میرا کیا قصور اگر اللہ نے آپ سب کے مقابلے میں مجھے تیز چلنے والا دماغ" دیا ہے؟ جب تک آپ کو کسی کی بات سمجھ آتی ہے، تب تک میں اگلے کی اینٹ

سے اینٹ بجا دیتی ہوں۔ بس اسی لیے تم سب میرے خلاف رہتے ہو۔"

ارسلہ اکتائے ہوئے انداز میں بولی،

"ہاں ہاں، ہمارے خاندان میں تم عقل کل ہو۔ حلیمہ کا سر سیدھا کرو، کیسے ایک طرف کو ڈھلک رہا ہے۔"

مہرداد باہر دیکھتے ہوئے بولا،

"ارسلہ، یہ آنیہاور حلیمہ کو کون سی بوٹی دی ہوئی ہے، جو یہ ابھی تک بے خبر سو رہی ہیں؟"

ارسلہ ہلکا سا مسکرائی،

"بھائی یہ بھی اللہ کا ہم پہ احسان سمجھ لیں، جیسے ہی گاڑی چلتی ہے، یہ دونوں سیکنڈز میں سو جاتی ہیں، جیسے ہی گاڑی رکے گی ان کی آنکھ کھل جائے گی۔"

مہرداد نے عاشو کو چھیڑنے کے لیے ارسلہ سے کہا،

"ارسلہ، آنٹی کیا کہتی ہیں، عاشو کی ماں کبھی اس کو ڈھونڈتے ہوئے آئی ہے؟"

عاشو وہیں پہ دھاڑتے ہوئے بولی،

"مہرداد بھائی چپ کر جائیں، ورنہ میں سب کے سامنے آپ کے سارے راز کھول دوں گی۔"

مہرداد ہنسی دباتے ہوئے بولا،

"ہاں، ہاں وہ پرائیویٹ اکاونٹ اپنی چہیتی کی تصویریں دیکھنے کے لیے رکھا ہوا ہے۔"

مہرداد نے پھر سے عاشو کے سر پہ چپت رسید کیا،

"تمہاری زبان زیادہ ہی لمبی ہے، کاٹنی نہ پڑ جائے۔"

"ایس ایچ او، مہرداد، اپنے اندر سچ سننے کا حوصلہ پیدا کرو۔"

ارسلہ ماتھے پہ اکتاہٹ اور تھکاوٹ کے بل لیے سامنے دیکھ کر کھیتوں کے بیچ او نیچ جاتی لمبی سڑک کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی،

"بھائی ابھی اور کتنا دور ہے؟"

مہرداد نرمی سے بولا،

"بس بیٹے، وہ جو سامنے گیٹ نظر آ رہا ہے نا، ادھر جانا ہے۔ اگر تھک گئی ہو تو

پیچھے آجاؤ۔"

ارسلہ حلیمہ پہ نگاہ ڈال کر بولی،

"نہیں اگر نزدیک پہنچ گئے ہیں تو کوئی بات نہیں ہے،ایک ہی دفعہ رکیں گے۔"

جیسے ہی گیٹ سے گزرنے کے بعد گھر نظر آگیا تو ارسلہ حیرت سے پوچھنے لگی،

"کیا زکریا یہاں رہتا ہے؟"

مہرداد نے تصدیق کی،

"ہاں، یہ اس کی جنت ہے۔"

ارسلہ کی آواز جذبات سے بھری ہوئی تھی،

"مگر یہاں تو دور دور تک کوئی آبادی نہیں ہے، وہ یہاں کیسے رہتا ہو گا؟"

مہرداد نے موڈ کو لائٹ کرنے کو کہا،

"جیسے جنگلی جانور جنگل میں رہتے ہیں، ویسے ہی یہاں مست بھینسا بنا گھومتا رہتا ہے۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

عاشوارسلہ کے آنسوؤں پہ بولی،

"اتنا سا چڑیا جیسا دل ہے تمہارا، ہر بات پہ رونے بیٹھ جاتی ہو۔"

ارسلہ بمشکل بولی،

"تمہیں تو اس نے یہ سب دکھایا ہو گا، تم سے وہ بات جو کرتا ہے۔ میرے ساتھ تو کبھی بات بھی نہیں۔ میں اس وقت جو محسوس کر رہی ہوں، تم کبھی نہیں سمجھ سکو گی۔"

عاشو اسی وقت نرم پڑ گئی اور بہن کے گلے میں بانہیں ڈالتے ہوئے بولی،

"اچھا مذاق کر رہی ہوں، اور اگر وہ مجھ سے بات کرتا تھا تو میری ہٹ دھرمی کی وجہ سے مجبور ہو کر کرتا تھا۔ اس کو ڈھونڈنے کی جتنی کوشش میں نے کی تھی اور کسی نے نہیں کی ہے۔ اور مجھ سے وہ تم لوگوں کے احوال ہی پوچھا کرتا تھا۔"

ارسلہ نے اپنے آنسو دوپٹے کے پلو میں جذب کیے، اور مہرداد سے پوچھا،

"بھائی، کیا وہ خود بھی یہاں موجود ہے؟"

مہرداد نے نفی کرتے ہوئے بتایا،

"نہیں، کسی کام سے گیا ہوا ہے، کل پرسوں تک آجائے گا۔ بھابھی ادھر ہی ہیں۔"

مہرداد کی ہدایت پہ ارسلہ نے گھر کے سامنے گاڑی روک کر ہارن مارا۔

****

زکریا کے ساتھ کال بند کرنے کے بعد دیر تک وہ اس ایک پہلو پہ ہی سوچتی رہی کہ اتنی بڑی بات یہ شخص اتنے سال کتنے آرام سے مجھ سے چھپا گیا۔

وہ کسی کے ساتھ اس موضوع پہ بات کرنا چاہتی تھی۔ پاگاں اور چارلی دونوں سو رہے تھے۔

تب تو وہ کھلی آنکھوں سے کئی گھنٹے بیڈ پہ لیٹی رہی، پھر اسی حالت میں اس کی آنکھ لگ گئی۔

صبح چھ بجے، پاگاں جب اٹھ کر باہر موجود آدمیوں کے لیے ناشتہ بنا رہی تھی،

تب کچن میں چلتی گرائینڈر کے شور سے بتول کی آنکھ بھی کھل گئی۔

پہلے رد عمل کے طور پہ منہ دھو کر سیدھی کچن میں آگئی۔ پاگاں سے پوچھا، "لاو، تمھاری مدد کر دوں؟" پاگاں نے ڈانٹ کر وہاں سے نکال دیا۔

لہہ، پہلے دن دی ووٹی کھانا روٹی کرے گی؟ نہ میں مر گئی واں؟ جا آرام کر، ""

اس کی تو ویسے بھی آنکھیں ابھی آدھی بند ہی تھیں۔

وہ اندر گئی تو چارلی بھی اس کے پیچھے پیچھے آگیا۔

تم نے نیند پوری کر لی، میرے موٹو؟""

وہ بیڈ کے کنارے پہ آلتی پالتی مار کر بیٹھی تو چارلی اس کے سامنے نیچے فرش پہ بیٹھ گیا۔

تم تو سو گئے تھے، یہاں بہت بڑے بڑے انکشافات ہوئے ہیں۔ ہاں، سچ کہہ " رہی ہوں، وہ تمہارا الگتا باپ نہیں ہے۔ دنیا کا ایک نمبر کا میسنا ہے۔ لو بتاؤ، دس سال وہ میرے گھر آتا جاتا رہا، کبھی اس نے بھنک نہیں پڑنے دی کہ وہ مجھے، یعنی بتول احمد کو پسند کرتا تھا۔ "

اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کر اپنی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ چارلی پورے تجسس کے ساتھ اس کی بات سن رہا تھا۔ آنکھ کی حرکت سے پتا چلتا وہ بھی حیران ہو رہا ہے۔

وہ مزید بتاتے ہوئے بولی:

"سب سے زیادہ میں بھلا کس بات پہ چونکی ہوں؟ اس کے منہ سے نکل گیا کہ اگر میں خود سے اس کو شادی کا نہ کہتی، یا اگر جو میری شادی اس مدثر سے ہو جاتی۔ زکریا کے مطابق ایسی صورت میں وہ کبھی شادی نہ کرتا۔ ہائے، میں مر جاؤں! بھلا بتاؤ، یہ کوئی چھوٹی بات ہے؟ کتنے آرام سے اس نے میرے سر پہ یہ بم پھاڑا ہے۔ ایسا کون کرتا ہے؟ بھلا یہ کیسے ممکن ہوتا ہے کہ انسان پوری دنیا میں صرف ایک ہی انسان سے شادی کا خواہش مند ہو؟ اور اگر وہ نہ ملے تو آپ شادی ہی نہ کرو۔

تمہیں کیا لگتا ہے چارلی؟ یہ محض ایک ڈائیلاگ ہے نا؟ حقیقت میں تو ایسا نہیں ہو سکتا؟"

وہ اپنی جگہ سوچ رہا ہو گا کہ میں حالات سازگار ہوتے ہی کہیں اس کو چھوڑ نہ

دوں، یا اگر اس کی کوئی بات میرے سامنے آئے تو میں بدظن نہ ہو جاؤں۔ مجھے ایسی باتیں سنا گیا ہیں کہ میں اس کی ذات میں ہی الجھی رہوں۔ کل رات کو اس کے لیے ایک لڑکی کا فون آیا تھا۔

اب خدا جانے وہ کون ہے؟ مجھ سے کہہ دیا "جو تم سوچ رہی ہو ویسا نہیں ہے، میرا اعتبار کرنا۔"

عجیب آدمی ہے! آنکھ اٹھا کر تو کبھی یہ مجھے دیکھتا نہیں تھا۔ اس نے پسند مجھے کدھر کر لیا؟ جب بھی میرا اس سے سامنا ہوتا تھا، اس کی نظریں ہمیشہ زمین پہ ہی رہی ہیں۔

میں اس کو نہیں پہچانی مگر سحر ملک ایک لمحے میں پہچان گئی تھی۔

اس نے مجھ سے کہا تھا، "تمہارے آگے کسی غلام کی طرح سر جھکا کر کھڑا ہے۔"

تھوڑی دیر سوچوں میں گم رہنے کے بعد دل بھر آیا۔

آنکھوں کو اپنے لینن کے کوڈ سیٹ کی آستین سے پونچھ کر بولی،

"ابو نے جاتے ہوئے بس ایک ہی نصیحت کی، زکریا کے ساتھ رہنا، اس کی بات

ماننا۔ ابو، آپ دنیا سے جاتے جاتے بھی میرا اتنا سوچ رہے تھے۔ مجھے میری زندگی کا سب سے قیمتی شخص عطا کر گئے ہیں۔ ان کو پتا تھا، ان کے بعد دنیا میں میرا کوئی رشتہ میرے ساتھ مخلص نہیں ہو گا۔ وہ مجھے اس کے سپرد کر گئے، جو مجھ سے پیار کرتا ہے۔ اس ایک بات پہ مجھے بہت زیادہ رونا آرہا ہے۔"

تب ہی پاگاں ہاتھ میں لسی کا گلاس لیے آئی۔

آپی لے!""

"ہیں؟ اتنی صبح صبح ٹھنڈی ٹھار لسی پلا کر مارو گی؟"

پاگاں مکھی اڑا کر بولی،

"کجھ نہیں ہندا، ہن تو روز صبح مکھن والی لسی پینی اے مڑ، تیرے بچے صحت مند تے چٹے رنگ دے ہن گے۔"

بتول کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

توبہ استغفار! ایک چٹے رنگ کے لیے تم مجھے سولی چڑھاؤ گی؟ ٹھنڈی لسی سے" مجھے نمونیا ہو گیا تو بچے کہاں سے لاؤ گی؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

پاگاں خفا ہوتے ہوئے بولی،

"نور پیر دے ویلے کوئی چج دی گال منہوں کڈ۔ مرین تیڈے دشمن تیرے کوں اللہ عرشاں دے پاگ لاوے۔ میرے باو کو رب دس دس دھیاں پتر دوے۔"

"پاگاں تیرا بھلا ہو، سوارے دس دس دھیاں پتر منگ رہی اے، میرے حال تے رحم کھا، او تے دوجا ویاوی نہیں کرے گا۔"

پاگاں کی ہنسی نکل گئی۔

بتول نے جب دیکھا کہ لسی پلائے بغیر پاگاں وہاں سے ہلنے والی نہیں ہے، تو اس نے گلاس منہ کو لگالیا۔ ارادہ تو اس کا یہی تھا کہ دو ایک گھونٹ بھر کر کہہ دے گی، "مزا نہیں آیا۔"

مگر وہ بہت آرام سے پورا گلاس خالی کر گئی۔ جب دہی کو اتنا پھینٹا جائے کہ اس پہ بہت ساری جھاگ آجائے، وہ سارا مکھن ہی ہوتا ہے۔

اس نے لسی ختم کی، پاگاں خالی گلاس لے کر چلی گئی۔ بتول چارلی سے باتیں

NEELAM RIASAT NOVELS

کرتے پھر سو گئی۔

اس دفعہ اس کو پاگاں نے اٹھایا تھا۔

اے بی بی صاب! اٹھو، بار مہمان آئے جے۔"""

بتول نے اسی پل آنکھیں کھول دیں۔

یہاں مہمان کدھر سے آنے ہیں؟"""

"مہر داد دے نال گڈی وچ تین چار کڑیاں آئیاں نے بار، ہارن ماریا نے۔ میں چھت تے ویکھ کہ آئی آں۔"

بتول نے اپنے کپڑوں پہ اک نگاہ ڈالی۔ چپل پہن کر الماری سے اپنی شال لی اور بیرونی دروازے کی جانب جاتے ہوئے پاگاں سے پوچھا،

"کیاز کریا کا فون آیا تھا؟"

پاگاں نے انکار کر دیا۔

پاگاں نے دروازہ کھولا،

مہر داد کی موجودگی بتول کے لیے ایک ڈھارس تھی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

مگر آنے والی مہمان لڑکیوں کے چہرے پہ نگاہ پڑتے ہی اس کی چھٹی حس نے شور مچادیا کہ ان لڑکیوں کا زکریا کے ساتھ بہت گہرا اور قریبی رشتہ ہے۔ کیونکہ اگلی پیسنجر سیٹ سے نکلنے والی بورے بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی کے نقوش زکریا کی عین کاپی تھے۔

ڈرائیور سیٹ سے جو لڑکی نکلی، اس کی آنکھوں میں تھوڑی نروس نیس تھی۔ جیسے اس بات کا خدشہ ہو کہ یہاں اس کا استقبال نہیں ہو گا۔ جبکہ نیلی آنکھوں والی لڑکی بڑی بے باکی سے بتول کا سر تا پیر جائزہ لے رہی تھی۔

مہر داد نے آگے ہو کر تعارف کروایا،

"بھابھی جی، آپ یہ اپنا سامان بمہ خاندان سنبھالیں، بندے کو دیر ہو رہی ہے۔ میں فارغ ہوتے ہی کسی وقت چکر لگاؤں گا۔"

نیلی آنکھوں والی لڑکی مہر داد سے بولی،

"بھائی تم کب سے وقت کے اتنے پابند ہو گئے ہو؟ تم سے بعد میں نمٹوں گا۔ پاگاں آپا، جلدی سے سامان اتارنے میں میری مدد کرو۔"

اگلے پانچ منٹ میں سارا اسامان وہیں دروازے کے پاس اتار کر وہ واپسی کے لیے نکل رہا تھا۔ جب بتول کو سمجھ آیا کہ اس سے پوچھا ہی نہیں کہ یہ لڑکیاں کون ہیں؟

مہر داد بھائی، تعارف تو کرواتے جائیں۔""

مہر داد نے ایک پل کو رک کرنی

لی آنکھوں والی کی طرف اشارہ کر کے اس کو جواب دیتے ہوئے کہا،

"بھابھی، یہ لڑکی زیادہ دیر تک چپ نہیں رہ سکتی ہے۔ قوی امکان یہی ہے کہ اگلے دس پندرہ منٹ میں یہ آپ کو اپنا سارا شجرہ نصب بتادے گی۔"

اس کے ساتھ ہی مہر داد وہاں سے روانہ ہو گیا۔

سب سے بڑی اور سوبر سی لڑکی نے بلور نگ کا کھدر کا کڑھائی والا تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔ پیروں میں گھر میں پہنی جانے والی چپل تھی۔ شال کے ساتھ سلیقے سے سر اور جسم کو ڈھانپ رکھا تھا۔

جس طرح اس کی گود میں موجود بچی اس کے ساتھ چمٹی ہوئی تھی، اس سے تاثر

NEELAM RIASAT NOVELS

یہی ملتا کہ وہ ہی بچی کی ماں ہے۔ مگر بتول کا اپنا تجزیہ غلط ہونے کا پورا یقین بھی تھا۔

وہ بتول کے پاس آئی اور نرمی سے بولی،

"السلام علیکم بتول بھابھی! میرا نام ارسلہ ہے۔ یہ مجھ سے چھوٹی عاشو ہے اور یہ ہماری سب سے چھوٹی بہن آیشے۔ ہم زکریا کی بہنیں ہیں۔"

بتول تو حیران پریشان!

"زکریا کا تو دنیا میں کوئی نہیں تھا، اب یہ ایک ساتھ تین تین بہنیں کہاں سے نکل آئیں؟"

ارسلہ مزید کہہ رہی تھی،

"سوری، جب کل رات میری آپ سے بات ہوئی تب تک مجھے علم نہیں تھا کہ آپ کی شادی ہو گئی ہے۔ اور اب آپ میری بھابھی ہیں، ورنہ میں آپ کو مبارکباد ضرور دیتی۔"

عاشو لاپروائی سے چیونگم چباتے ہوئے بولی،

NEELAM RIASAT NOVELS

"تواب کون سا دیر ہو گئی ہے ؟ اب دے لو مبارک !"

اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے کندھے پہ لٹکے بیگ میں ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ اور چھوٹا سا باکس برآمد کر کے وہیں بتول کو تھما دیا۔

بھابھی جی، شادی کی بہت مبارک ! یہ آپ کا تحفہ۔۔۔""

ارسلہ نے شکوہ بھری نظروں سے عاشو کو دیکھتے ہوئے ٹوکا،

"بہت بتمیز ہو۔ تھوڑا صبر کر لیا کرو۔ وہ ابھی تک کنفیوژ کھڑی ہیں، تم رسمیں نبھا رہی ہو۔ ان کو تھوڑا وقت دو۔"

آنیہ سب سے بے نیاز ہو کر چارلی کے سامنے بیٹھ کر اس کے کانوں کو سہلا رہی تھی۔

پاگاں بتول سے بھی زیادہ حیران کھڑی تھی۔

بتول کو اپنے جذبات پہ قابو ڈال کر گھر کی میزبان ہونے کے فرائض سمجھتے ہوئے فوری طور پہ ایکشن میں آنا پڑا۔

اس نے کھلے دل سے لڑکیوں کو گھر کے اندر بلایا۔ پاگاں کے ساتھ مل کر سارا

NEELAM RIASAT NOVELS

سامان اندر رکھا۔

عاشو دو منٹ میں سارے گھر کا چکر لگا کر چھت بھی دیکھ آئی اور آتے ہی بتول سے بولی،

"آپ اپنا لاہور والا اتنا بڑا بنگلہ چھوڑ کر یہ دو کمروں کے گھر میں کیسے رہ رہی ہیں؟ اور ہم کہاں رہیں گی؟"

بتول نے سچ بول دیا،

"بنگلہ مجھے محفوظ نہ رکھ سکا، یہاں میں زندہ ہوں۔"

عاشو بولی،

"واہ، ہماری بھابھی کو فلسفہ بھی آتا ہے۔بہت خوب!"

کہاں وہ صرف چارلی سے باتیں کرتی تھی، اب گھر میں اتنا شور ہو گیا تھا۔عاشو کی مسلسل چلتی زبان، حلیمہ کی کلکاریاں، اس کی ماں کی مدھم متوازن آواز۔البتہ آنیہسب سے کم بولنے والی بچی تھی۔وہ چپ چاپ چارلی کے ساتھ مصروف تھی۔

یہاں تک کہ حلیمہ کا بھی سارا فوکس چارلی پہ تھا۔اگر کسی کو چارلی نہیں اچھا لگ رہا تھا تو وہ اپنے پنجرے میں قید عاشو کی بیبو تھی۔

جیسے ہی وہ چارلی کو دیکھتی، غرانے لگ جاتی۔

اور بلو ایک ایک دیکھی بات کو حسبِ عادت دہراتا جاتا۔

****

بتول سالاد بنا رہی تھی۔عاشو اور آنیہ چارلی کے ساتھ باہر کھیل رہی تھیں۔

حلیمہ ماں کی گود میں لیٹ کر فیڈر پیتے پیتے سو چکی تھی۔ان کو یہاں آئے دوسرا دن تھا۔اور زکریا کو گھر سے گئے دوسرا دن تھا۔

بتول نے الماری سے پیسے لیکر پاگاں کو بھیج کر شہر سے دو نئے بیڈ منگوائے۔

حالانکہ پاگاں کہتی رہی کہ چارپائیاں اچھی رہتی ہیں۔مگر بتول نے بچیوں کے

آرام کو مد نظر رکھا۔ چارپائی پہ سونے کی وہ بھلا کہاں عادی ہوں گی۔ اس کے علاوہ نئے بستر نئی بیڈ شیٹس کھانے پینے کا سامان سب کچھ آگیا۔ باہر والا کمرہ تینوں بہنوں کو سیٹ کر دیا۔ کیونکہ کمرے کی لمبائی کافی زیادہ تھی۔ دو ڈبل بیڈ آرام سے آنے بعد بیچ میں خالی جگہ بھی بچ گئی۔ جہاں ایک الماری سیٹ ہو گئی۔

بتول کو ارسلہ کی عادت بہت پسند آئی تھی۔ بہت سمجھدار ٹھہری ہوئی لڑکی جس میں نہ کسی قسم کا کوئی کمپلیکس تھا نہ بڑھ چڑھ کر باتیں کرنے کی عادت تھی، وہ اپنی ذات کے اندر بہت پراعتماد لڑکی تھی۔

بتول کہنے لگی،

"میں تو چھوٹے ہوتے کئی دفعہ امی کی ساتھ فرحین باجی کے پاس جاتا کرتی تھی۔

اسماعیل بھائی ہمیشہ اپنے آفس میں نظر آتے۔

مگر میں اس بات پہ حیران ہوں کہ تمہاری اپنی تھیراپسٹ کے بھائی سے شادی آخر کیسے ہوئی؟ کیا یہ پسند کی شادی تھی؟ کس نے کس کو پسند کیا؟ کس نے رشتہ بھیجا؟"

رشتہ اسماعیل نے بھیجا تھا۔ ہوا یوں کہ مجھے اسماعیل کی بے غرضی اور اعلیٰ"
اخلاق نے بہت زیادہ متاثر کیا تھا۔

ایک دن ہم لوگ آفس میں لڈو کھیل رہے تھے۔ میرے منہ سے بات نکل گئی۔ نہ میں نے براہ راست اسماعیل کو مخاطب ہی کیا، ویسے ہی بول دیا،

'میرے ساتھ جنسی زیادتی نہیں ہوئی تھی۔'

اب اتنی بڑی بات میں نے بولی اور وہ آدمی پلک تک نہیں جھپکا۔ اسی طرح پوری توجہ سے لڈو کھیلتے ہوئے نفرت سے بولا،

'ہمارے معاشرے میں بہت سے بھیڑیے ہیں۔

میرے جیسے لوگوں کے لیے پہلا قدم بہت معنی رکھتا ہے۔ وہ میرا پہلا قدم تھا۔'

جب آپ ایک دفعہ بولنے لگ جاتے ہو، تب احساس ہوتا ہے کہ دل کا بوجھ بانٹ لینے سے درد کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ درد مٹتا نہیں ہے۔ نہ درد کہیں جاتا ہے۔ بس کمی آجاتی ہے۔

NEELAM RIASAT NOVELS

اسماعیل کے ساتھ دوستی نے مجھے فرحین کے ساتھ سیر حاصل سیشن کرنے میں مدد دی۔ زبان واپس مل گئی نا۔ پھر میں بولتی چلی گئی۔

مجھے دو سب سے بڑے گلٹ تھے۔ ایک یہ کہ میرا بھائی شائد میرے بارے میں یہ تاثر رکھتا ہے کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہو گی۔ دوسرا گلٹ یہ تھا کہ میری وجہ سے میرا بھائی جیل میں ہے۔

مجھے اپنا آپ گندا لگتا تھا۔ مجھے سوتے وقت ایسا لگتا کوئی میرا دروازہ کھول کر اندر آجائے گا۔ اس ڈر سے چیخ کر اٹھ جاتی۔ مجھے ایسا لگتا جیسے سب لوگ مجھے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔

ایسے میں سبین کا واقعہ ہوا۔ میں اسماعیل کو بھیڑیا سمجھی تھی، مگر مجھے بہت بڑا دھچکا لگا کہ اسماعیل تو بالکل الگ انسان ہے۔ میرا انسانیت پہ یقین بحال ہوا۔ ایک میرا بھائی تھا جو میرے لیے دنیا سے لڑ گیا۔ بدلے میں جیل کی تکلیف سہہ رہا تھا۔ پھر اس کو گھر سے بے گھر ہونا پڑا۔ یہ سب تکلیفیں سہنے کے باوجود اس نے مجھ سے کبھی شکوہ نہیں کیا۔ ایک اسماعیل تھا جو ابھی تک تکلیف سہتا ہے۔ مگر اس

نے اپنی بہن کو دنیا کے ہر سرد و گرم سے بچا کر رکھا ہوا ہے۔

یہ کتنے عظیم لوگ ہیں؟ پھر میرے ابو مکرم۔ان کو پتا بھی چل گیا کہ ان کے بھائی کی موت میری وجہ سے ہوئی ہے۔ مگر انہوں نے اپنا شفیق ہاتھ مجھ سے ہٹایا نہیں۔ تو ہاں، جہاں سعود جیسے لوگ ہیں، وہیں پر اسماعیل اور زکریا جیسے "ہیرے بھی تو ہیں۔

بتول نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے ارسلہ کو گلے لگایا۔

ایم سوری ارسلہ تمہیں یہ سب کچھ فیس کرنا پڑا۔""

ارسلہ دھیمے سے مسکرائی،

"مجھے آج یہ بات پتا چل چکی ہے۔ جو کچھ میرے ساتھ ہوا، اس میں میرا کوئی قصور نہ تھا۔ بس مجھے خاموش نہیں رہنا چاہئے تھا۔ امی کو ضرور بتانا چاہیے تھا۔ مگر میری عمر ہی ایسی تھی، واقعہ نے میری ہمت ہی چھین لی۔ ایک دم دل میں ڈر بیٹھ گیا۔ ماں باپ، بہن بھائیوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ جیسے میری ماں نے میری خاموشی اور سکول چھوڑنے کو نظر انداز کرنے کی بجائے نوٹس لیا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

زبردستی میری مدد کی۔ مجھے زندگی کی طرف واپس لایا گیا۔

میں اکثر یہ بات سوچتی ہوں، جن کے کیس مجھ سے زیادہ سیریس نوعیت کے ہوتے ہوں گے، کیاان کو بھی بروقت مدد ملتی ہے؟ میری ماں نے مجھے الزام نہیں دیا، ورنہ ہمارے یہاں ویکٹم کو ہی الزام دے دیا جاتا ہے۔ بجائے اس کے کہ ان کی مدد کی جائے، ان کو بولنے کا موقع دیا جائے، ہم پتھر مار مار کر ان کو مزید زخمی کر دیتے ہیں۔

تو آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اسماعیل نے مجھے پتھر نہیں مارے۔ مجھے عام لوگوں سے کم تر نہیں جانا۔ مجھے ان سے بات کر کے اپنا آپ اچھا لگتا تھا۔ مجھے "دوبارہ سے وہ احساس واپس ملا کہ میں بھی اچھی ہوں۔

ہم دونوں بہت زیادہ وقت ایک ساتھ گزارتے تھے۔"

جب میری تھیرپی مکمل ہو گئی، مجھے گھر جانا تھا۔ میرا دل ہی نہیں کر رہا تھا وہاں سے جانے کا۔

جیسے تیسے دل پہ پتھر رکھ کر گھر آئی تو پتا چلا میرے لیے اسماعیل کا پرپوزل آیا ہوا

ہے۔

مجھے دھوم دھام اور مہمانوں والی شادی سے چڑ تھی، اس لیے ایک جمعہ کو نماز کے بعد مسجد میں ہمارا نکاح ہو گیا۔ گھر پہ امی نے کھانا پکایا تھا۔ چار لوگ بارات کے آئے تھے، کھانا کھایا، مجھے ساتھ لیا اور روانہ ہو گئے۔ "

بتول پیار سے بولی،

"" "ہاو کیوٹ۔۔۔ میری امی کو آپ دونوں کا کپل بہت پسند تھا۔

عاشو اندر آتے ہوئے چلا رہی تھی،

"زکریا کا سٹاف اتنا بتمیز ہے۔ میں نے کہا مجھے گھوڑ سواری آتی ہے، مگر پھر بھی مجھے سواری نہیں کرنے دے رہے ہیں۔ "

ارسلہ چونک کر پوچھنے لگی،

"تم ڈیرے سے بھی ہو آئی ہو؟"

"نہیں، پاگاں کو کال کی تھی کہ گھوڑا بھیجو۔"

"کہتی ہے گھوڑے پہ بس زکریا یا مہرداد سوری کر سکتے ہیں۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

"ہاں تو وہ ٹھیک کہہ رہی ہو گی۔ ریس میں بھاگنے والے گھوڑے ہوں گے،

"کیوں کہیں گر کر اپنا منہ نقشہ بدلنا ہے۔ آرام کرو۔

ارسلہ تم تو بس چپ ہی رہو۔ بھابھی پلیز، تم بھائی کو کال کر کے بولو ناوہ مجھے "

"سواری کرنے دے۔

بتول نے حامی بھر لی،

"اس کا فون بند جا رہا ہے۔ جیسے ہی بات ہو گی، میں کہوں گی کہ عاشو کو گھوڑ

"سواری کرنی ہے،اس کا انتظام کیا جائے۔

"جیو بھابھی۔۔۔ دل خوش کیا ہے۔"

ساتھ ہی ارسلہ سے بولی،

""سیکھو کچھ۔۔۔ چھوٹی بہنوں سے ایسے بات کرتے ہیں۔

ارسلہ حلیمہ کو لٹانے کے لیے وہاں سے اٹھ گئی۔

بتول ہلکا سا مسکرا رہی تھی۔

اس کو گھر میں لگی یہ رونق پسند آنے لگی تھی۔

****

آپ نے اس حرامزادے زکریا کے بندے کو چھڑوا دیا ہے؟ کس سے پوچھ کر"
یہ کام کیا ہے؟ اگر عمر کے ساتھ دماغ نے کام کرنا بند کر دیا ہے تو کیوں ان
"معاملات میں ٹانگ اڑاتے ہو؟ آرام سے گھر بیٹھ کر اللہ اللہ کرو۔

عدیل بولنے پہ آیا تو اس نے یہ تک خیال نہ کیا کہ اس وقت اس کے والد کے پاس کئی آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔اس کی اس بتمیزی پہ بشارت چیمہ کو پہلی دفعہ احساس ہوا کہ اس کی دی گئی غلط شہہ نے آج اس کے بیٹے کو کس قدر بے لحاظ کر دیا تھا۔کس دیدہ دلیری سے چچا کا قتل کر دیا اور اب باپ کو بھری مجلس میں ذلیل کر رہا تھا۔

بشارت نے کچھ نہ کہا۔چپ کر کے ساری باتیں سن لیں۔

مگر اس کے دماغ میں ساری چیزیں چل رہی تھیں۔

اس لڑکے کی وجہ سے میرا بھائی مر گیا ہے۔میری بھتیجی کسی اور کے در پہ"

بیٹھی۔ پھر میری ایک مربہ چاول کی فصل کو آگ لگی۔ کروڑوں کا نقصان وہ ہوا۔ میری ساری اولاد گھر سے باہر جاتے ہوئے ڈر کا شکار ہے کہ کہیں دشمن کے انتقام کا نشانہ نہ بن جائے۔ اور اگر میں اس لڑکے کو بچانے کے لیے سب کچھ قربان کر بھی دوں تب بھی فائدہ کوئی نہیں ہو گا۔ کیونکہ زکریا کی جانب سے آخری بار موصول ہونے والی سی سی ٹی وی ویڈیو میں عدیل کی شکل صاف نظر آرہی تھی۔

میری بیٹی اپنے اہم پیپر چھوڑ کر گھر بیٹھ گئی ہے۔ اور یہ سب کچھ کس کی وجہ سے ہو رہا ہے ؟اس بے غیرت لڑکے کے کیے چھپانے کے لیے میں کون کون سی قربانی دوں گا؟ زکریا نے دو دن کا وقت دیا ہوا تھا۔ اگر بشارت عدیل کو پولیس کے حوالے نہیں کرے گا تو زکریا وہ سی سی ٹی وی کی ویڈیو ٹی وی چینلز پہ لگوا دے گا۔"

بشارت نے جیسے تیسے دن نکالا۔ رات کو اپنے بیٹوں کا بلا کر اپنا فیصلہ سنا دیا۔

رات کو جس وقت عدیل شراب کے نشے میں دھت پڑا ہوا تھا، سول گاڑی میں

چار پولیس والے آئے اور اس کو اسی حالت میں گرفتار کر کے لے گئے۔

اس وقت بشارت نے زکریا کا نمبر ملایا۔

زکریا پچھلے تین دن سے لاہور اور اسلام آباد کے بیچ آ جا رہا تھا۔ایک طرف اس کو بلال کی کھوج لگانی تھی۔دوسری جانب وہ یو کے کا ویزا اپلائی کر رہا تھا۔

بشارت کی کال اٹھاتے وقت وہ اندرون لاہور کی ایک پرانی مسجد کے احاطے میں بیٹھا ہوا تھا۔ازان میں ابھی دس منٹ باقی تھے اور وہ وہیں پہ انتظار کر رہا تھا۔

دوسری بیل کے بعد اس نے فون کان سے لگایا،

"بولو بشارت، کیا فیصلہ کیا ہے؟"

"عدیل اس وقت پولیس کی کسٹڈی میں ہے۔بلال اور اکرم دونوں کو رہائی مل گئی ہے۔جواب میں مجھے تمہاری زبان چاہیے۔

میری طرف سے تمہیں یا تمہارے خاندان کے کسی فرد کو کوئی گزند نہیں پہنچے گی۔مجھے ظلم نہیں کرنا تھا۔اس لیے میں نے تمہیں عدیل کو قانون کے حوالے

کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ تمہارا اور میرا کبھی راستہ نہیں ملے گا۔ اگر تم بتول احمد

"زکریا کو تنگ نہیں کرو گے، تم اپنے گھر خوش، ہم اپنے گھر۔

بشارت کہنے لگا،

"زکریا مجھے تم سے ایک اور بات کہنی ہے۔"

"بولیے۔۔"

"تم وہ ویڈیو پبلک مت کرنا۔ میں نہیں چاہتا میرے خاندان کا بچہ بچہ عدیل سے نفرت کرنے لگ جائے۔"

"وہ ویڈیو کی کاپی پولیس کے پاس جا چکی ہے۔ جس کی بنیاد پہ پرچہ درج ہوا تھا۔ اب آگے پولیس اس ویڈیو کے ساتھ کیا کرتی ہے، وہ میں نہیں سنبھال سکتا ہوں۔"

اتنا کہہ کر زکریا نے کال کاٹ دی۔

****

ہیلو امی۔۔

آصفہ نے جب اس کی آواز سنی تو اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ لیا، کہیں خوشی سے دل ہی نہ بند ہو جائے۔

دونوں ماں بیٹا آج سالوں بعد یوں آمنے سامنے سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ چاہے وہ کیمرے کی مدد سے ہی تھا، مگر پھر بھی ان کی تشنہ آنکھیں ایک دوسرے کے دیدار سے بھر نہ پا رہی تھیں۔

وہ خود کو سنبھالتے ہوئے تھوڑا مضبوط ہو کر بولا،

"انکل کی طبعیت اب کیسی ہے؟"

آصفہ نے نفی میں سر ہلایا،

"وہ ٹھیک نہیں ہیں زکریا۔ وقت نکل گیا ہے۔ ان کے جسم نے ہار مان لی ہے۔ جسم بیماری سے لڑنے کو تیار نہیں ہے۔ اور بیماری بہت تیزی سے ان کو کھا رہی ہے۔

میں نے بہت منانے کی کوشش کی ہے کہ بچیوں سے ایک دفعہ مل لیں۔ ارسلہ

سے روز بات کر لیتے ہیں۔ مگر عاشو اور آیہ سے بات نہیں کرنا چاہتے۔ وہ کہتے ہیں ان کی بیٹیاں ان کو بیمار اور بوڑھا نہ یاد رکھیں۔ خود ان کی تصویریں دیکھ لیتے ہیں، پر ان کو اپنا چہرہ نہیں دکھانا چاہتے ہیں۔"

وہ سمجھتے ہوئے بولا،

"کوئی بات نہیں ہے۔ آپ ان کی خواہش کا احترام کریں۔ عاشو لوگوں کی فکر نہ کرنا۔ وہ میرے ساتھ ہیں۔

میں کوشش کر رہا تھا مجھے ویزا مل جائے تو میں کچھ ہفتے آپ کے پاس آجاوں، مگر ویزا نہیں مل رہا ہے۔ پھر بھی میں نے عاشو سے آپ کا اکاؤنٹ لیکر اس میں پیسے ڈال دیئے ہیں۔"

آصفہ اس کے ایک ایک نقش کو دل کے تہہ خانے میں محفوظ کرتے ہوئے پوچھنے لگیں،

"زکریا کیا ماں سے کبھی شکوہ نہیں ہوا؟"

زکریا نے نظر چرائی، پھر نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر اپنی سسکی روکی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

آنسوؤں کو ہاتھوں کی پشت سے صاف کرتے ہوئے بولا،

"ماں بیس اکیس سال کے زکریا کو ماں سے بہت شکوہ تھا۔ وہ ہر وقت یہ سوچ کر بے قرار رہتا تھا کہ آخر وہ کون سی مجبوری ہے جو ایک بیٹا اپنی ماں سے نہیں مل سکتا ہے۔"

آصفہ کے آنسو بے قابو طوفان کی طرح تھمنے سے انکاری ہو گئے۔ سالوں سے جو جدائی کا بوجھ دل پہ لیے تھک گئی تھیں، آج سب کچھ بہنے دیا۔ دونوں ماں بیٹا باآواز رو رہے تھے۔

زکریا نے کانپتے ہونٹوں سے بتایا،

"جب اسماعیل نے جیل میں مجھ سے ملاقات کرنا شروع کی،اس کے بعد ایک دن ارسلہ اس کے ساتھ آئی۔ اسماعیل نے مجھے آہستہ آہستہ اس بات پہ راضی کیا کہ مجھے اپنی خاموشی توڑنی ہوگی۔ اگر میں بولوں گا نہیں تو ارسلہ جو اتنا بہادری کا مظاہرہ کر کے اپنے خاموشی کے خول سے باہر نکلی ہے،وہ میری وجہ سے واپس اسی میں بند ہو جائے گی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ارسلہ نے بیان دیا۔ ثمن آنٹی نے احمد انکل کو میرا کیس لڑنے کا بولا۔وہ کیس جیت گئے۔ڈیڑھ سال جیل میں رہنے کے بعد میں اتنا خوش تھا کہ میں اب اپنی ماں بہنوں کے ساتھ رہوں گا۔میں ان کا خیال رکھ سکوں گا۔

مگر جیل سے آنے کے بعد احمد انکل نے بتایا کہ آپ لوگ لندن چلے گئے ہیں، اور مزید یہ کہ آپ مجھ سے نہیں مل سکتی ہیں۔

مجھے بہت غصہ آیا تھا۔میں آپ کی وجہ سمجھنے سے بالکل قاصر تھا۔میرے مطابق اگر شوہر یہ مطالبہ کرتا ہے کہ یا تم مجھے رکھ لو یا اپنی اولاد کو، تو عورت کو ہمیشہ اپنی اولاد کو ہی چننا چاہیے۔مجھے بہت صدمہ لگا کہ میری ماں نے مجھے قربان کر دیا اور اپنے شوہر کا انتخاب کر لیا۔

یہ بات مجھے وقت گزرنے پہ علم ہوئی کہ میری ماں نے اولاد کو ہی چنا تھا۔آپ نے اپنی بیٹیوں کا مستقبل محفوظ کیا۔کیونکہ اگر آپ اس وقت جذبات میں آکر مکرم انکل کو چھوڑ دیتیں، آپ کو عاشو زینت کے لیے عدالت جانا پڑتا۔مکرم انکل کبھی ان کو آپ کے ساتھ نہ رہنے دیتے۔ارسلہ نے پہلے سے ایک باپ کھویا

تھا۔ پھر بھائی کھویا، اس کے بعد آپ نے اس کو ایک دفعہ پھر سے باپ کھونے کے صدمے سے دوچار نہیں کیا۔ کیونکہ مکرم انکل نے ارسلہ کو ہمیشہ عاشو اور آیہکے برابر پیار اور شفقت سے نوازا ہے۔

تو ماں اگر آپ ایک زکریا کو رکھتیں تو آپ کا سارا خاندان بکھر جاتا۔ اگر ایک زکریا کی قربانی دینے سے سب کا بھلا ہوتا تھا تو میں آپ کے فیصلے کے حق میں ہوں۔ ویسے بھی آپ نے کون سا مجھے سڑک پر پھینک دیا تھا۔ آپ نے مجھے ثمن آنٹی اور احمد انکل کے حوالے کیا تھا۔ انہوں نے مجھے نفرت اور غصے کے اندھیرے میں کھونے نہیں دیا۔ بلکہ اپنی شفقت کی روشنی سے وہ میرے دل و دماغ کی تربیت کرتے رہے۔

یہ سب باتیں جو میں نے آپ سے کی ہیں، یہ میں خود نہیں سمجھا ہوں۔ یہ مجھے احمد انکل نے وقت کے ساتھ سمجھائیں ہیں۔

جب میں کہتا تھا کہ میری ماں نے مجھے چھوڑ دیا ہے،

تو وہ کہتے، 'پاگل، بھلاں ماں بھی کبھی اپنی اولاد کو چھوڑ سکتی ہے؟ وہ تو تمہارے

سانس سے جیتی ہے۔'

آج میں عاشو اور لوگوں کو اتنا پر اعتماد اور خوش دیکھتا ہوں تو مجھے احساس ہوتا ہے آپ کا فیصلہ ٹھیک تھا۔ وہ اپنے والدین کے زیر سایہ محبت بھرے ماحول میں پلی ہیں۔ عاشو چھپ کر مجھ سے باتیں کرتی رہی ہے۔ میں جانتا تھا اس کو مکرم انکل بھی نہیں روک پائیں گے کیونکہ وہ نڈر سی ہے۔ مگر ارسلہ سے میں کبھی نہیں ملا صرف اس ڈر سے کہ میری جدائی کی تو وہ عادی ہو چکی ہے۔ مگر مکرم انکل نے اگر میری وجہ سے اس سے ملنا بند کر دیا تو وہ بہت دکھی ہو گی۔ کیونکہ میں پہلے ہی اس تکلیف کے ساتھ جیتا ہوں کہ میرے ہوتے ہوئے میری بہن غیر محفوظ رہی۔ "

اس دفعہ جواب میں امی کی بجائے کسی اور کی ضعیف سی آواز سنائی دی،

"بیٹے تم نے ہر کسی کی بھلائی کا سوچ لیا مگر تمہیں یہ خیال کبھی نہ آیا کہ تم ایک دفعہ مجھ سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتے۔"

آصفہ نے زکریا کی سوالیہ نظروں کے جواب میں فون کے کیمرے کا رخ ہسپتال کے بیڈ پہ لیٹے مکرم کی جانب کر دیا۔

زکریا آنکھیں پھاڑے دم سادھے دیکھنے لگا۔

مکرم انکل کی جگہ بس ایک ڈھانچہ بچا ہوا تھا۔ آنکھیں اندر کو گھسی ہوئیں تھی۔ گالوں کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔

زکریا: "جو کچھ ہوا بہت برا ہوا۔"

مکرم صاحب ایک ایک لفظ کر کے بول رہے تھے۔ اس میں بھی ان کی سانس پھول رہی تھی۔

"میں اپنے بھائی کے لیے تم سے معافی مانگتا ہوں۔ میں نے ارسلہ سے بھی بہت دفعہ معافی مانگی ہے۔ تمہیں چھوڑنے کا میرا فیصلہ بالکل غلط تھا۔ مگر تب بھائی کی جدائی کے غم نے مجھے نڈھال کر دیا تھا۔ پھر میری انا جیت گئی۔

میں نے تمہاری ماں سے کہا اگر زکریا اس گھر میں واپس آیا تو میں اپنی بیٹیاں لیکر تمہیں چھوڑ دوں گا۔

تمہاری ماں کا بہت حوصلہ ہے۔ میں نے اس پہ اپنا فیصلہ مسلط تو کر دیا تھا، مگر اس کے بعد میں نے اس کو کبھی کھل کر مسکراتے نہیں دیکھا۔

یہ ہر تہوار، ہر موقع پر تمہیں یاد کرتی تھی۔

جب عاشو نے تم سے بات کرنا شروع کیا مجھے علم ہے۔ کئی دفعہ میرے سے لڑائی کرنے کے بعد مجھے چڑانے کے لیے میرے سامنے تم سے ویڈیو کال پہ گھوڑے دکھانے کی فرمائش کر رہی ہوتی۔ کبھی تمہارے دوست مہرداد کے "ساتھ ریس لگانے کے پروگرام بن رہے ہوتے۔

پہلی دفعہ کال میں شامل لوگوں کے چہروں پہ مسکراہٹ ابھری۔

مکرم مزید بتانے لگے،

"جب بھی مجھ سے لڑتی ہے، تو پہلی دھمکی یہی دیتی ہے۔ دو منٹ لگیں گے ادھر اپنے بھائی کو کال کروں گی، ادھر وہ میری ٹکٹ کروا کر مجھے اپنے پاس بلا لے گا۔ اور یہ دھمکی مجھے اس لیے دیتی ہے کیونکہ میں اس کی ماں کی ہاں میں ہاں ملا کر عاشو کو بولتا ہوں کہ اپنا کمرہ صاف کر لو۔ اپنی بلی کا گند باکس صاف

کر لو۔

اور جب میں پیار سے پکارتا ہوں، عاشو بیٹی تو پھر بھی لڑ پڑتی ہے کہ میں آپ کا

"عاشو بیٹا ہوں۔

یونہی چھوٹی چھوٹی باتوں کے دوران مکرم نے زکریا اور آصفہ سے معافی مانگ لی

۔

اس نے دوبارہ فون کرنے کا وعدہ کر کے کال بند کر دی۔

****

زکریا؟

جی؟"

تم کہاں ہو؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

وہ بتاتے ہوئے بولا،

"اس وقت لاہور میں ہوں۔"

وہ پوچھنے لگی،

"گھر کب آوگے؟"

زکریا سڑک کے کنارے بیٹھ کر فون کر رہا تھا۔آتی جاتی ٹریفک سے بے نیاز پوچھنے لگا،

"کیا آپ مجھے یاد کر رہی ہیں؟"

بتول اس کی کال سننے کے لیے چھت پہ آئی تھی۔

نیچے ٹی وی کا شور، کچن کا شور، چارلی اور بیبو کا شور،اور سب سے زیادہ بلو کا شور تھا۔

ہاں تمہاری بہت فکر رہتی ہے۔ تم نے اس دن سے نہ فون کیا،نہ ہی میرا فون اٹھایا۔"

زکریا:

NEELAM RIASAT NOVELS

"ہاں معاف کر دیں، میں کوشش کے باوجود کال واپس نہیں کر سکا۔ دوسرا میں چاہتا تھا کہ جب آپ سے بات ہو، میرے پاس آپ کے لیے اچھی خبر ہو۔"

بتول ایک پل کو ٹھہر کر بولی،

"کیسی اچھی خبر زکریا؟"

وہ خوشی سے بولا،

"مبارک ہو، عدیل پولیس کی کسٹڈی میں جا چکا ہے۔"

بتول پہ جذبات نے یوں اچانک حملہ کیا۔

وہ بے قابو آنسوؤں کے درمیان بولی،

"شکریہ، یہ تو بہت اچھی خبر ہے۔ مگر یہ سب ہوا کیسے؟"

زکریا:

"جلد یا بدیر یہ تو ہونا ہی تھا۔ مگر مجھے خوشی ہے کہ آپ کے تایا نے ہوش کے ناخن لیتے ہوئے بروقت ایک اچھا فیصلہ لے لیا ہے۔ اس نے خود بیٹے کو پکڑوایا ہے۔ اکرم انکل بھی اپنے گھر چلے گئے ہیں۔ میں ان سے مل کر آیا تھا۔ میں نے

NEELAM RIASAT NOVELS

ان کو ہماری شادی کا بھی بتادیا تھا۔ مبارک دے رہے تھے۔

بلال بھی واپس آگیا ہے۔ اللہ نے چاہا تو تمام کام خیر و عافیت سے نمٹ گئے ہیں۔"

بتول:

"یہ تو بہت اچھا ہو گیا ہے۔ مجھے ڈر رہتا تھا کہیں لڑائی کم ہونے کی بجائے بڑھ نہ جائے۔"

زکریا:

"بھابھی، عاشو نے میری چپس کھالی ہے، میں نے اب اس کے ساتھ بات نہیں کرنی ہے۔ کیا آج میں آپ کے ساتھ سو جاوں؟"

زکریا آنیہ کی آواز پہچان گیا تھا۔

وہ حیران بھی ہوا، جس طرح آنیہ نے آکر بتول کے گلے میں بانہیں ڈال کر اپنا سر اس کے کندھے پہ رکھا۔

بتول:

NEELAM RIASAT NOVELS

"ابھی زکریا سے اس بارے میں بات کرنے ہی والی تھی، کہ اچانک سے تمہاری بہنیں آئی ہیں۔ اور تینوں ایک دوسری سے بڑھ کر ملنسار ہیں، اپنایت کے احساس سے بھرے دل والی ہمدرد فطرت کی لڑکیاں۔ مجھے بہت پیاری لگی ہیں، اور مجھے خوشی ہوئی ہے کہ دنیا میں تم اکیلے نہیں ہو، تمہاری پوری فیملی ہے۔ بتول سے تمہارے ماضی کی تفصیل جان کر مجھے تمہارا دکھ بھی لگا ہے۔"

آنیہ بولی،

"بھابھی آپ فون پہ کس سے بات کر رہی تھیں؟"

بتول:

"تمہارے بھائی سے، کیا تم بات کرنا چاہو گی؟"

آنیہ:

"نہیں، میں ان سے خفا ہوں۔ ان کو بس عاشو سے پیار ہے، اس کے ساتھ ہی بات کرتے ہیں۔"

زکریا مزید نہ سن سکا۔

اس نے کچھ کہے بغیر کال کاٹ دی۔ کیونکہ وہ راستے میں ہی تھا، آنیہ کو فون پہ وہ کیا تسلی دیتا، سامنے سے مل کر ہی بات کرے گا۔

اس رات وہ سب کی سب زکریا کے بیڈروم میں بیڈ پہ لیٹ کر عاشو کی لیپ ٹاپ میں پہلے سے ڈاؤنلوڈ فلم دیکھ رہی تھیں۔

زکریا نے اپنے آنے کی خبر کسی کو نہیں دی تھی۔ باہر دروازے کا کوڈ لگا کر دبے پاؤں اندر آیا۔

کمرے کے دروازے میں رک کر اس نے آنکھیں میچ کر کہا،

"تم لوگوں نے اتنا اندھیرا کس خوشی میں کیا ہوا ہے؟"

اس کی آواز پہ عاشو تو خوشی سے چیخی، مگر اس کے دیکھا دیکھی آنیہ اور حلیمہ بھی چیخنے لگیں۔

ایک ایک کر کے ان کو ملتا ہوا وہ ارسلہ کے پاس آیا جو اپنی جگہ سے ہلی تک نہیں اور روئے جا رہی تھی۔ اس نے بہن کو ساتھ لگایا۔ دونوں بہن بھائی رو رہے تھے۔ بتول اور عاشو کی بھی آنکھیں بھر آئیں۔

آنیہ کو بھی اس نے پیار سے منالیا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ بھی ان لوگوں کے پاس بیڈ پہ لیٹا ان کے ساتھ گپیں مار رہا تھا,

اور وہیں حلیمہ اور آنیہ کے درمیان سو گیا۔

ارسلہ عاشو کو لے کر کمرے سے چلی گئی,

بتول نے لیپ ٹاپ بند کر کے سائیڈ پہ رکھا, اپنے شوہر کی پیشانی پہ آئے بالوں کو نرمی سے پیچھے کر کے اس کی پیشانی پہ پیار دے کر کمرے سے نکل آئی۔ وہ اس وقت سویا ہوا بہت پر سکون لگ رہا تھا۔

****

اپنی روٹین کے مطابق وہ اندھیرا ہوتے ہی اٹھا۔ ساتھ ہی بتول کا کندھا ہلا کر "کہا:

"نماز پڑھ لیں۔"

جب تک وہ اپنی لسی بنا کر فریج میں رکھ کر آیا، بتول وضو کر کے جائے نماز پہ پہنچ چکی تھی۔ مگر آج وہاں ایک فرد کا اضافہ تھا۔

ابایا کے اوپر ہڈی پہنے، بتول کے برابر کھڑی عاشو جی جمائیوں پہ جمائیاں لے رہی تھیں۔

زکریا نے جماعت کے لیے کھڑے ہوتے ہوئے باآواز بلند کہا,

"یااللہ خیر"

بتول کے لب پھیلے، مگر عاشو نے بھائی کو صرف گھوری سے ہی نوازا۔

نماز کے بعد وہ بوٹ پہن رہا تھا، جب وہ دونوں بھی جوتے کسنے لگیں۔

زکریا کی چھٹی حس نے اس کے ہاتھ وہیں روک دیئے,

"تم لوگ کہاں جا رہی ہو؟"

عاشو فٹ بولی,

"تمہارے ساتھ"

زکریا نے فون کی سکرین آن کر کے اس کو درجہ حرارت دکھایا,

NEELAM RIASAT NOVELS

"اس وقت باہر دھند پڑی ہوئی ہے، اور درجہ حرارت صرف دو ہے۔ تم نے اتنی ٹھنڈ میں کہاں جانا ہے ؟"

عاشو ویسے ہی بولی,

"بولا تو ہے، تمہارے ساتھ جانا ہے۔ پھر ایک ہی سوال بار بار کیوں کر رہے ہو ؟"

"آپ لوگ واپس بیڈ میں چلو, جب دن چڑھ آئے گا۔ دھوپ نکلے گی تو باہر چکر لگا لینا۔ اس وقت جا کر بیمار ہو جاؤ گی۔"

عاشو اس کی ہی بہن تھی,

"تم روز جاتے ہو، تم تو بیمار نہیں ہوتے۔"

وہ تسمے بند کرتے ہوئے بولا,

"کیونکہ میں اس چیز کا عادی ہوں۔ گرمی سردی میری یہی روٹین ہوتی ہے۔ ہم بھی وہی روٹین بنانے جا رہے ہیں۔"

"تم نے اگر خودکشی کرنی ہے تو کرو, میری بچاری بیوی کو کیوں ساتھ لے جا

رہے ہو؟"

بتول سے بولا:

"بیگم پلیز آپ جا کر سو جاؤ۔"

بتول نے منہ پہ آئے بال ہٹاتے ہوئے بتایا,

"زکریا، عاشو کو واک پہ جانے کے لیے میں نے ہی کہا ہے۔"

عاشو زکریا کے سامنے کمر پہ دونوں ہاتھ باندھ کر بولی,

"اگر میری شکل تم لوگوں جیسی ڈفر نہیں دکھتی ہے تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ سارے شیطانی خیال میرے ہی دماغ میں آتے ہوں۔ آیا بڑا بیگم والا۔۔"

بیرونی دروازہ سب سے پہلے عاشو نے پار کیا۔ اس کے پیچھے جاتی بتول نے مڑ کر شوہر کو زیر لب سوری بولا اور خاموشی سے نند کے پیچھے ہو لی۔ چارلی بھی ان کے ساتھ ساتھ تھا۔

زکریا باہر آیا، دروازے کو لاک کرتے ہوئے بولا,

"اگر راستے میں تم دونوں میں سے کسی نے تھکاوٹ کی شکایت کی یا مجھ سے مطالبہ کیا کہ گاڑی لے کر آؤ تو، میں گاڑی لانے کی بجائے تم دونوں کو وہیں راستے کے نالے میں پھینک آؤں گا۔"

عاشواس کے پیچھے آتے ہوئے اپنی جیب سے فون نکال کر لہراتے ہوئے بولی,

"ہمارے پاس پاگاں ڈارلنگ کا نمبر ہے۔ ہمارے لیے گاڑی وہ لے آئے گی۔"

"پاگاں اس وقت ڈیرے پر بہت مصروف ہوتی ہے۔ تمہاری طرح اس کے پاس فضول وقت نہیں ہے۔"

گرتی پڑتی سورج کی تھوڑی بہت روشنی آنے تک زکریا کے ہم قدم تو نہیں، اس سے دس بیس قدم پیچھے بھاگ ضرور رہی تھیں۔ کبھی رک کر پگڈنڈی پہ بیٹھ جاتیں۔

اللہ اللہ کر کے ڈیرہ نظر آیا, مگر ان دونوں کے ٹریک سوٹ اور سر پہ رکھی ٹوپیاں دیکھ کر زکریا نے ان کو ڈیرے کے باہر سے ہی گھر کی طرف بھیج دیا۔

اگلے دن زکریا نے جب نماز کے بعد دونوں کو واپس اپنے اپنے بستر میں گھستے

NEELAM RIASAT NOVELS

دیکھا تو ان کی رضائیاں اٹھا کر باہر صوفے پہ رکھ دیں۔

عاشو بولی,

"قسم سے میرے باپ دادا کی توبہ، جو میں آئندہ تم سے منہ ماری کروں۔ پلیز مجھے میرا بستر واپس کر دو، میری کلفی جم جائے گی۔"

زکریا تحمل سے بولا,

"اب چاہے تمہاری کلفی جمے یا برف والا گولا، تم اگر اگلے دو منٹ میں بیڈ سے نکل کر واک کے لیے تیار نہ ہوئیں تو میں پانی کا پورا پیالہ لا کر تمہارے اوپر گرا دوں گا۔"

عاشو مصنوعی رونے کی آواز نکالتے ہوئے بولی,

"کمینے! میں نے کب کہا مجھے واک پہ جانے کا شوق ہے؟ جاؤ اپنی بیوی کو لے کر جاؤ۔ میرے پیارے اور اکلوتے بھائی، میری پسلیوں میں درد ہو رہا ہے۔ اگر میں اتنی ٹھنڈ میں پھر باہر گئی تو مر جاؤں گی۔"

زکریا اس کو بازو سے کھینچ کر کھڑا کرتے ہوئے بولا,

"بہت اچھی بات ہے۔ جہیز کے پیسے بچیں گے۔"

"یااللہ، یہ دن بھی دیکھنا تھا۔ اب سمجھ آیا، یہ تم میاں بیوی کی ملی سازش ہے، مجھے مار کر میری جائیداد ہڑپ کرنا چاہتے ہو۔"

زکریا اس کو یونہی دہائی دیتے ہوئے لا کر صوفے پہ بٹھانے کے بعد جوتے پہننے کا حکم دے کر بیوی کے پاس آیا۔

وہ زکریا کے کمبل میں پوری طرح چھپی ہوئی تھی۔

زکریا نے کمبل ایک طرف کیا اور اکٹھی ہو کر لیٹی بتول کو آرام سے بانہوں میں بھر کر گود میں اٹھایا اور اس کے احتجاج کے جواب میں اس کے کان پہ ہلکی سی دندی کاٹی اور لا کر اس کو عاشو کے بالکل ساتھ صوفے پہ بٹھا دیا۔

اندر سے ارسلہ کی ہنسی کی آواز آ رہی تھی۔

زکریا معصومیت سے بولا۔

"کل تم دونوں کے سنگ واک کرنے کے بعد مجھے اندازہ ہوا ہے، اکیلے واک کرنا کس قدر بورنگ عمل ہے۔ اب سے ہم تینوں ہمیشہ اکھٹے واک کیا کریں

گے۔"

ان کی کوئی منت، کوئی دھمکی کام نہ آئی۔اور یہ عمل ہر روز دہرایا جانے لگا۔ ہفتے کے آخر تک وہ لوگ زکریا کے کہے بغیر ہی واک کے لیے نکل پڑتیں۔

****

زکریا ڈیرے سے واپس آیا تو پوری طرح سے بارش میں بھیگا ہوا تھا۔وہ باہر والے واش روم کے پاس لٹکا تولیہ اتار کر وہیں سے بال سکھاتا ہوا اندر آیا۔ دوسرے کمرے کی بتی بجھی ہوئی تھی۔ برآمدہ خالی تھا،اور صرف اس کے کمرے کی بتی جل رہی تھی۔قریب آیا تو حلیمہ کے رونے کی آواز زیادہ تیز ہوئی۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ارسلہ بیڈ پہ رونے والی شکل بنا کر بیٹھی ہوئی تھی۔ہاتھ میں فون پکڑا ہوا تھا۔

اسپیکر پہ اسماعیل کی آواز آرہی تھی۔

بتول حلیمہ کو اٹھائے کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی۔

زکریا پہ نظر پڑتے ہی بتول نے جیسے سکون کا سانس لیا۔زکریا نے بھنویں کے اشارے سے پوچھتے ہوئے بتول کی بانہوں سے حلیمہ کو لے لیا۔

اس کو اپنے سر سے اونچا کر کے اس کی رورو کر سوجھی اور نیند سے بھری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بہت پیار سے بولا:

""میری جان کو کیا ہوا ہے؟کیوں اتنا رو رہی ہو؟

اس کے ساتھ ہی اس نے حلیمہ کو نیچے کیا،اس کے گال پہ پیار کیا اور اس کو اپنے سینے میں چھپاتے ہوئے ارسلہ سے پوچھا:

""پہلے بھی کبھی ایسے روئی ہے؟

NEELAM RIASAT NOVELS

ارسلہ نے بھرائی ہوئی آنکھوں سے سر نفی میں ہلایا۔

زکریا ارسلہ کی پریشان شکل نہ دیکھ سکا، اس لیے بتول کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا، حلیمہ کو گود میں لیے کمرے سے نکل آیا۔

کچن کی بتی جلا کر اندر آیا۔

بتول اس کے پاس آکر آہستہ سے بولی:

"زکریا، اس کے رونے سے میرے دل کو کچھ ہو رہا ہے۔ پورے ایک گھنٹے سے مسلسل یونہی روئے جا رہی ہے۔"

زکریا نے حلیمہ سے ایک پل کو توجہ ہٹا کر بتول کی پریشان صورت کو دیکھا۔ ایک بازو بتول کے کندھے کے گرد حمائل کرتے ہوئے اسے اپنے قریب کیا، پھر اس کے ماتھے پہ لب چھوتے ہوئے بولا:

"میری جان، بچوں کو پالنے کا تجربہ تو میرا ابھی نہیں ہے، مگر ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ مسئلہ کیا ہے۔ اگر نہ سمجھ آیا تو میں اسے ڈاکٹر کے پاس لے جاؤں گا۔"

اتنا کہہ کر اس نے حلیمہ کو اپنے ایک بازو میں لٹا کر دوسرے ہاتھ سے اس کے پیٹ کو ہلکے سے ایک دو جگہ سے پریس کیا اور منہ میں بڑبڑایا:

""پیٹ اس کا ٹھیک ہے۔ نرم ہے اور اس نے تکلیف بھی نہیں دکھائی۔

پھر اس نے بتول سے سوال جواب شروع کیے، جو اس کے کندھے سے لگی کھڑی ساری کارروائی دیکھ رہی تھی۔

"کیا اس نے آج ڈنر نارمل ہی کیا تھا؟"

بتول نے پہلے سر ہلایا، پھر بولی:

""ہاں، تھوڑے سے چاول کھائے، پھر دودھ پیا۔

"دن کے وقت کہیں گری تو نہیں تھی؟"

اب وہ اس کے جسم پہ کوئی نیل وغیرہ ڈھونڈ رہا تھا۔

بتول نے سوچتے ہوئے کہا:

""نہیں، جہاں تک میرا خیال ہے، دن کے وقت سب کچھ ٹھیک تھا۔

زکریا نے حلیمہ کو کندھے سے لگاتے ہوئے کہا:

"اس کا ٹمپریچر بھی زیادہ نہیں ہے۔ ارسلہ نے اسے کوئی سیرپ وغیرہ دیا ہے؟"

بتول نے بتایا:

""ہاں، کال پول کا ایک چمچ دیا تھا۔

اس نے بتول کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے خدشے کا اظہار کیا:

"" کہیں اس کے کان میں درد نہ ہو۔ بار بار سر کی طرف ہاتھ کرتی ہے۔

حلیمہ آنکھیں بند کیے روتی ہی جا رہی تھی۔

زکریا کچن سے نکل آیا اور حلیمہ کو کندھے سے لگائے، ہلکے ہلکے اس کی کمر پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے صحن میں چکر کاٹنے لگا۔

بتول تھوڑی دیر وہاں کھڑی رہ کر واپس کمرے میں چلی گئی۔

زکریا نے ارادہ کر لیا کہ اگر اگلے چار پانچ منٹ میں حلیمہ چپ نہ ہوئی تو ڈاکٹر کے پاس لے جائے گا۔

حلیمہ روتے ہوئے ابھی بھی اپنے سر کو اس کے کندھے پہ بے چینی سے مار رہی تھی۔

زکریا کو اتنا سمجھ آ گیا کہ مسئلہ یا تو کان کا ہے یا سر کا۔

لائٹ کے نیچے کھڑے ہو کر اس نے حلیمہ کے سر سے ٹوپی اتاری۔

حلیمہ نے ایک دم رک کر اسے دیکھا۔

زکریا کے ماتھے پہ سوچ کی لکیر ابھری۔

حلیمہ کے سر پہ بال بہت چھوٹے چھوٹے تھے،اوران بالوں کو کھینچ کھانچ کر سر کے درمیان میں ایک چھوٹی سی پونی بنائی ہوئی تھی۔

جب حلیمہ نے روتے ہوئے سر پہ ہاتھ مارا تو زکریا نے فوراً اس کے بالوں میں لگا ربڑ کھول دیا۔

لڑکی تو ایسی چپ ہوئی جیسے بیٹری کے سیل نکل گئے ہوں۔

ایک دم سکون سے منہ میں انگوٹھا لیا اور زکریا کے کندھے پہ سر رکھ کر لیٹ گئی۔ابھی دو منٹ بھی نہیں گزرے ہوں گے کہ اس کے خراٹے آنے لگے۔

حلیمہ کی جانب سے خاموشی سن کر ارسلہ اور بتول حیران پریشان شکلیں لیے کمرے کے دروازے میں رکی اسے دیکھ رہی تھیں۔

ارسلہ دھیمی آواز میں بولی:

""تم نے اسے کیسے سلایا؟

زکریا نے انگلی کے اشارے سے انتظار کرنے کو کہا۔

وہ ارسلہ کے کمرے میں گیا، جہاں پہلے سے اس کی چھوٹی بہنیں سو رہی تھیں۔

اس نے حلیمہ کو اس کی جگہ پہ لٹا کر کمبل درست کیا اور اپنے کمرے کا رخ کیا۔

اسے پورا یقین تھا کہ صبح عاشو کی شامت آنے والی ہے۔

کمرے میں بتول ریلیکس ہو کر کرسی پہ گری ہوئی ملی۔ارسلہ چہکتے ہوئی آواز میں اسماعیل کو خوشخبری سنا رہی تھی۔

میں ماں ہوں مگر میں اس کی تکلیف نہیں سمجھ سکی، زکریا نے نہ جانے کیا دم" کیا ہے۔

"

NEELAM RIASAT NOVELS

زکریا نے پیار بھری نظروں سے اپنی بہن کو دیکھا۔اس کے ہاتھ سے فون لیتے ہوئے اس کے ماتھے پہ پیار دے کر بولا،

"" پانی تو پلاؤ۔

ارسلہ خوشی خوشی اس کے لیے پانی لینے چلی گئی۔

جبکہ زکریا اسماعیل سے کہنے لگا،

""تم یقین نہیں کرو گے کہ حلیمہ کس بات پہ رو رو کر ہلکان ہو رہی تھی۔

اسماعیل تجسس سے بولا،

""یعنی تمہیں اس کا مسئلہ سمجھ آگیا؟

مسئلہ یہ تھا کہ اس کے سر پہ بالوں کو ربڑ سے باندھا ہوا تھا، جس کے کھچاؤ سے "

"اس کو درد ہو رہی تھی۔

اسماعیل کی آواز آئی،

" دھتیری! میری یہاں نیند اڑ گئی ہے۔میں رات ہی رات کی اسلام آباد سے ملتان کی ٹکٹ ڈھونڈ رہا ہوں۔رہی کسر میری بیگم کی کہ اس جملے نے پوری کی

NEELAM RIASAT NOVELS

ہے جو وہ پچھلے ایک گھنٹے میں چالیس دفعہ دہرا چکی ہے۔اسماعیل، پتا نہیں حلیمہ کو کیا ہو گیا ہے۔"

زکریا کا قہقہہ بلند ہوا۔

ارسلہ پونی کا سنتے ہی دبی آواز میں چیخی،

"عاشو کی بچی! میں تیرا سر پھاڑ دوں گی، کمینی روز اس کے ساتھ بیوٹی پارلر کھول کر بیٹھ جاتی ہے۔خود تب کی پڑی گدھی کی طرح خراٹے لے رہی ہے۔میری بچی کو رلا رلا کر آدھا کر دیا ہے۔"

اسماعیل سمجھاتے ہوئے بولا،

"ارسلہ، پلیز عاشو پہ غصہ مت کرنا کیونکہ وہ مجھے پہلے ہی شکایت کر چکی ہے کہ آپ کی بیوی بلاوجہ رعب جھاڑنا اور بے عزتی کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔اب اگر تم اس کو ڈانٹو گی تو وہ تمہاری سالگرہ والے دن بے بی سیٹنگ سے انکار کر دے گی۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

ارسلہ چمک کر بولی،

""""ہاں تو کر دے انکار۔ میں حلیمہ کو ساتھ لے جاؤں گی۔

اسماعیل نے احتجاجاً کہا،

"بے بی، یہ ناانصافی ہے۔ ہمارا چھ سال کار کا ہوا بریک ہے۔ تم ایسے نہیں کر سکتی ہو۔ یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ بچے ہمارے ساتھ نہیں جائیں گے۔"

"اسماعیل، آپ بچے تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے ہمارے دس بچے ہوں۔"

اسماعیل بولا،

"سبین اور حلیمہ ایک ساتھ دس بچوں پہ بھی بھاری ہیں۔ میں سبین کو فرحین کے حوالے کر رہا ہوں نا۔"

زکریا مداخلت کرتے ہوئے بولا،

""""تم لوگ کدھر جا رہے ہو؟

ارسلہ اور اسماعیل ایک ساتھ بولے،

""""دبئی۔

زکریا نے پھر پوچھا،

""""کتنے عرصے کے لیے؟

ارسلہ زکریا کے بیڈ پہ بکھری حلیمہ کی چیزیں سمیٹتے ہوئے ہنس کر بولی،

"ایک رات کے لیے۔ایک دن جائیں گے،رات وہاں گزاریں گے،اگلے دن

"شام کو واپسی ہے۔

زکریا نے ارسلہ کو ایسے دیکھا جیسے اس کے دماغی توازن پہ شک گزرا ہو۔

"او،تم لوگ پاگل ہو؟اگر جانا ہی ہے تو کم از کم ایک ہفتے کے لیے تو جاؤ۔"

اسماعیل نے احتجاج نوٹ کرواتے ہوئے کہا،

"بھائی صاحب،میرا یہی پروگرام تھا،مگر آپ کی بہن صاحبہ نے صاف انکار کر

"دیا کہ وہ ایک ہفتے کے لیے حلیمہ کو عاشو کے حوالے نہیں کر سکتی ہے۔

زکریا بولا،

"عاشو اکیلی تھوڑی ہے۔ہم لوگ بھی تو ادھر ہی ہیں۔ہم رکھ لیں گے حلیمہ کو،

"کیوں بیگم؟

وہ بیڈ پہ نیم دراز تھا۔ بات کے درمیان اس نے بتول کو گفتگو میں شامل کیا جو کرسی پہ بیٹھی کم، لیٹی ہوئی زیادہ تھی۔ بتول نے وہیں جوش سے سر ہلاتے ہوئے کہا،

"بالکل! حلیمہ تو اتنی اچھی بچی ہے۔ ایک ہفتے کی بجائے ایک مہینہ بھی ہم رکھنے کو تیار ہیں۔ ویسے بھی یہاں اس کا بہت دل لگتا ہے۔ صبح اٹھتے ہی چارلی کے ساتھ اس کے ایڈونچر شروع ہو جاتے ہیں۔ بس بھوک لگنے پہ ماں کے پاس آتی ہے۔"

ارسلہ بولی،

"نہ بابا! اگر نصیب سے مجھے اتنی اچھی بھابھی مل گئی ہے تو میں اس کا ناجائز فائدہ ہر گز نہیں اٹھاؤں گی۔ وہ کون سا کام کرنے کی عادی تھی۔ لاڈلی بیٹی نوکروں میں پلی۔ اب میرے بھائی سے شادی کر کے ایک دم سے اس پہ اتنے بھاری بھاری کام ڈال دیے ہیں۔ اس کو پورا گھر چلانا پڑ رہا ہے۔ پلی پلائی اولاد گود میں نازل ہو گئی ہے۔ عاشو لوگ تو اس کو ماں ہی سمجھ بیٹھی ہیں۔ اتنی فرمائشیں۔۔۔۔ یہ

NEELAM RIASAT NOVELS

لینا ہے، وہ نہیں کھانا ہے۔ بھابھی پلیز پیزا منگوادو۔ اور یہ صاحبہ لگی ہوئی ہیں اس جنگل میں پیزے کی ڈلیوریاں آ رہی ہیں۔ اب اوپر سے رہی کسر میں اپنی افلاطون ان کے ذمے کر کے چلی جاؤں جو ایک منٹ کہیں ٹک کر نہیں بیٹھ سکتی ہے۔"

ایک ہاتھ میں حلیمہ کا سامان اور دوسرے ہاتھ میں اپنا فون لیے دروازے کی جانب جا رہی تھی، جب ہنستے ہوئے زکریا نے اس کو چھیڑا،
"اصل میں ہم دونوں میاں بیوی بچوں کے آنے سے پہلے دوسروں کے بچوں کو پال کر تجربہ حاصل کرنا چاہ رہے ہیں۔ کیوں بیگم؟ اور ویسے بھی ارسلہ، بتول اتنی نازک مزاج نہیں ہیں۔"

ارسلہ کمرے سے نکلنے سے پہلے بتول کے مسکراتے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی،
"بھابھی، وہ تمہاری جھوٹی تعریفیں کر کے تم سے اپنے خاندان کی خدمتیں کروائے گا۔ تم اس کی باتوں میں ہر گز مت آنا۔"

ان دونوں کو ہنستا چھوڑ کر ارسلہ اپنے پیچھے دروازہ بند کر گئی۔

زکریا نیم وا نگاہوں اور نرم مسکراہٹ سمیت بتول کو دیکھے جا رہا تھا۔بتول کچھ دیر تو اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی، جب مزید حوصلہ نہ پڑا تو اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے ہاتھ کر لیا۔

زکریا نے اپنے برابر بیڈ پہ ہاتھ مار کر بتول کو وہاں آنے کا اشارہ دیا۔

وہ کرسی سے اٹھ کر اس کے پاس لیٹ گئی۔

زکریا نے سر رکھنے کے لیے بتول کو اپنا کندھا پیش کیا۔

جب وہ اس کے سینے پہ سر رکھ کر لیٹ گئی تو زکریا نے اس کو پوری طرح بانہوں میں بھر کر چہرے پہ کئی جگہ پیار کیا۔

بتول سکون سے آنکھیں موندھے اس کے جذبات سے لبریز لمس کو محسوس کرتی رہی۔

اس نے اپنا ایک ہاتھ عین زکریا کے دل کے اوپر رکھا ہوا تھا۔

کبھی وہاں سے ہٹا کر ہاتھ کو زکریا کے چہرے پہ لے جاتی، اس کے گال پہ رکھتی، کبھی اس کے سر کے بالوں میں پھیرتی، پھر واپس دل پہ رکھ دیتی۔

زکریا نے اس کی بند آنکھوں کو چومتے ہوئے دھیمے سے پوچھا،

""""کیا آج سکن کیئر پہلے ہی کرلی تھی؟

سکن کیئر کا نام سنتے ہی بتول کی آنکھیں پوری کھل گئیں۔ فکر سے بولی،

""""لو! میں تو آج بھول ہی گئی تھی۔ شکریہ، تم نے یاد کروادیا۔

زکریا مسکرا کر بولا،

""""آپ کو اس سب کی ضرورت تو نہیں ہے۔ آپ تو اتنی خوبصورت ہیں۔

بتول شرارت سے پوچھنے لگی،

"""" کتنی خوبصورت ہوں، زکریا؟

وہ پوری سنجیدگی سے بولا،

"جیسے اس کمرے میں یہ بلب نہ ہو تو یہ کمرہ ہر چیز کے ہونے کے باوجود تاریک ہو جائے۔ بالکل اسی طرح آپ کا وجود اگر اس گھر میں نظر نہ آئے تو یہ گھر سب سہولتوں کے باوجود تاریک لگے گا۔ اور آپ کا یہ پیارا سا چہرہ میرے دل کی تاریکی کو دور کرتا ہے۔ میرے سفر کی تھکان اتار دیتا ہے۔ میں جب جب آپ کو

دیکھتا ہوں مجھے اپنے اندر باہر ایک روشنی محسوس ہوتی ہے۔ میرے دل سے خوشی پھوٹتی ہے۔ میری ساری تھکاوٹ اتر جاتی ہے۔ مجھے زندگی بہت زیادہ "خوبصورت لگنے لگتی ہے۔

بتول سانس روک کر اپنے اس شاندار مرد کے منہ سے اپنی تعریف سن رہی تھی۔

وہ مزید بولا۔

اس دن آپ عاشو اور پاگاں کے ساتھ شاپنگ کے لیے گئی تھیں، مگر جب میں" گھر آیا تو مجھے گھر اتنا خاموش اور سنسان سا محسوس ہوا کہ میرا دل گھبراہٹ کا شکار ہو گیا۔ حالانکہ میں اس گھر میں اکیلا رہتا رہا ہوں۔ مجھے تو لوگوں سے الرجی تھی۔ ارسلہ لوگوں کی وجہ سے مجھے گھر پہ رکنا پڑا، ورنہ میں ڈیرے پہ چلا جاتا۔ "پھر بھی میں گھر کے اندر نہیں بیٹھ پایا، باہر ہی رہا۔

وہ اٹھ کر بیٹھتے ہوئے بولی۔

جب تم دو تین دن گھر نہیں آتے ہو تو سوچو میں کیسے رہتی ہوں۔ مجھے بھی"

تمہارے بغیر زندگی خالی خالی لگتی ہے۔ رکو، میں اپنا بیگ لے آؤں، پھر تمہیں "کچھ بتاتی ہوں۔

بیڈ سے نکل کر الماری کے ایک خانے سے ایک پاؤچ لے کر واپس بیڈ پہ آتے ہوئے، نئے خیال کے تحت بولی۔

"زکریا، کیوں نہ آج تمہاری بھی سکن کی تھوڑی کیئر ہو جائے؟"

زکریا نروس سا ہنس کر، ڈرے انداز میں بولا۔

"مجھے اس مشقت سے معاف رکھیں، یہ کام عورتوں کے ہیں۔"

نہیں تو۔۔۔اس کا تعلق خوبصورت لگنے سے نہیں ہے۔ یہاں کتنی سرد ہوا" چلتی ہے، پھر اتنا کھلا ماحول ہے، دھوپ بھی ٹکا کر لگتی ہے۔اس سے جلد بہت خشک ہو جاتی ہے۔ اگر یہ سب نہ کریں تو سکن پھٹ جائے گی۔ جیسے دیکھو، "تمہارے ہاتھوں کی جلد پھٹی ہوئی ہے۔

وہ اس کو تھوڑا اونچا ہو کر لیٹنے کا اشارہ کرتے ہوئے، اس کے قریب بیٹھ گئی۔

زکریا نے سر کے نیچے دو سرہانے رکھے اور لیٹا رہا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول نے سب سے پہلے اس کے بالوں میں ہیئر کلپ لگا کر ماتھے سے بال ہٹائے۔

زکریا بولا۔

"یہ آپ پر عاشو کے اثرات نظر آرہے ہیں۔"

بتول ہنس دی۔

چہرے کو مرسلہ واٹر سے صاف کیا، پھر موئسچرائزر لگایا۔ نرم نرم انگلیوں سے اس کی سکن پہ مالش کرتی رہی، اس کے بعد سیرم لگایا۔

اس دوران وہ گاہے بگاہے جھک کر زکریا کے لبوں کو ہونٹوں سے مس کرتی، جس پر وہ بند آنکھوں سے مسکرا دیتا۔

پھر بولا۔

"اچھی رشوت ہے۔"

اس بات پہ بتول کھل کر ہنسی۔

"زکریا، ایک بات بتاؤں؟"

وہ ہمہ تن گوش ہوا۔

"جی۔"

"جب میں پندرہ سال کی تھی، مجھے ایک لڑکے پہ کرش آیا تھا۔ میں نے امی کو بتایا۔ تب امی نے مسکرا کر مجھے ایک بات کہی، بلکہ ایک نصیحت کی تھی۔"

زکریا نے تجسس سے پوچھا۔

"وہ کیا؟"

"امی نے کہا، بتول، عورت کو جس پہ مرضی کرش آجائے، یا اگر کوئی مرد پسند آجائے، یا پھر کسی کو آئیڈیلائز کر لے، زندگی اس نے اسی مرد کے ساتھ گزارنی ہے جس کے ساتھ عورت کی شادی ہو گی۔ اس لیے بیٹا، تم اپنے لیے اپنے اللہ سے ایک دعا ہر روز مانگا کرو۔"

"کہ یا اللہ، جس کو تو میرا نصیب بنائے، اس کو میرے حق میں بہت ہی اچھا بنانا۔

یا اللہ، جس کے ساتھ میرا ساتھ لکھا ہے، اس انسان کو میرا ہمدرد بنانا، اس کو میرا

NEELAM RIASAT NOVELS

خیر خواہ بنانا، اس کو میرے لیے سکون کا ذریعہ بنانا، اور میرے وجود کو میرے
"ساتھی کے لیے سکون کا باعث بنانا۔

زکریا نے اپنے سینے پہ بتول کے آنسو کو محسوس کر کے آنکھیں کھولیں۔
وہ اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں بھر کر واقعی رو رہی تھی۔

اب جب میں تمہیں دیکھتی ہوں، تم میرا کس قدر احساس کرتے ہو۔ میری"
اتنی عزت کرتے ہو۔ میری ہر خواہش کا احترام کرتے ہو۔ تم میرے پہ بے جا
رعب نہیں ڈالتے ہو۔ مجھے کھانا بنانا نہیں آتا، تم مجھے جتائے بغیر خود ہی کھانا بنا
دیتے ہو۔ پتا ہے ہمارے معاشرے میں مرد کا ایک ایسا تاثر قائم ہے کہ جو گالی
گلوچ کرنا جانتا ہو، بیوی کو دبا کر مرغی بنا کر رکھنا جانتا ہو، گھر میں ہو تو کوئی اس
"کے آگے اونچی آواز میں بات کرنے کی جرات نہ کر سکے۔ اس کا ایک ڈر ہو۔

اب وہ زکریا کے ہاتھوں پہ ویسلین لگا رہی تھی۔
میں جو پندرہ سال کی عمر سے دعا مانگتی آ رہی تھی نا، تم میری اس دعا کی قبولیت"
ہو۔ اللہ نے تمہیں میرے حق میں بالکل ویسا ہی بنایا ہے جیسا ساتھی میں مانگا

NEELAM RIASAT NOVELS

کرتی تھی۔ تم اپنے آپ کو مرد ثابت کرنے کے لیے عورت کو نیچا دکھانے والے اور مقابلہ بازی کرنے والے احساسِ کمتری کے مارے ہوئے شخص نہیں ہو، بلکہ تم عورت کی عزت کرنے والے، اس کے ساتھ نرمی کرنے والے اصلی مرد ہو۔"

زکریا نے شرارت سے پوچھا۔

"بیگم، یہ جو اتنی تعریفیں ہو رہی ہیں، سب خیر تو ہے نا؟"

بتول کھلکھلا کر مسکرائی۔

"اب پتا ہے میں فجر کی نماز کے ساتھ دو نفل شکرانے کے کیوں پڑھتی ہوں؟

پوچھو کیوں؟"

وہ اس کے گالوں کو کھینچتے ہوئے بولا۔

"کیوں؟"

"تاکہ میں اللہ کا شکریہ ادا کر سکوں، اور یہ دعا کرتی ہوں کہ اللہ کریم میرے اس پر سکون گھر کو ہمیشہ ایسے ہی آباد رکھنا، میرے زکریا کو صحت، سلامتی والی لمبی عمر دینا۔"

زکریا یک ٹک اس کو دیکھے جا رہا تھا۔

اس نے بتول کو کھینچ کر اس کا چہرہ اپنے چہرے کے برابر کیا، اس کے ہونٹوں کی نرمی کو اپنے اندر جذب کرنے کے بعد بتول کو اٹھا کر بیڈ پہ بٹھایا، اور خود واش روم کی جانب جاتا بڑبڑا رہا تھا۔

"میں جب بھی سوچتا ہوں کہ آج میں نے ان کی تعریف کر کے کچھ حق ادا کیا ہے، یہ خاتون منہ کھولتی ہیں اور مجھے بولڈ آؤٹ کر دیتی ہیں۔

You are a very dangerous woman, Batool. Very dangerous."

NEELAM RIASAT NOVELS

بتول ہنستے ہوئے بولی۔

زکریا، پلیز صرف کپڑے بدل لو، منہ مت دھونا، اتنی مہنگی کریم ضائع ہو"

"جائے گی۔

جب تک وہ لباس بدل کر واپس آیا، بتول اس کی ٹی شرٹ پہن کر اپنے چہرے پہ کریمیں لگانے کے بعد، بال کھول کر ان میں ہلکا سا برش چلا کر، ہاتھوں پہ لوشن لگانے کے بعد اپنا سرہانہ سیٹ کر رہی تھی۔ زکریا کو دیکھ کر بولی۔

"پلیز، لائٹ بند کر دو۔"

زکریا نے سر ہلایا، مگر کمرے کے وسط میں کھڑا ہو کر بتول کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"میں صرف آپ کی رائے لے رہا ہوں۔"

بتول نے اپنے سرہانے پہ سر رکھتے ہوئے تحمل سے پوچھا۔

"کس بارے میں؟"

زکریا کے چہرے پہ سنجیدگی چھا گئی۔

"بچوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

بتول اسی تحمل سے بولی۔

"میں اللہ سے بیٹے بھی مانگتی ہوں، اور بیٹیاں بھی مانگتی ہوں۔"

زکریا نے بھنویں اچکا کر کہا۔

"یہ جمع کا صیغہ غلطی سے استعمال کیا ہے یا ارادتاً؟"

وہ نیند سے بوجھل ہوتی آنکھوں کو کھلا رکھنے کی مشقت میں بولی۔

"دیکھو زکریا، اگر اللہ مجھے دو بیٹے عطا کر دے، اللہ کی مرضی سے وہ تمہارے زیرِ سایہ پرورش پائیں گے، تو میرا یقین ہے کہ وہ تم سے بھی اچھی فطرت والے انسان ہوں گے۔ خود سوچو، دنیا میں دو اچھے لوگوں کا اضافہ ہو گا نا؟"

"اگر اللہ میرے بیٹوں کو دو بہنیں نواز دے، تو جیسے میرے ابو نے مجھے اتنی محبت سے رکھا، پالا، میری تعلیم کروائی، جو خوشی میں محسوس کرتی ہوں، جو مجھے اپنے والد کی بیٹی ہونے پر فخر ہے، ہو سکتا ہے تم میرے ابو سے بھی اچھے باپ

ثابت ہو۔ میں چاہتی ہوں تمہاری بیٹیوں کو تم پہ فخر ہو۔ اگر دو بیٹیاں بھی یہ سارا پیار، تحفظ اور احساس بھرے ماحول میں جوان ہوتی ہیں، تو سوچو کل کو ایک اور عاشو ہو گی، ارسلہ ہو گی، جو اتنے پیار سے اپنے خاندان کا خیال کرے گی۔"

"اس لیے میں اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ مجھے بیٹیاں اور بیٹے دے۔ آمین۔"

زکریا کو لگا اس کے پاس اس عورت کو جواب دینے کے لیے بھی الفاظ نہیں ہیں۔ اس نے لائٹ بند کی، دروازہ تھوڑا سا وا کیا اور آ کر اپنے بیڈ پہ بیوی کے پہلو میں لیٹ گیا۔

بتول اس کے قریب ہوتے ہوئے بولی۔

"جس کے لیے تم دروازہ کھلا چھوڑ رہے ہو نا، وہ نہیں آئے گا۔"

زکریا بتول کو اپنی قیمتی متاع کی طرح سمیٹتے ہوئے ہنس کر بولا۔

"چارلی بچارہ! یہ لڑکیاں اس کو پاگل کر دیں گی۔"

بتول ہنسی میں شرکت کرتے ہوئے بولی۔

کل آیہنے چارلی کے ناخنوں پہ پنک نیل پالش لگائی، پھر اس کے سر پہ تتلی والی"

پن لگائی، گلے میں ارسلہ کا فینسی سلک کا اسکارف باندھ کر چارلی کے ساتھ ٹی "پارٹی کر رہی تھی۔

اور وہ جو عاشو ہے، گھر کا غنڈہ، اس نے خاص چارلی کے لیے سامان میں سوکھا" گوشت منگوایا تھا۔ اب وہ دن میں کسی بھی وقت بیبو اور چارلی کی کلاس لگا دیتی ہے۔ ان کی ٹریننگ ہو رہی ہے۔ کبھی ان کو کہتی ہے اٹھو، پھر بیٹھو، اب گول گھوم جاؤ۔ سوکھے گوشت کے لالچ میں چارلی نے بیبو کے ساتھ دوستی بھی کر لی ہے۔ ورنہ شروع میں تو اس کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ تب بھی عاشو نے اپنی بلی کے ڈرنے پر چارلی کو جوتا دکھا کر وارننگ دی تھی کہ اگر آئندہ تم نے اپنی بہن بیبو کو "ڈرایا تو مجھ سے جوتے کھاؤ گے، اور چارلی واقعی ڈر گیا۔

یوں ہی چھوٹی چھوٹی باتوں کو یاد کر کے ہنستے ہوئے، دونوں نیند کی وادی میں ہاتھ تھامے سیر کو نکل گئے۔

*********۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ایک ہفتے بعد ان لوگوں کو رات کے تین بجے لندن کے ہسپتال سے کال آئی۔

مکرم صاحب اس دنیا میں نہیں رہے تھے۔

زکریا کا ویزا نہیں لگ سکا، مگر اس نے ارسلہ اور اسماعیل کو آصفہ کے پاس بھیج دیا تاکہ مکرم صاحب کی آخری رسومات کے لیے کوئی مرد تو وہاں پہ موجود ہو۔

عاشو اور آنیہ کو سنبھالنا ایک چیلینج ہی ثابت ہوا کیونکہ دونوں ہی اپنے باپ کی بہت لاڈلی بیٹیاں تھیں۔

زکریا اور بتول ان دونوں کو کچھ دن کے لیے لاہور لے آئے۔

بتول کو یہ لگتا تھا کہ وہ اپنے گھر جا کر بہتر محسوس کرے گی، مگر اس کے برعکس ہوا۔

گھر پہ نظر پڑتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے خون میں لپٹا ابو کا چہرہ آ گیا۔

وہ جو وہاں کچھ دن رہنے کا سوچ کر گئی تھی، اسی وقت زکریا سے کہہ کر وہاں سے واپس آ گئی۔

گاڑی چلاتے ہوئے زکریا نے فکرمندی سے اپنے برابر بیٹھی بتول کو دیکھا، جس

کے چہرے پہ آنسوؤں کے نشان زکریا سے برداشت نہیں ہو رہے تھے۔اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لے کر ہلکا سا دباتے ہوئے بولا۔

آپ ٹھیک ہیں؟""

بتول نے ہلکی سی مسکراہٹ اس کی طرف پھینک کر اثبات میں سر ہلایا۔ پھر ایک نگاہ پچھلی سیٹ پہ خاموش بیٹھی عاشو اور اداس نظر آتی آنیہ پہ ڈالی۔

اس کا خود آئس کریم کا کوئی موڈ نہیں تھا، مگر ان لڑکیوں کی خاطر اپنے موڈ کو خوشگوار بناتے ہوئے بولی۔

زکریا، کیا ہم آئس کریم کھانے جا سکتے ہیں؟""

زکریا اس کی کوشش کو سمجھتے ہوئے نرمی سے اس کو دیکھتے ہوئے بولا۔

کیوں نہیں؟ اور اس کے بعد میرے پاس تم لوگوں کے لیے ایک سرپرائز بھی "ہے۔"

عاشو سے کیسے صبر ہوتا، اسی وقت بولی۔

کیسا سرپرائز؟""

NEELAM RIASAT NOVELS

"ابھی بتادوں تو سرپرائز خاک ہو گا؟"

سرپرائز کے چکر میں دونوں بہنوں نے جلدی میں آئس کریم ختم کی۔ وہیں سے زکریاان کو شہر سے باہر ایک فارم پہ لے آیا۔

گھوڑوں کے اسٹبل دیکھتے ہی عاشو نے پیچھے سے بھائی کے کندھے تھام لیے۔

پلیز، مجھے بتاؤ کہ یہ مذاق ہے؟ تم ہمیں سواری کروانے لے کر نہیں آئے ہو؟"

"میں تمہیں سواری کروانے نہیں، تمہارا اپنا گھوڑا دلوانے لے کر آیا ہوں۔"

اس کے بعد عاشو نے چیخ چیخ کر گاڑی سر پہ اٹھالی۔

فارم پہ چھ گھوڑے تھے جن پہ باری باری دونوں بہنوں نے سواری کی اور آخر میں اپنی اپنی پسند کے گھوڑے کا نام بتادیا۔

بتول چونکہ سواری کے لیے نہیں گئی تھی، تو اس کے لیے گھوڑے کا انتخاب زکریا نے خود کیا۔

اس نے ساری تفصیل بتا کر ڈیل فائنل کر دی۔ رات کی رات گھوڑے ان کے

فارم پہ پہنچ جانے تھے۔

اس کے بعد وہ لوگ ایک ریسٹورنٹ میں ڈنر کے لیے گئے، وہاں سے سیدھے ہوٹل آ گئے جہاں زکریا نے دو کمرے بک کروائے ہوئے تھے۔

بڑے کمرے میں کنگ سائز بیڈ لگا ہوا تھا۔اسی پہ بیٹھ کر سب نے لندن بات کی۔

ابھی فون کال چل رہی تھی جب بتول نماز کے لیے اٹھ گئی۔

جب واپس آئی تو دیکھا کہ ٹی وی چل رہا تھا اور وہ تینوں بہن بھائی سو رہے تھے۔

بیڈ کے ایک کونے پہ عاشو تھی۔درمیان میں تھوڑی سی جگہ پہ اکٹھی ہو کر پڑی ہوئی تھی۔اور دوسرے اینڈ پہ زکریا سو رہا تھا۔سفید شلوار قمیض میں وہ تھکا تھکا لگ رہا تھا۔بیڈ پہ ابھی بھی کافی جگہ تھی۔اس نے ریموٹ سے ٹی وی بند کرنے کے بعد، وہ زکریا اور آنیہ کے درمیان والی جگہ میں لیٹ گئی۔زکریا نے اس کے شیمپو کی خوشبو محسوس کرتے ہی نیند میں اس کی جانب کروٹ بدلی۔

بتول نے کمبل کھول کر عاشو اور آنیہ پہ ڈالنے کے بعد اپنے اوپر بھی اوڑھ لیا۔

زکریا کا بازو اس کی کمر میں حمائل تھا۔بتول کا ایک پیر مسلسل ہل رہا تھا۔زکریا نے اپنا بھاری پیر اس کے پیر پہ رکھ کر نیند بھری آواز میں استفسار کیا۔

کیا بات پریشان کر رہی ہے؟"""

"مجھے اس گھر میں واپس نہیں جانا ہے۔"

زکریا نے کہا۔

اوکے، نہیں لے کر جاؤں گا۔اور کچھ؟"""

"میرا خیال ہے ہمیں وہ گھر بیچ دینا چاہیے۔"

وہ کہنے لگا۔

بیچتے نہیں، کرائے پہ کسی کو دے دیں گے،آپ کو کرایہ مل جائے گا۔ہو سکتا" ہے ایک دن آپ کے اندر اتنی ہمت پیدا ہو جائے کہ آپ اس گھر میں دوبارہ رہنا چاہیں۔آخر اس گھر سے ماں باپ کی یادیں وابستہ ہیں۔"

"ہمیں ملتان میں ایک گھر بنانا چاہیے۔عاشو اور آنیہ کی پڑھائی کا حرج ہو رہا ہے۔"

"اوکے، مگر میں ایک بات سوچتا ہوں۔"

بتول نے پوچھا۔

وہ کیا؟""

"وہ یہ کہ کل کو یہ لوگ واپس چلی جائیں گی تو ان کے بغیر آپ کا دل نہیں لگے گا۔"

بتول نے اس کے بازو پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

ہاں یہ تو ہے۔ مگر ایک تو یہ کہ ابھی یہ یہاں پر ہیں، دوسرا، میرا دل تم سے لگتا" ہے۔"

"ہوں۔۔۔"

تھوڑی دیر بعد پھر سے بتول کا دوسرا پیر ملنے لگا۔

زکریا نے پھر نرمی سے پوچھا۔

اور کیا بات کہنی ہے؟""

بتول نے کہا۔

NEELAM RIASAT NOVELS

ہاں جی، میں ناسوچ رہی ہوں، کسی اچھی سی گائنا کالوجسٹ سے چیک اپ کے "

لیے وقت لے لوں۔"

زکریا کو دو سیکنڈ لگے بات کی تہہ تک جانے میں، اس کے بعد وہ کہنی کے بل بیٹھ

کر اس کی شکل دیکھنے لگا۔

آر یو سیریس؟""

بتول نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ہاں، مجھے کسی حد تک یقین ہے، مگر ڈاکٹر سے تصدیق ضروری ہے۔""

وہ پریشان ہو کر اس کو دیکھنے لگا، پھر بالوں میں ہاتھ پھیر کر نفی میں سر ہلانے لگا۔

بتول اس کے رد عمل پہ تھوڑی نروس ہو گئی، ڈرتے ہوئے پوچھا۔

زکریا، تم اتنے پریشان کیوں ہو گئے ہو؟""

زکریا اس کے چہرے کو چھوتے ہوئے بولا۔

کیونکہ میں ایک انتہائی بے وقوف آدمی ہوں۔""

"ہیں، وہ کیسے؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

"تمہیں آرام دہ ماحول میں رکھنے کی بجائے میں تمہیں اتنے لمبے روڈ ٹرپ پہ لے کر نکلا ہوں۔"

بتول ہنسی، اور کتنی دیر تک ہنستی چلی گئی۔

"زکریا ایسا کچھ نہیں ہے، تم پلیز پریشان ہونا بند کرو۔"

زکریا سائیڈ سے اپنا فون اٹھاتے ہوئے بولا۔

نہیں، رکو، مجھے چیٹ جی ٹی پی سے پوچھنے دو، کیا تمہیں اس حالت میں سفر کرنا" چاہیے یا نہیں؟"

کمرے میں بتول کے قہقہے گونج رہے تھے۔

اس نے زکریا کے ہاتھ سے فون لے کر ایک طرف رکھ دیا۔

"زکریا، پلیز بلاوجہ پریشان ہونا بند کرو، میں بالکل ٹھیک ہوں۔"

زکریا بولا۔

"کھاؤ میری قسم..."

بتول کی ایک دفعہ پھر سے ہنسی چھوٹ گئی۔

زندگی نے ان دونوں کو یوں ہنسی خوشی ایک دوسرے میں مگن دیکھا تو پیار سے مسکرا دی۔

دو پیار سے بھرے دل سب سے انمول ہوتے ہیں۔ان دو دلوں نے غم اٹھائے، خوشیاں بھی دیکھیں۔

****

ارسلہ پہلے بھی کئی دفعہ امی ابو سے ملنے کے لیے لندن آتی رہی تھی۔ مگر اس دفعہ مکرم کے آخری سفر کی وجہ سے اسے لندن بہت اداس لگ رہا تھا۔

نہ اٹھنے کو جی چاہتا، نہ تیار ہونے کو من کرتا، نہ اس کو بھوک لگ رہی تھی۔

اسماعیل حلیمہ کو لے کر ناشتہ کروانے کے بعد قریبی پارک میں چکر لگوا کر واپس لایا تو حلیمہ اس کی گود میں سو رہی تھی۔

اس نے حلیمہ کو عاشو کے کمرے میں سلایا اور خود ارسلہ کے کمرے میں اس کی

خبر لینے کو پہنچا۔

اس نے اسماعیل کو دیکھتے ہی رونا شروع کر دیا۔

اسماعیل نے کچھ نہیں کہا بلکہ اس کے برابر لیٹ کر اسے اپنے ساتھ لگا کر اس کی کمر سہلانے لگا۔ارسلہ کے رونے میں مزید تیزی آگئی۔

اسماعیل نے کچھ نہیں کہا، یونہی اسے تھامے پڑا رہا۔

ایک دفعہ جی بھر کر رو لینے کے بعد ارسلہ کے آنسو تھم گئے۔

اسماعیل اپنی جگہ سے اٹھا۔

واش روم میں جا کر باتھ ڈبے کے اندر سٹاپر لگا کر اسے گرم پانی سے بھرنے لگا۔

اس دوران اس نے اپنے سوٹ کیس سے ارسلہ کا تازہ لباس نکال کر واش روم میں لٹکایا۔ جیسے ہی پانی تھوڑا اوپر آیا، اس نے دراز سے لیونڈر کی خوشبو کا باتھ بم پانی میں پھینکا۔

دیکھتے ہی دیکھتے صاف ستھرا پانی ہلکے جامنی رنگ میں رنگتا چلا گیا۔

اس نے ارسلہ کو واش روم جانے کا اشارہ دیا۔

جیسے ہی وہ بیڈ سے اٹھ کر واش روم کی جانب گئی، اسماعیل نے اس کے گال پہ پیار کرتے ہوئے کہا،

"تمہارے پاس بس بیس منٹ ہیں، اس کے بعد ناشتہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔"

ارسلہ نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

جب وہ لمبا باتھ لے کر نکلی تو بہت زیادہ بہتر محسوس کر رہی تھی۔

نیچے آئی تو اسماعیل آملیٹ کے ساتھ فروزن پراٹھا تیار کر کے کپوں میں کافی ڈال رہا تھا۔

ارسلہ سنجیدگی اختیار کرتے ہوئے بولی،

"پتا نہیں آپ کو کیسے علم ہو جاتا ہے کہ مجھے کس وقت کس چیز کی ضرورت ہے۔ میں آج تک یہ معمہ نہیں سمجھ پائی ہوں۔"

اسماعیل نے اس کو اپنے برابر والی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ارسلہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگی،

"کیا امی ہسپتال چلی گئی ہیں؟"

NEELAM RIASAT NOVELS

"ہاں،ان کو صبح کال آئی تھی، کچھ پیپرز سائن کرنے تھے۔

میں ان کو چھوڑ آیا تھا۔ابھی واپسی پر کام کریں گی، تو ہم ان کو لے آئیں گے۔"

"زکریا نے مجھے امی کی مورل سپورٹ کے لیے بھیجا ہے، مگر میں تو خود آپ پہ

انحصار کر رہی ہوں۔مجھے لگتا ہے آ کر میں نے امی کو مزید پریشان کیا ہے۔"

"ایسا نہیں ہے، بے بی۔ضروری نہیں کہ ہم اپنوں کے لیے پہاڑ اٹھائیں، تب

ہی ہماری موجودگی ان کے لیے معنی رکھتی ہے۔

اپنوں کی تکلیف میں ان کے پاس خاموشی سے بیٹھ جانا بھی مددگار ثابت ہوتا

ہے۔

آپ زیادہ مت سوچیں، پہلے ہی آپ اپنے والد کے جانے سے پریشان ہیں۔

مزید سوچیں آپ کو اور پریشان کریں گی۔"

ارسلہ کی آنکھوں سے تازہ آنسو بہنے لگے۔

وہ مجھے ہر ہفتے بلاناغہ دو گھنٹے کی کال کرتے تھے،اپنے کام کے بارے میں بتانا۔"

کچھ اچھا کھایا، تب بھی بتانا۔کچھ اچھا دیکھا، تب بھی شیئر کرتے تھے۔

ان کے جانے سے زندگی میں جو اتنا بڑا خلا آئے گا، وہ کیسے پر ہو گا؟"

اسماعیل نے جوس والا گلاس اس کے لبوں سے لگاتے ہوئے کہا،

"کسی کا چھوڑا ہوا خلا پر نہیں ہوتا ہے۔ ہاں، ہمیں اس خالی پن کی عادت ہو جاتی ہے تو ہم سمجھتے ہیں کہ خلا پر ہو گیا ہے۔"

ارسلہ نے آنسو صاف کیے اور اپنے شوہر کو غور سے دیکھنے لگی۔

اسماعیل خوبصورتی سے مسکرایا اور بولا،

"ایک دم سے تمہارے تاثرات میں تبدیلی آئی ہے۔ کیا سوچ رہی ہو؟"

"میں جانتی ہوں، یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں ہے۔"

"اچھا؟"

"مگر میرے دماغ میں ایک سوال آیا ہے۔ یہ بات میں نے آج تک آپ سے کبھی نہیں پوچھی ہے۔"

"وہ کیا بات ہے؟"

ارسلہ نے اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے اور اس کی آنکھوں میں

NEELAM RIASAT NOVELS

دیکھتے ہوئے پوری سنجیدگی سے پوچھا،

"اسماعیل، آپ نے مجھ سے شادی کا فیصلہ سوچ کر لیا تھا؟ دوسرے الفاظ میں، آپ نے مجھ سے شادی کیوں کی تھی؟"

اسماعیل کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی، وہ بولا،

"ہماری شادی کو آٹھ سال ہو گئے ہیں۔ ہماری ایک بیٹی ہے۔ یہ سوال تم نے بہت جلدی نہیں پوچھ لیا۔

خیر، تم مرہم لگانا جانتی تھیں، اس لیے میں نے سوچا زندگی میں انسان کو ہر موڑ پر نئی چوٹ لگ جاتی ہے، نیا زخم مل جاتا ہے۔ ایسا ساتھی ساتھ ہونا بہت ضروری ہے جو آپ کے مرہم کی پٹی کرنا جانتا ہو۔ جس کے ہاتھ میں شفا ہو۔"

NEELAM RIASAT NOVELS

NEELAM RIASAT NOVELS

NEELAM RIASAT NOVELS